فہم دین

جلد ہفتم

مفتی مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

صراط مستقیم پبلیکیشنز

5,6-مرکز الاولیس داتا دربار مارکیٹ، شیخ ہندی سٹریٹ، لاہور

042-37115771, 0321-9407699,0315-9407699

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ (سورۃ التوبہ: ۱۲۲)

اسلام کی آفاقی تعلیمات سے عوام کو روشناس کروانے کے لیے

فہمِ دین

جلد ہفتم

مفتی مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

صراط مستقیم پبلیکیشنز
5,6۔ مرکز الاولیس داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ سٹریٹ، لاہور
042-7115771, 0333-8173630, 0321-9407699

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : فہم دین (ہفتم)

افادات : ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی

مرتب : مولانا محمد عبدالکریم جلالی (فاضل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لاہور)

باہتمام : شیخ محمد سرور اویسی، محمد آصف علی جلالی

پہلا ایڈیشن : جنوری 2012ء

تعداد : 1100

صفحات : 448

ہدیہ : 350 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ رضویہ لاہور / مسلم کتابوی لاہور
مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور / جامعہ جلالیہ رضویہ لاہور
کرمانوالہ بک شاپ لاہور / مکتبہ جلالیہ صراط مستقیم گجرات
مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / مکتبہ قادریہ لاہور
جامعہ محمدیہ رضویہ بھکھی شریف. منڈی بہاوالدین
مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ
اویسی بُک سٹال پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

صراط مستقیم پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور 0321-9407699

Marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر	مضمون
13	**تقریظ** (حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی الازہری)
15	**تقریظ** (ممتاز ماہر تعلیم ڈاکٹر محمد بشیر احمد صدیقی)
	باب نمبر 1
21	**ناموس رسالت کے پہرے دارو جاگتے رہو**
22	عالمی سطح پر افسوسناک واقعات
23	محمد ثاقب شکیل جلالی مجاہد اسلام
24	ذات رسول اللہ ﷺ کے بارے میں (دشمنان اسلام کی شرانگیزیاں)
24	گستاخ رسول ﷺ لعنت کا مستحق
26	حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ
27	دو ننھے مجاہدوں کا منفرد اعزاز
37	رسول اللہ ﷺ کی گستاخی رب کی گستاخی
35	ناموس رسالت پر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا پہرہ
38	گستاخ رسول ﷺ کا قتل بھی رحمت ہے
38	حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کی وفاداری
42	گستاخ کی حمایت کرنے والا بھی واجب القتل
42	بڑھاپے کی حالت میں بھی گستاخ کا تعاقب
47	حضرت عُمیر رضی اللہ تعالی عنہ کا جواں عشق
49	نگاہِ مصطفے ﷺ تیری کیا بات ہے
50	گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنے والا اللہ ورسول ﷺ کا مددگار
55	حضرت عمیر رضی اللہ تعالی عنہ اطاعت خداوندی میں گم
56	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ
57	ذمیوں کے حقوق
58	رسول اللہ ﷺ پر تنقید سب سے بڑا جرم
59	یہود ونصاریٰ کی گستاخانہ شرارتیں
59	ذمیوں کی طرف سے مداخلت فی الدین کیا ہے؟
63	موجودہ صورتحال بڑی تشویشناک
	باب نمبر 2
68	**آئمہ محدثین اور اہل قبور سے استمداد**
69	زیارت قبور کے لحاظ سے آئمہ محدثین کے معمولات
70	استمداد اور اہل ھواء

Marfat.com

ادارہ صراط مستقیم کا بدعقیدگی کے خلاف جہاد	71
قبر کی حیثیت اور اس کی حقیقت	73
انسان کا خمیر اور قبر کی مٹی	74
مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ	75
اسلام میں قبر کا تقدس	77
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ	78
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا انبیاء کرام علیہم السلام کا قرب	81
حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ ایک عظیم تابعی	81
حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت	82
حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا خوبصورت عقیدہ	83
قبر انور سے استغاثہ	86
آئمہ محدثین کا عمل بعد والوں کے لئے حجت	88
حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ	89
حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ شیخ المحدثین	90
صالحین کے قرب کا فائدہ	90
بُرے پڑوس کے نقصانات	91
امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بدن دو سال بعد بھی خوشبودار	92
امام ابوبکر بن خذیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ (امام علی رضا کے مزار پر حاضری)	94
محدثین کے لئے بہت بڑا مرکز علم	95
اہل حدیث سے مراد کون؟	96
امام ابوبکر بن خزیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعارف	96
نیشاپور کے لوگوں کا عقیدہ	97
حضرت ابوبکر بن خذیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے وجود سے مشکل کشائی	97
حضرت ابو علی ثقفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعارف	98
حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پہ محدثین کی حاضری	99
قبر کے لئے تواضع ،تضرع اور اس کی تعظیم	100
روضہ رسول ﷺ پہ غلامان مصطفیٰ ﷺ سے ناروا سلوک	101
عظیم محدث ابن حبان کا عقیدہ	103
حضرت امام علی رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضری اور مشکلات کا حل	103
حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ	107
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ	109
امام المحدثین ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ	110

Marfat.com

استمداد کے طریقے	112
جبہ مبارک کے پانی سے مریضوں کو شفا	114
لاتشد الرحال کا حقیقی معنی و مفہوم اور اس کا مصداق	115
حدیث میں اِلَّا مستثنیٰ متصل ہے	116
حدیث میں اِلَّا مستثنیٰ منقطع نہیں	116
حدیث میں ہی لاتشد الرحال کے مصداق کا بیان	118

﴿باب نمبر3﴾

پاکستان اور اهلسنت کا باهمی رشته	122
برصغیر کی تاریخی عظمت	123
برصغیر کی زمین میزبانِ اوّل	123
برصغیر میں توحید ورسالت کے نغمے	123
سری لنکا میں حضرت آدم علیہ السلام کا اِجلالی ورود	124
برصغیر کی خوشگوار آب وہوا	124
برصغیر میں مذہبی رنگ خصوصی عطا	125
تمام روئے زمین پر مکہ ومدینہ کی فضیلت	126
برصغیر میں حق کی اذان دینے والے	126
برصغیر میں اہلسنت کی تاریخی خدمات	127
برصغیر میں شمع حق روشن کرنے والے	128
برصغیر میں اولیاء کا فیضان	129
سپہ سالارانِ اسلام کا مسلک	131
برصغیر میں امامِ اہلسنت مجددِ الفِ ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کردار	131
اکابرینِ اہلسنت کا روشن کردار	133
دوقومی نظریہ اور اس کے وارث	133
اعلیٰحضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہندوؤں کے خلاف جہاد	134
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ شریف میں کہا تھا کہ خدا ایک ہے اور میں اسکا رسول ہوں	135
گاندھی نواز علماء	136
دیوبند اقبال کی نظر میں	137
ہمارا اور پاکستان کا جسم وجان کا تعلق	140
پاکستان آبادی کے لحاظ سے ساتواں بڑا ملک	141
پاکستان سے محبت کی وجہ	141
تصورِ پاکستان اور اکابرینِ اہلسنت	142
حضرت عبدالقدیر بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تصورِ پاکستان	142

Marfat.com

قیام پاکستان کے مخالفین 144
آل انڈیا سنی کانفرنس کا کردار 145
حضرت شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ سفیر اسلام 146
آل انڈیا بنارس سنی کانفرنس میں مطالبہ پاکستان 147
قیام پاکستان کے بعد کا دور 148
مخالفین پاکستان کی ستم ظریفی کا تسلسل (خودکش دھماکے) 149
تحریک پاکستان میں سنی مسلمانوں کی قربانیاں 149
پاکستان قرآن وسنت کی لیبارٹری 150
حضرت امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات 150

﴿باب نمبر 4﴾

مائیں جب فرمائیں 156
ماؤں کی شفقت کا انداز 157
سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آخری لمحہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو 157
ماں کی دعا سے فوت شدہ بیٹے کو زندگی ملی 159
ماں کے جملوں کی تاثیر 166
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی منفرد شان 167
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت 168
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پہلی غذا 169
بوڑھی ماں کا بلند حوصلہ 171
صابرہ ماں کی مجاہد بیٹے سے گفتگو 172
ماؤں کا نصاب 174
مشورے کا مقصد ثواب میں شریک کرنا 176
اللہ تعالیٰ کی حدوں کی پاسداری کا جذبہ 177
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ستھرا کردار 179
ایک بیٹے کی ماں سے دعاؤں کی درخواست 181
اسلام کے ساتھ وفاداری کا سبق 182
آج کے ماحول میں خاتون اسلام کی ذمہ داری 187

﴿باب نمبر 5﴾

یہود و نصاریٰ اور ہمارا جداگانہ تشخص 191
جداگانہ تشخص بیان کرنے کا مقصد 192
یہودیوں کا بگڑا ہوا عقیدہ 193
قرآن کا اعلان یہودیوں کے کفر میں دن بدن اضافہ 195

Marfat.com

قرآن کی سچی خبریں 195
اتنے موذی دشمن سے مشابہت آخر کیوں؟ 196
یہود و نصاری کے بارے قرآن کا فیصلہ 197
مسلمانوں کی نجات کا واحد راستہ 199
بتوں سمیت ان کے پجاری جہنم کا ایندھن 200
محشر اور امت مسلمہ 205
مسلمانوں اور یہود و نصاری کے انجام میں فرق 208
مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی عادات میں فرق 209
غلامان مصطفیٰ ﷺ کا ہم پلہ کوئی نہیں 213
جمعہ کا دن اس امت کی سرداری کی علامت 214
سردار امت 216
ایک جداگانہ تشخص ہماری کتاب کی مثال نہیں 216
میت کو دفن کرنے میں ہمارا جداگانہ تشخص 219
روزہ افطار کرتے میں جداگانہ تشخص 222
قبر کے لحاظ سے ہمارا جداگانہ تشخص 223
میدان حشر میں یہود و نصاری مسلمانوں کا کفارہ 225

﴿باب نمبر6﴾

باپ کی شان اور امتحان 229
اللہ تعالیٰ اور والد کا شکر ایک ساتھ 230
عبادت کے بعد والدین سے حسن سلوک کا حکم 230
اللہ تعالیٰ اور والدین کے شکر میں فرق 231
جیسا کرو گے ویسا بھرو گے 233
پاک دامن رہنے کے ثمرات 233
والدین کے اہل محبت سے حسن سلوک 234
والد جنت کا مین دروازہ 235
ملت کی راتیں دنوں کی طرح روشن 236
اولاد کا کمایا ہوا مال بھی باپ کا ہے 237
والد کے خیال کی ضیافت کرنا بھی اس کا حق 239
والد کی رضا میں رب کی رضا 241
رب کی رضا والے باپ کا ہر لمحے امتحان 242
والد کے ادب و احترام کا اہتمام بھی ضروری 245
والد سے بے رخی آخر کیوں؟ 246

Marfat.com

والد کے احسانات کا بدلہ	247
ہر نگاہ کے بدلے غلام آزاد کرنے کا ثواب	248
تین بد بخت انسان	251
سب سے بڑی صلہ رحمی کون سی؟	251
والدین کے وصال کے بعد ان کے حقوق	252
ختم قل شریف دعا کا ایک ذریعہ	253
ہر دور میں اجتماعی دعا کا بندوبست	254
دعاؤں کی وجہ سے بندے کا جنت میں درجہ بلند	255
والدین رحمت ونور کا سائبان	255
بوڑھے مسلمان کی عزت حقیقت میں رب کی عزت	256
والد ہر حال میں بندے کیلئے جنت	256
والد کے دوستوں کا اکرام اور ان سے حسن سلوک	258
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے والد کے دوست سے حسن سلوک	260
والد کی ایک جھڑکی نے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کو زمانے کا امام بنا دیا	262
حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت	263
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے بیٹے کو خط	264

﴿باب نمبر 7﴾

دین میں رائے اور تقلید کی گنجائش	271
انتخاب موضوع کی وجہ	271
رائے کیا ہے؟	272
تقلید کیا ہے؟	272
قرآن وحدیث میں سب کچھ ہونے کا مطلب	273
قرآن سے مسائل کے استخراج کا طریقہ	276
امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف پروپیگنڈا	277
مسائل کے استنباط میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی پالیسی	277
قرآن وسنت کے زیر سایہ رائے کی اہمیت	279
قیاس کو سمجھنے کے لئے ایک مثال	280
امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور رائے	281
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریق استدلال	282
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاضی شریح کے نام خط	286
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں قیاس کی اہمیت	287
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظریہ	290

Marfat.com

مذموم رائے کون سی ہے؟	292
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قیاس	293
حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مکالمہ	294
حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نفیس قیاس	297
رائے کی حیثیت سے دین کی وضاحت	298
حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے (دربار رسالت تک رسائی)	301
فقہ حنفی بالیقین قرآن کی تفسیر ہے	301
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز محبت	303
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی پسند و ناپسند	304
رائے کی دو قسمیں	304
رائے کے بارے ابن قیم کا حتمی فیصلہ	305
مخالفین کے گھر کی گواہی	306
تعلیم دین کی اجرت کے بارے سوال	307
جواب فقہ حنفی سے دیا	308
تعلیم دین پہ اجرت لینے کا جواز	310
سورۃ فاتحہ سے دم کرنے کا جواز	310
تعلیم دین پہ اجرت کے منع والی حدیث	314
دو متعارض احادیث میں تطبیق	316
آج بھی فقہ حنفی پہ غیروں کا گزارہ ہے	316
غیر مقلدوں کو ہر دس سال بعد دین بدلنا پڑے گا	318
متقدمین احناف کے نزدیک عدم جواز کی وجہ	320
متاخرین احناف کے نزدیک جواز کی وجہ	320
حدیث کو سمجھنے کے لئے فقہ کی ضرورت	321
ننگے سر رہنا غیر مقلدین کا شعار	322
وہابی اپنے امام کے فتویٰ کی زد میں	323
غیر مقلدین کا تقلید کے بغیر گزارہ نہیں	325
ادارہ صراط مستقیم کا مشن	326

﴿باب نمبر 8﴾

ختم نبوت اور قادیانی کفر	329
ختم نبوت میں دین کی بقاء	330
آئین میں مسلمان کی تعریف	331
مسلمان کی تعریف اور حدیث رسول ﷺ	332

Marfat.com

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا انداز	334
کلمہ اسلام ہر شئے سے زیادہ قیمتی	335
مومن کے لیے ایمان کا ماڈل	335
اکابرین اہلسنت کا روشن کردار (قادیانی غیر مسلم)	337
خاندان زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمتیں	337
کفر قادیانیت	338
قادیانیوں کی شرارتوں سے پردہ اٹھتا ہے	339
قادیانی کے نزدیک ختم نبوت کا من گھڑت معنی	340
امت مسلمہ کا عقیدہ	341
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع رب کا محبوب	341
قادیانی کا گمراہ کن عقیدہ	341
قادیانی کی دین سے غداری	342
قادیانی اور تحذیر الناس	343
آخری نبی ہونا کتنی بڑی شان	345
نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر شئے کو انتظار	347
اکابرین اہلسنت کے نزدیک ختم نبوت کا معنی	348
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عشق اور ختم نبوت	349
قادیانی کی گمراہی میں تدریجا ترقی	350
مجدد کا معنی ومفہوم	352
بڑا نبی ہونے کا دعوی	353
مسیح موعود کا لقب چھیننے کی کوشش	353
قادیانی کی کتابیں کفریات کا مجموعہ	354
دور حاضر میں ایمان کا تقاضا	355
مسیلمہ کذاب کی سرکوبی	357
رد قادنیت اور اہلسنت	358
حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ)	358
حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ	358
مولانا عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ	358
علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ	358
۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا تاریخ ساز دن	360

باب نمبر 9

شہداء زندہ ہیں	363
شہداء کی زندگی شعور سے بالاتر	364

Marfat.com

شھداء کو مردہ گمان بھی نہ کرو	365
شھید کہنے کی وجوہات	366
شھداء کی روحوں کے رکوع و سجود	368
شھداء کی روحیں پرندوں کے جوف میں	368
شھداء زندہ ہیں چند حوالہ جات	369
حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعد از وصال زندگی	369
حضرت عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما (کی زندگیاں)	372
چھیالیس سال بعد بھی جسم سلامت	373
قبر میں بھی جسمانی زندگی	374
حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پُر بہار زندگی	375
حضرت جابر اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زندگیاں	377
حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نرالی زندگی	379
روضہ پاک میں تین عظیم شخصیات کی ترتیب	382
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاکیزہ زندگی	383
دربار مصطفیٰ ﷺ ایک بہت بڑا سہارا	384
حاضری کے وقت چہرہ روضہ رسول ﷺ کی طرف	385
حضرت امام العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک شیخین کا مرتبہ	386
حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ادب رسالت ﷺ	386
ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تین بشارتیں	387
حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی دین کے ساتھ وفا شعاری	389
علامہ محمد اقبال کا سنی عقیدہ	391
غلامان مصطفیٰ ﷺ ہر وقت نگاہ مصطفیٰ ﷺ میں	393
ایک شھید کی دنیا میں والدین سے ملاقات	396
شھیدوں کی شرکت جنازے میں	398
مزارات پہ غیر شرعی حرکات ایک سازش	400
نجدیوں کی ہرزہ سرائی	401
حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نظریہ	402
شھداء کی حیات کا معنی و مفہوم	402
بعد از وصال مشکل کشائی	403
انبیاءؑ کی برزخی زندگی سب سے قوی تر	404
انبیاءؑ کی زندگی کے اقوی ہونے کی وجوہات	404
محمد شریف کوٹلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ساٹھ سال بعد بدن سلامت	405

Marfat.com

باب نمبر 10

اعتکاف یاد الٰہی میں انہماک

اعتکاف کا معنی و مفہوم	408
لغوی معنی کے لحاظ سے قرآن مجید میں اعتکاف کا استعمال	409
امام راغب اصفہانی کے نزدیک اعتکاف کا معنی	410
غنیۃ الطالبین اور اعتکاف کا مفہوم	412
ابن رجب حنبلی کے نزدیک اعتکاف کی تعریف	413
تنہائی بھی کبھی ہم نے تنہا نہ گذاری	413
اعتکاف کی حقیقی لذت اور چاشنی	415
آخری عشرہ کا اعتکاف سنت حبیب کبریا ﷺ	417
رسول اکرم ﷺ کے وصال باکمال کے قرائن	417
رمضان میں اعتکاف کرنے پہ دو حج اور دو عمرے کا ثواب	418
اعتکاف کی متعدد صورتیں	419
ایک دن کے اعتکاف کا ثواب	421
مغرب سے عشاء تک اعتکاف کرنے کا ثواب	422
اعتکاف کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہیں	423
اعتکاف کی شرائط	424
مسجد پسندیدہ جگہ ہونے کے ساتھ ایک روحانی قلعہ بھی	425
اعتکاف اور تعمیر سیرت	425
امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے	428
مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار امت کا ترہب	430
کون سا اعتکاف بدعت؟	431
معتکف کے لئے حالت اعتکاف میں شرطیں	434
مسجد جماعت اور روزے کے بغیر اعتکاف جائز نہیں	435
حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں معتکف کا نصاب	438
اعتکاف یاد الٰہی میں مستغرق رہنے کا نام	439
اعتکاف کی حالت میں موبائل فون کا ناجائز استعمال	440
عالم دین اللہ تعالیٰ کے دین کا ترجمان	440
علماء کی ذمہ داریاں	441
اعتکاف کا حقیقی مقصد	442
عورتوں کے اعتکاف کا شرعی طریقہ	443
ازواج مطہرات کا مسجد میں اعتکاف ناراضگی کا سبب	443
سنت اعتکاف کا اجر و ثواب	444
	446

Marfat.com

ممتاز مذہبی سکالر، شیخ الحدیث

حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی الازہری

ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ مرکز معارف اولیاء لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ نے اہل سنت و جماعت کو جن قابل فخر شخصیات کا عطیہ مرحمت فرمایا ان میں سے ایک نہایت روشن اور تابناک علمی اور فکری شخصیت، عمدۃ المقررین، سند المدرسین، زبدۃ المصنفین، استاذ العلماء حضرت العلام علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی زید مجدہ العالی کی ذات والا صفات ہے۔

رحمٰن و رحیم کی ذات نے حضرت علامہ موصوف پر اپنی رحمت و کرم کے فیضان کی وہ برسات برسائی جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

آپ بیک وقت قدیم و جدید علوم کے زیور سے مرصع ہیں۔ اردو، عربی فارسی اور انگریزی میں گفتگو کے ملکہ تامہ کی دولت سے مالا مال ہیں۔ تقریر، تدریس اور تصنیف تینوں شعبہ ہائے ابلاغ دین کے شہ سوار ہیں۔ احقاق حق اور ابطال باطل کے جذبہ سے سرشار ہیں، مضبوط دلائل کے ساتھ فرق باطلہ کے رڈ اور غیر مسلم قوتوں کی سازشوں بالخصوص فتنہ قادیانیت کے قلع قمع کے لئے زریں رقم خدمات کا سہرا آپ کے ماتھے کا جھومر ہے۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ نے میدان تقریر میں قدم رکھا تو دیکھتے ہی دیکھتے میدان مار لیا اور علم دوست سامعین کی مراد بر آئی۔ آپ کا خطاب پر مغز، مدلل اور فکر انگیز ہوتا ہے جس کی اشد ضرورت تھی۔

گذشتہ دنوں راقم کی صدارت میں آپ کا خطاب ایک دینی ادارے کے افتتاح کے موقعہ پر ہوا آپ نے جس طرح علم، علماء، مدارس بالخصوص مدارس اہل سنت، دور حاضر کے چیلنجز، اسلام دشمن قوتوں کی سازشوں کا ذکر کیا راقم نے بلا مبالغہ دل کی گہرائی سے اپنے صدارتی خطبہ میں یہ بات کہی کہ حضرت علامہ جلالی صاحب مدظلہ اہل سنت پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک بہت بڑا انعام ہے۔

Marfat.com

عام طور پر مقررین اور خطباء کے مواعظ اور خطبات کتابی صورتوں میں زیور طبع سے آراستہ ہوتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان کتب میں وہی انداز خطابت جھلکتا ہے جو مقرر کی تقریر میں ہوتا ہے اور وہ محض وعظ ہوتا ہے۔

حضرت علامہ جلالی صاحب کے دروس، خطابات اور مضامین جو فہم دین کے نام سے طباعت کی منزل سے گزر کر استفادہ ملت اسلامیہ کے لئے منظر عام پر آئے تو جن لوگوں نے آپ کا خطاب نہیں سنا ہوگا وہ بھی یہ بات سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ آپ کا خطاب اور درس کس قدر علمی مدلل اور جامع ہوتا ہے۔

فہم دین کی چھ مجلدات راقم کے سامنے ہیں۔ عقائد سے لے کر عصری مسائل تک کوئی موضوع ایسا نہیں جو اس عظیم برکت کتاب میں نہ ہو۔ عقائد، عبادات، معاملات، معاشیات، سیاسیات، ابطال باطل اور دور جدید کے مسائل پر نہایت جامع کتاب فہم دین میں علامہ جلالی نے جلال و جمال دونوں کو اکٹھا کیا ہے۔

راقم صمیم قلب سے اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی جیسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اور فہم دین ایسی کتاب ہر گھر اور ہر لائبریری کے لئے نہایت مفید اور ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت علامہ جلالی صاحب زید مجدہ کو صحت کاملہ کے ساتھ دین اسلام کی اشاعت میں دن بدن ترقی عطا فرمائے اور اس کتاب کے افادہ اور استفادہ کو عام فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری

ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ مرکز معارف اولیاء لاہور

۲۳ ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ

یکم نومبر ۲۰۱۰ء

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ممتاز ماہر تعلیم ڈاکٹر محمد بشیر احمد صدیقی

سابق صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور

اللہ جل شانہٗ خالق کائنات ہے۔ مالک کائنات ہے رب کائنات ہے۔ خالق کلِ شئ ہے اس نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا فرمایا۔ خلیفہ فی الارض بنایا۔ اس کو ہدایت ربانی سے سرفراز فرمانے کیلئے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا۔ ربّ العالمین نے رحمۃ اللعالمین ﷺ کو خاتم النبیین، کافۃً للناس اور رفیع الذکر نبی و رسول بنا کر عالمی، آفاقی اور دائمی نمونہ عمل کی حیثیت سے مبعوث فرمایا اپنی ہدایت و رحمت سے نوازا۔ ان پر قرآن حکیم نازل فرمایا جو جامع، کامل، روشن، محفوظ اور حکمت و بصیرت پر مبنی ہمہ پہلو مکمل ضابطۂ حیات ہے اسکی صراحت و وضاحت کیلئے اپنے محبوب، رسول کریم ﷺ کو انشراح صدر بخشا اور یوں قرآن حکیم کی تشریح علمِ حدیث اور عملی زندگی میں اُسے منطبق کرنے کیلئے علم فقہ معرضِ وجود میں آئے۔ قرآن حکیم مخزن علوم ہے اس سے ہزاروں علوم وفنون مستنبط ہوئے اس کے معارف کبھی ختم نہ ہونگے اور یہ نُور پھیل کر رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔

علم فقہ پر اتنی کتب تحریر کی گئی جن کا شمار ممکن نہیں چونکہ مُرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ نئے حالات و مسائل جنم لیتے ہیں لہٰذا تمدنی تغیرات کے ساتھ ہر دور میں کتب فقہ مرتب ہوتی رہیں۔ ان کی شروح اور حواشی ضبط تحریر میں آئیں جن میں سے مشہور و معروف ''شرح وقایہ'' اور ''غایۃ الحواشی'' نے علمی حلقوں میں شرفِ قبول حاصل کیا اور یوں فاضل محقق، ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی نے الحافظ الشاہ محمد عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ کی شاہکار تصنیف ''غایۃ الحواشی'' پر تحقیق و تخریج و تعلیق کا اہم فریضہ بطریق احسن انجام دے کر علوم عربیہ میں ڈاکٹریٹ کا اعزاز حاصل کیا۔ ڈاکٹر جلالی اس اعتبار سے انتہائی خوش بخت ہیں کہ انہوں نے ابتدائی عمر میں فاضل اور متبحر علماء اور اساتذہ سے کسبِ فیض کیا۔ بلادِ عرب کی سیاحت کی اور عربی زبان و ادب میں مہارت و دسترس پیدا کر کے اپنے علم کو مَیقل کیا۔ خوش قسمتی سے انہیں ڈاکٹریٹ کے اعزاز کے حصول کیلئے مشہور ماہر تعلیم جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کی رہنمائی اور اِشراف کی سعادت حاصل ہوئی جو عربی زبان و ادب پر کامل دستگاہ رکھنے والے مشہور و معروف اور ماہر و متبحر استاذ ہیں اور یوں جذب و انجذاب کے اصول سے بہرہ ور ہو کر نہ صرف ڈاکٹریٹ کا اعزاز حاصل کیا بلکہ اس کے خوشگوار اثرات کا ثمرہ یہ ملا کہ لگن کے ساتھ سعی و کاوش سے کام لینا، تحقیقی و علمی اسلوب، مواد کی فراہمی، اس کی ترتیب و پیشکش کا حسین و دلنشین انداز پیدا ہو گیا اور

کتنی پلکوں سے نمی مانگ کے لائی ہوگی
پیاس تب پھول کی شبنم نے بجھائی ہوگی

Marfat.com

کے مِصداق وہ تشنگان علم کی علمی پیاس بجھانے کا طریق، منطق اور استدلالی قوت سے تحریر میں دلچسپی، شگفتگی اور دلنوازی پیدا کر کے قارئین کرام کی تفہیم کیلئے آسان بنانے کی صلاحیت سے بہرہ یاب ہو گئے اور یہی اثر اب ڈاکٹر جلالی کی تحریروں میں پوری آب وتاب سے جھلکتا ہے۔

ڈاکٹر موصوف کثیر التصانیف قلمکار ہیں، ان کی چند مرتبہ کُتب کے تعارف سے قبل مناسب ہوگا کہ ''غایۃ الحواشی'' پر ان کے تحقیقی مقالے (جواب زیور طبع سے آراستہ ہو چکا ہے) کی قابل تحسین خصوصیات کا مختصر ذکر کیا جائے۔

فاضل مؤلف کے تمہیدی تعارف کے بعد ڈاکٹر موصوف نے ان کی مؤلفات کا ذکر کیا ہے اور ہر تالیف کا سرسری لیکن جامع تعارف پیش کیا ہے مقصد تالیف کی نشاندہی کی ہے اختلافی مسائل میں فریقین کے دلائل و براہین بیان کئے ہیں اور شاہ محمد عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ذکر کیا ہے۔

اہلسنت و جماعت کے ساتھ مستحکم وابستگی کی بنا پر ڈاکٹر جلالی نے روز مرّہ کے اختلافی مسائل کے حوالے سے مسلک حق پر ہونے والے اعتراضات کے شافی جوابات پر مبنی کتابچے تحریر فرمائے ہیں اور اس ضمن میں چونکا دینے والے شگفتہ اور دلچسپ عنوانات کا انتخاب کیا ہے تا کہ عنوان پڑھ کر ایک تو مسئلہ سامنے آجائے دوسرے قارئین کرام میں کتابچے کے مطالعہ کا ذوقِ تجسس اُبھرے مثلاً عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاری اور غفلت میں مدہوش لوگوں کو ہوش میں لانے کیلئے ایک کتابچہ بعنوان: ''یہ شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہے ذرا ہوش سے بول'' تصنیف کیا۔ ایک رسالہ ''فقہ حنفی پر کئے گئے چند اعتراضات کے قرآن وحدیث کی روشنی میں جوابات'' تحریر کیا۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والے اہل ذوق حضرات اور عُشاقِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہنی و قلبی طمانیت کیلئے کتاب وسنت کی روشنی اور اُمتِ مسلمہ کے معمولات کے ذاتی مشاہدات پر مبنی بالخصوص سرزمین عراق میں پوری دُھوم سے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کے ذکر پر مشتمل ایک کتابچہ بعنوان ''عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دُھوم'' ترتیب دیا۔

آپ کی تصانیف کثرت سے ہیں لہٰذا بخوف طوالت ان درج بالا تین تصانیف کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

المختصر روز مرّہ کے اختلافی مسائل جن سے مسلک حق پر عمل پیرا لوگوں کو اکثر واسطہ پڑتا ہے ڈاکٹر جلالی نے معترضین کے لغو اعتراضات کے دندان شکن اور شافی جوابات تحریر کرنے کی سعادت حاصل کی ہے چونکہ ڈاکٹر موصوف ''کمشن'' کو نہیں ''مشن'' کو ملحوظ رکھنے والے مفکر، مفتی اور مناظر ہیں لہٰذا ان کتابچوں کا ہدیہ انتہائی ارزاں تجویز کیا ہے تا کہ مسلکِ حق کی بیش از بیش ترویج ہو۔

ڈاکٹر جلالی کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ علوم جدیدہ اور علوم قدیمہ دینیہ کا حسین امتزاج ہونے کے ساتھ ساتھ عصری اور عالمی مسائل پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں لہٰذا انہوں نے اُمتِ مسلمہ کی بالخصوص اور اہل مغرب کی بالعموم فکری تطہیر کیلئے عصری مسائل کی نشاندہی اور ان کا شافی اسلامی حل پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے مثلاً سُودی نظام میں بُری طرح غرق لوگوں کو سود کی اقسام اور اس کے مہلک اثرات، فیشن پرستی

Marfat.com

میں مبتلا لوگوں کو فیشن کی تباہ کاریاں، زندگی کے غلط تصور کو اپنانے والوں کو صحیح تصور حیات کا ذکر تربیت اولاد سے قطعاً غافل لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں کے احساس، ضبط تولید کے قائلین کو "وَلُوْدْ" اور "وَدُوْدْ" کی خوش گواری سے آگاہ کرنے کیلئے جو سعی و کاوش انجام دی ہے وہ قابل تحسین ہے اسی طرح سائنس کے نئے انکشافات سے مرعوب لوگوں کو "قرآن اور تصور کائنات" کے صحیح مفہوم سے باخبر کرنے کی سعی بلیغ کی ہے۔

فرزندانِ توحید کو عصرِ حاضر میں اپنی نئی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کیلئے اُن میں اسلام کے درپیش چیلنجز، ان کا اِدراک اور اُن کا حل پیش کرنے کے جذبے کو اُبھارا ہے۔ کہیں یہود و نصاریٰ کی مادی ترقی سے حیران و ششدر مغرب زدہ لوگوں کو اسلام بمقابلہ یہودیت و نصرانیت سے آگہی بخش کر اسلام کی عظمت و فوقیت پر روشنی ڈالی ہے اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اُمت مسلمہ میں متنازعہ اور مختلف فیہ مسائل مثلاً طلاقِ ثلاثہ کے شرعی حکم کو کتاب وسنت سے واضح کیا ہے۔ کہیں فتنۂ اِنکار ختم نبوت کو جڑ سے اُکھاڑنے کیلئے ذخیرہ احادیثِ رسول ﷺ سے بکثرت احادیث بیان کر کے ذہنی اور قلبی سکون مہیا کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے (بخوفِ طوالت انہی چند مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے)۔

ڈاکٹر جلالی کی ایک سعادت، خوش بختی اور قابل صد تحسین اِنتخاب کا ذکر مناسب ہوگا کہ انہوں نے وسیع ذرائع ابلاغ کے اس دور میں سامعین کے ساتھ TV کے ناظرین کو بھی شامل کر کے مسلک حق کی ترویج واشاعت کا دائرہ خاصا وسیع بنالیا ہے اور "عَلَّمَ بِالْقَلَمِ" کے قرآنی ارشاد کی روشنی میں قلم کی اہمیت کے اس دور میں "فہمِ دین" کی قلمی صورت اپنائی ہے اور خصوصی طور پر قابل ذکر اِس ادارے کو "صراطِ مستقیم" سے موسوم کیا ہے جو بقول صلاح الدین سعیدی۔

علم اور تقویٰ کا ہے اس دور میں کوہِ گراں
فقر کی گودی کا پالا ہے صراطِ مستقیم

قرآنی ارشادات:

اِنَّ رَبِّی علی صراط مستقیم

اِنَّكَ لَمِنَ المرسلین علی صراط مستقیم

اِنَّكَ لَتَهدی اِلٰی صراط مستقیم

اور روزانہ پڑھی جانے والی پنجگانہ نماز میں بکثرت مانگی جانے والی خصوصی دُعا اِھدِنَا الصراط المستقیم سے باخبر اہل علم وفضل اور قرآن حکیم کے اسرار وغوامض پر نگاہ رکھنے والے حضرات سے "صراطِ مستقیم" کے معارف مخفی نہیں ورنہ اسکی صراحت کیلئے پوری کتاب درکار ہے۔

علم بہت بڑی نعمت ہے "اِنَّمَا یَخشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ العُلَمَاءُ"

کے قرآنی ارشاد کے مطابق یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ

Marfat.com

بے علم نتواں خدا را شناخت

قرآنِ حکیم کی ادبی لطافتوں سے آگاہ اہلِ کمال اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ علم صحیح وہی ہے جو خشیت الٰہی کا موجب ہو۔

امام غزالی نے اپنے دور کے مروّج علوم وفنون میں بالخصوص فلسفہ میں کمال پیدا کیا لیکن روحانی فیوض سے بہرہ ور ہو کر "تہافۃ الفلاسفہ" سے "محض عقلیت" کارد فرمایا اور "احیاء علوم الدین" اور "منہاج العابدین" جیسی کتب تصنیف فرمائیں۔

بفضلہ تعالیٰ ڈاکٹر جلالی بھی امام غزالی کے نقشِ قدم پر اپنی منزل کی طرف رواں دواں بڑھ رہے ہیں علوم جدیدہ وقدیمہ کے حسین امتزاج ہونے کے ساتھ ساتھ وہ روحانی فیوض وبرکات سے مستنیر و مستفیض ہیں اور سیّد ہجویر المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق زبان وادب کے ساتھ حُسنِ ادب سے بھی بہرہ مند ہیں۔ لہٰذا اپنی تحریروں اور نگارشات میں وہ "فخرِ نخور" ہونے کا اظہار نہیں کرتے بلکہ

؎ صراحی سرنگوں ہو کر بھر دیتی ہے پیمانہ

کے مصداق بارگہ خداوندی جل شانہ میں ہدیہ تشکر و امتناق پیش کرتے اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں سراپا ادب اور نعمتِ تقویٰ سے بہرہ ور، حُبِ الٰہی اور حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار نظر آتے ہیں حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب کہا ہے۔:

ما مست صبحیم از میخانہ توحید
حاجت بے و بادۂ خمار نداریم

اور بقول صلاح الدین سعیدی

حضرت آصف جلالی چاند ہیں اس دور کے
اور ان کے گرد ہالہ ہے صراطِ مستقیم

رب کریم جل شانہ انہیں ظلمت وفتن کے اس دور میں چاند بن کر "فہم دین" کی چاندنی پھیلانے کی بیش از بیش توفیق مرحمت فرمائے۔

بارگاہِ صمدیت میں دُعا ہے کہ خدائے عظیم واعظم، کبیر واکبر جل شانہ انہیں اجر جزیل عطا فرمائے اور قارئین کرام کو "فہم دین" کے انسائیکلو پیڈیا سے مستفید و مستفیض ہونے کی سعادت بخشے۔ آمین

بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم والہ واصحابہ اجمعین

احقر العباد بشیر احمد صدیقی عفی عنہ

الرقوم یکم دسمبر ۲۰۱۰ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر
1

ناموس رسالت کے
پہرے دارو جاگتے رہو

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِیْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور حضور اکرم ﷺ کے دربار گوہر میں ہدیہ درود و سلام عرض کرنے کے بعد

وارثان منبر و محراب ارباب فکر و دانش

معزز و محتشم حضرات و خواتین

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیراہتمام فہم دین کورس میں آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

"ناموس رسالت کے پہرے دار و جاگتے رہو"

☜ اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ناموس رسالت پہ پہرہ دینے کی توفیق عطا فرمائے ہمارے دین کی اساس اور اسلام کی روح ہمارے آقا ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔

مغز قرآن روح ایمان جان دیں

است حب رحمۃ للعالمین

رسول اکرم ﷺ کی محبت روح ایمان ہے اس محبت کا یہ تقاضا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ناموس پر پہرہ دیا جائے اور ہر گھڑی رسول اکرم ﷺ کی عظمتوں کی پاسبانی کی جائے۔ اس سلسلہ میں متعدد موضوعات سماعت کر چکے ہیں بالخصوص "تحفظ ناموس رسالت ایک فرض اور قرض" گذشتہ کورس میں سماعت کر چکے ہیں۔

﴿ناموس رسالت کی نگہبانی ایک ایمانی تقاضہ﴾

آج اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم اس موضوع کو بیان کرنے لگے ہیں۔

Marfat.com

چونکہ ناموس رسالت کے دشمن اور دین کے غدار ہر وقت اپنی سازشوں میں مصروف ہیں اور ناموس رسالت کے خلاف اپنی نازیبا حرکتوں میں لگے ہوئے ہیں تو ہمیں بھی اپنا ذوق سلامت رکھنے اور اعتقاد بچانے کیلئے اور رسول اللہ ﷺ کی ناموس کی نگہبانی کیلئے اپنا سبق یاد رکھنا ہے۔

﴿عالمی سطح پر افسوسناک واقعات﴾

گذشتہ سال رمضان المبارک کے بعد اس رمضان المبارک تک عالمی سطح پر اور اندرون ملک مزید کچھ ایسے واقعات ہوئے جو نہایت افسوس ناک ہیں اور ناموس رسالت کے لحاظ سے غلامان رسول ﷺ کے کلیجے اُن واقعات سے چھلنی ہوئے۔ بین الاقوامی سطح پر شیطان رشدی کو جو برطانیہ کی طرف سے سر کا خطاب دیا گیا یہ امت مسلمہ کے زخموں پر نمک چھڑکنے سے بھی بڑا کام تھا

اور پھر ڈنمارک کے اخبارات میں خاکے چھپنے کے بعد سویڈن میں بھی جو خاکے چھپے

اور پھر بنگلہ دیش میں بنگالی اخبار کے اندر ہمارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے جو خاکے چھپے۔ پاکستان میں بڑے قبیح انداز میں نازیبا حرکت مختلف شہروں میں ہوئی۔

بالخصوص کراچی شاہراہ لیاقت نجمہ ہاؤس سے ایسا لٹریچر چھپا جس میں یورپ کے گستاخانہ خاکوں سے بھی بڑی گستاخیاں موجود تھیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے پیکر کی شبیہ بنا کر رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کا انداز اختیار کیا گیا۔

سید عالم ﷺ کی نبوت اور سرکار علیہ السلام کے جسم پاک کا مذاق اڑایا گیا نعوذ باللہ ۔۔۔ کلمہ طیبہ کا معنی بیان کرتے ہوئے ایک ڈھانچہ تیار کیا۔ یعنی

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

Marfat.com

لکھ کر اس کے دوسرے حصے کا معنیٰ کرتے ہوئے ایک ڈھانچہ بنایا گیا اور پھر اسکے ساتھ ایک ٹوٹے ہوئے قدم کی تصویر بنائی گئی جس پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔

اور پھر ایک ایسا ہڈیوں کا ڈھانچہ (جس پہ گوشت نہ ہو) بنا کر اسکے نیچے یہ آیت لکھی گئی۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

(پارہ ۱۶ سورۃ الکھف آیت ۱۱۰)

رسول اللہ ﷺ کی بشریت جو کہ آپ کی حیثیت کے مطابق آپکی اعلیٰ ترین عظمتوں کا ایک حوالہ ہے اور عام لوگوں کی بشریت سے اُس بشریت کا مرتبہ کہیں زیادہ اونچا ہے اور ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(معاذ اللہ) یہاں پاکستان میں خاکے بنے، تصویر بنی اور پھر ایسا ڈھانچہ بنایا گیا جسکی تعین اسکے نیچے لکھی گئی آیت سے کی گئی یورپ سے بنائے ہوئے خاکوں سے کہیں زیادہ قبیح حرکت تھی۔ یہ کن لوگوں نے کی؟

اس آیت کو جس انداز سے لکھا آپ پڑھ سکتے ہیں میرے پاس وہ لٹریچر موجود ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو روزانہ رسول اکرم ﷺ کے مقام و مرتبہ کو سطحی اور نارمل ثابت کرنے کیلئے ان آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔ مجمع میں پڑھتے ہیں اور پھر بار بار بشریت بشریت کی رٹ لگاتے ہیں۔

﴿محمد ثاقب شکیل جلالی مجاہد اسلام﴾

ایسے ہی شیطان رُشدی سے بڑی گستاخیوں والی کتاب گجرات کے قریب جلال پور جٹاں کے ایک نہایت نام نہاد انسان (جسکو اصغر چغتائی کہا جاتا ہے) نے لکھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کھاریاں کے ایک نوجوان آستانہ عالیہ بھکھی شریف کے فیض

Marfat.com

یافتہ محمد ثاقب شکیل جلالی نے غازی علم الدین شہید کا کردار ادا کرتے ہوئے اس کتاب کے کمپوزر کو تھانے میں واصل جہنم کر کے پاکستان پولیس کے اس سپاہی نے اپنا نام غازیوں میں لکھوایا ہے۔

اسی طرح کی حرکت گگو منڈی اور بورے والا میں بھی ایک نام نہاد معاصر تنظیم کے غنڈوں نے کی وہاں پر ابھی تک 295-C کا معاملہ چل رہا ہے۔

ذات رسول اللہ ﷺ کے بارے میں

(دشمنان اسلام کی شر انگیزیاں)

یہ صورتحال بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پورے بین الاقوامی فورم پر عالمی سطح پر سب سے زیادہ جس شخصیت کو معاذ اللہ یہودی اور عیسائی ہدف بنا کے مختلف طریقوں سے زہر اگل رہے ہیں۔ یہ وہ شخصیت ہے جنکی ذات کے گرد اسلام یوں گھومتا ہے جسے کعبے کے گرد حاجی گھومتا ہے وہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی ہے باطل پرست کچھ لوگوں کو ہمارے اندر سے خرید کے اور کچھ اپنی طرف سے مختلف طریقوں سے گستاخی کرنے میں مصروف ہیں۔

اسواسطے ہمارا فرض بنتا ہے کہ جاگتے رہیں اور مسئلے کی نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے پورے دینی اور ایمانی جذبے سے ناموس رسالت کے پہرے دار رہیں۔ جسطرح کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رسول اللہ ﷺ کی عظمتوں پہ پہرہ دیا تھا۔

گستاخ رسول ﷺ لعنت کا مستحق

اللہ تعالیٰ قرآن میں ایسے لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَهُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا

(پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ رحیم ہے کریم ہے، رحمان ہے مگر جس وقت کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے خلاف بولتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کا مستحق نہیں رہتا بلکہ لعنت کا مستحق بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کیلیے اپنی لعنتوں کا اظہار کیا جو رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کا (معاذ اللہ) ارتکاب کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس لعنت کا حکم سن کر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس پر اکتفا نہیں کیا کہ چونکہ اللہ کی طرف سے اس پر لعنت ہوگئی ہے تو اب ہمارے ذمہ اسکی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ بلکہ صحابہ کرام نے اپنے زور بازو سے اپنی جانوں کا نذرانہ دیتے ہوئے بھی اس بات کو واضح کیا ہے کہ بحیثیت امتی ہم پر علیحدہ حق موجود ہے

یہ ٹھیک ہے کہ رب چاہے تو کسی گستاخ کو جلا دے جسطرح ڈنمارک کے خاکے بنانے والے بالخصوص اخبار کا کمپوزر اور اسکے پورے خاندان کے بارے خبر شائع ہوئی کہ وہ آگ میں جل گئے۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوراً گرفت بھی ہو سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ایک نظام ہے جس میں وہ مہلت بھی دیتا ہے اب کتنے اسکی ذات کے منکر ہیں جو جی رہے ہیں اور کتنے بتوں کے پجاری ہیں جن پر گرفت نہیں ہو رہی۔ تو ایسے ہی کچھ گستاخوں کو ڈھیل دی جاتی ہے۔

Marfat.com

یہ امت پر فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کا احتساب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر عظیم کے مستحق بن جائیں۔

اس سلسلہ میں رسول اکرم ﷺ کا وہ انداز کہ جسمیں آپ نے صحابہ کرام کو خود اس عمل کی دعوت دی۔

حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ناموس رسالت کے پہرے دار)

بنی عمرو بن عوف کے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی

وَقَالَ شِعْرًا هَجَافِيْهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

(الاصابہ ج ۲ ص ۲۲۸ ، نضرۃ النعیم ج ا ص ۲۹۶)

اس نے ایک نظم لکھی جس میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کو پتہ چل گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ لِیْ بِهٰذَا الْخَبِیْثِ

میرا کون سا عاشق ہے جو اس خبیث سے بدلہ لے گا۔

رسول اکرم ﷺ رحمت ہی نہیں بلکہ جان رحمت ہیں اور رحمۃ للعالمین ہیں آپ کی طرف سے غصے کا اظہار بھی ایک رحمت ہے، چونکہ ایسے منحوس لوگ اگر معاشرے میں ہوں تو زمین کے پھٹ جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ آسمان سے آگ برسنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کو واصل جہنم کرنا یہ زمین کو بچانے کیلئے ضروری ہوتا ہے اور سوسائٹی کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ رکھنے کیلئے ضروری ہوتا ہے۔

اسواسطے رسول اللہ ﷺ نے رحمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

مَنْ لِیْ بِھٰذَا الْخَبِیْثِ

کون ہے جو اس خبیث سے میرا بدلہ لے۔

اس نے میری شان میں گستاخی کی ہے۔رسول اکرم ﷺ کی طرف سے جب یہ اعلان ہوا۔

فَخَرَجَ اِلَیْهِ الصَّحَابِیُّ سَالِمْ بْنُ عُمَیْرٍ فَقَتَلَهٗ

(الاصابہ ج ۴ ص ۲۲۸ ، نضرۃ النعیم ج ا ص ۲۹۶)

حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور اس گستاخ کو جا کر قتل کر دیا۔

یہ باری باری، مرحلہ، مرحلہ، اپنی اپنی سعادتوں کا معاملہ ہے۔

''تحفظ ناموس رسالت ایک فرض اور قرض'' میں آپ نے خالد بن ولید اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے جدا جدا ایمانی مظاہرے کا انداز دیکھا۔

ایسے ہی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کون اٹھے گا جو فلاں گستاخ کو قتل کرے تو ایک مرتبہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور ایک مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے۔

لیکن اس موقع پر جب آپ نے فرمایا کہ اس خبیث سے کون بدلہ لے گا تو یہ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ کی سعادت تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے گستاخ کا سر اتار کر عشاق رسول ﷺ میں سے اونچے مرتبہ پر اپنا مقام حاصل کر لیا۔

دو ننھے مجاہدوں کا منفرد اعزاز

رسول اکرم ﷺ کی ناموس پر پہرے کا انداز یہ بھی ہے۔

Marfat.com

جب مقام بدر میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

لڑائی جاری تھی۔

اِنِّیْ لَوَاقِفٌ یَوْمَ بَدْرٍ فِی الصَّفِّ

محاذ جنگ میں صف کے اندر کھڑا تھا۔

فَنَظَرْتُ عَنْ یَمِیْنِیْ وَشِمَالِیْ فَاِذَا اَنَا بَیْنَ غُلَامَیْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ

میں نے جب اپنے دائیں اور بائیں دیکھا تو انصار کے دو نوعمر بچے ہیں۔ جس وقت میں نے ان دو بچوں کو دائیں بائیں دیکھا تو مجھے تھوڑا سا ڈر محسوس ہوا کہ سائیڈیں تو محفوظ ہونی چاہیں۔ یہ اچھا تھا کہ میرے دائیں بائیں کڑیل جوان اور تجربہ کار کمانڈر ہوتے تو میری دائیں سائیڈ بھی محفوظ رہتی اور بائیں سائیڈ بھی محفوظ رہتی۔ جبکہ میرے دونوں جانب چھوٹے بچے آ گئے ہیں۔ جب میں لڑوں گا تو دائیں جانب بھی غیر محفوظ ہوگی اور بائیں جانب بھی غیر محفوظ ہوگی اس سے نقصان کا خطرہ ہے اور میں صحیح کردار ادا نہیں کرسکوں گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں میرے ذہن میں تشویش آئی۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں سوچ رہا تھا۔

فَغَمَزَنِیْ اَحَدُهُمَا

اُن میں سے ایک نے مجھے ہاتھ لگایا۔

قَالَ یَا عَمِّ اَتَعْرِفُ اَبَا جَهْلٍ

اس لڑکے نے پوچھا کہ اے چچا ابوجہل کا تمہیں پتہ ہے۔

یہ جو ہمارے سامنے مشرکین مکہ کی فوج کھڑی ہے ان میں ابوجہل کون ہے ان دو

Marfat.com

چھوٹے بچوں میں سے ایک نے مجھ سے سوال کیا۔

تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اُن سے کہا۔

نَعَمْ

ہاں میں جانتا ہوں کہ ابو جھل کون ہے؟

مَا حَاجَتُكَ اِلَيْهِ

تمہارا اس سے کیا کام ہے۔

میں ابو جھل کو تو جانتا ہوں لیکن اس وقت جنگ میں ابو جھل کا ایڈریس پوچھنے کا مطلب کیا ہے؟

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال اس طرف نہیں جا رہا تھا کہ یہ اُسے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ انکے نوعمر ہونے کی وجہ سے آپ نے ان سے پوچھا کہ اُن سے تمہارا کام کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا۔

اُخْبِرْتُ اَنَّهُ يَسُبُّ رسولَ اللّٰه ﷺ

میں اس لئے ایڈریس نہیں پوچھ رہا کہ میرا اُس کے ساتھ کوئی محبت کا رشتہ ہو یا میں دنیا کا اس سے کوئی کام کرواؤں۔ میں پتہ اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ ہم دونوں اسی کی تلاش میں نکلے ہیں۔ باقی دوسرے مجاہد جو چاہیں کریں ہمارا ہدف یہ ہے اور ہم اسلئے پوچھ رہے ہیں۔

ایک ہے مطلقاً کافر ہونا اور ایک ہے کافر ہو کر شرارتی ہونا اور پھر کافر ہونیکے ساتھ ساتھ گستاخ بھی ہونا۔ یہ ظلم بالائے ظلم ہے اور یہ ایک شخص کا گھناؤنا کردار ہے۔ ایک دل کا کالا ہو اور کافر ہو اسکی زبان خاموش رہے یہ کافر تو پھر بھی ہے جہنمی ہے مگر

Marfat.com

اعلانیہ موذی نہیں ہے، ابو جہل کالا بھی تھا اور پھر ہر وقت شان رسالت ﷺ کے خلاف بھونکتا، بکواس کرتا رہتا تھا۔

ان دونو عمر صحابہ کرام نے مکہ شریف کی سرزمین تو نہیں پائی تھی کیونکہ یہ انصاری تھے۔ مدینہ شریف میں ابھی نوخیزی کا زمانہ تھا۔

جب بدر کے میدان میں پہنچے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ابو جہل کو جانتے ہو تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکی وجہ پوچھی تو کہنے لگے کبھی گستاخوں کے پتے بھی پوچھنے پڑتے ہیں اور انکے ایڈریس بھی پوچھنے پڑتے ہیں ان سے بھی ایک کام ہوتا ہے۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَئِنْ رَاَیْتُہٗ لَایُفَارِقُ سَوَادِیْ سَوَادَہٗ حَتّٰی یَمُوْتَ الْاَعْجَلُ مِنَّا

خدا کی قسم مجھے اُس رب کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

صرف میں اس کو ایک بار دیکھ لوں۔

لَاِنْ رَاَیْتہٗ

اگر میں نے اسکو دیکھ لیا۔

لَایُفَارِقُ سَوَادِیْ سَوَادَہٗ

تو پھر میرا جسم اسکے جسم سے جدا نہیں ہوگا۔

حَتّٰی یَمُوْتَ الْاَعْجَلُ مِنَّا

یہاں تک کہ جس نے ہم میں سے جلدی مرنا ہے وہ مر جائے گا۔

ایک کام ضرور ہو کر رہے گا یا میں نہیں رہوں گا یا پھر وہ نہیں رہے گا۔

Marfat.com

یہ نہیں ہو سکتا کہ میں دیکھ لوں اور پھر بھی اسے چھوڑ دوں۔

آپ صرف دکھا دیں ہم اڑ کر اس تک پہنچیں گے۔

لان رأیتہٗ

اگر میں نے اسکو دیکھ لیا تو دو باتوں میں ایک بات ضرور ہو کر رہے گی۔ یا ہم زندہ واپس نہیں لوٹیں گے یا وہ زندہ واپس نہیں لوٹے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

فَتَعَجَّبْتُ لِذَالِكَ

مجھے بڑا تعجب ہوا۔

کہ رسول اللہ ﷺ کے عشق میں کیا قوت ہے اور اس جذبہ میں کتنی پاور ہے۔ ایک طرف قریش کا وہ سردار ہے کہ جس کے ارد گرد حصار ہے۔ سخت ترین سیکیورٹی کے پہرے میں وہ موجود ہے۔ دوسری طرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نوخیز عاشق ہیں جو اتنا تند و تیز جذبہ لیئے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ ہم صرف اسے ایک بار دیکھ لیں پھر ہم نہیں چھوڑیں گے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انکا یہ جذبہ دیکھا تو فرمانے لگے میں سمجھتا تھا کہ میری سائیڈیں کمزور ہیں۔ یہ مطلقاً کسی کافر کو نہیں مارنا چاہتے بلکہ یہ کافروں کے سردار کا سر اتارنا چاہتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے اس بات پر تعجب تھا ابھی میں سوچ رہا تھا کہ اس میں کتنا بڑا جذبہ ہے اتنے میں جو میری دوسری سائیڈ میں تھا اس نے مجھے ہاتھ لگایا اور کہا اے میرے چچا بتاؤ ابوجہل کدھر ہے۔

Marfat.com

دونوں پہلا نمبر لینا چاہتے تھے۔ ایک کا خیال تھا کہ مجھے ابو جہل کے بارے میں پتہ چلے تو میں پہلے جاؤں اور دوسرے کا خیال تھا کہ مجھے پتہ چلے تو میں پہلے جاؤں۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا کام ہے تو اسکا جواب بھی یہی تھا کہ

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو

سنا ہے وہ گالیاں دیتا ہے محبوب باری کو

پہلے وہ مکہ شریف میں تھا لیکن آج وہ باہر نکل کے آگیا ہے اور بدر میں پہنچ گیا ہے لہٰذا وہ بچ کے نہیں جا سکتا۔ ہم رسول اکرم ﷺ کی ناموس کے پہرے دار ہیں لہٰذا سرکار علیہ السلام کی ناموس پہ پہرا دیتے ہوئے اپنی جانیں دے سکتے ہیں۔ لیکن اس گستاخ کو زمین پہ زندہ رہنے کا حق نہیں دے سکتے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

فَابْتَدَرَاہُ بِسَیْفَیْهِمَا

دونوں اپنی تلواریں لہراتے ہوئے ابو جہل کی طرف دوڑے۔

صحابہ کرام کی جانب جو صفیں بنی ہوئی تھیں ان صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکلے اور باطل کی چٹانوں کے ساتھ ٹکرا گئے ابو جہل کے گرد جو حصار تھا وہ حصار توڑا یعنی اُس کا یہ خیال ہی نہیں تھا کہ کوئی یہاں آ کر بھی حملہ کر سکتا ہے۔ یہ رسول پاک ﷺ کے عشق کی چنگاری تھی اور یہ حریت کا منظر تھا اور یہ ایمان کی قوت تھی کہ دونوں کو اپنی کوئی فکر نہیں تھی۔ کہ بدن کے کتنے ٹکڑے ہوتے ہیں لیکن اُن کا جذبہ یہ تھا کہ اسکو واپس نہیں جانے دیا جائے گا۔ دونوں آگے بڑھے۔

Marfat.com

وَهُوَ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ

وہ ابوجہل لوگوں میں ٹہل رہا تھا۔ اسے کوئی خطرہ نہیں تھا وہ سمجھتا تھا کہ میرے ارد گرد اتنے گارڈ ہیں مجھ تک تو کوئی پہنچ نہیں سکتا۔

فَضَرَبَاهُ حَتّٰى قَتَلَاهُ

لیکن رسول اکرم ﷺ کے یہ دونوں عاشق کود پڑے اور اس انداز میں حملہ آور ہوئے کہ پل بھر میں ان دونوں مجاہدوں نے اس سب سے بڑے گستاخ کا خاتمہ کر دیا۔

ثُمَّ انْصَرَفَا اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

پھر اپنی چھوٹی چھوٹی تلواروں کے ساتھ بڑا کام کر کے فوراً رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹے۔

ان دونوں مجاہدوں کا کتنا خوبصورت انداز تھا جب اُس ابوجہل کا سر اتارا جس نے مکہ شریف کی سرزمین مسلمانوں کیلئے تنگ کر دی تھی۔ جسکی شرارتوں کی وجہ سے رات کے اندھیروں میں محبوب علیہ السلام کو مکہ شہر اللہ تعالیٰ کے حکم پہ چھوڑنا پڑا تھا۔ جسکی اتنی حماقتیں تھیں اور اسکے سینے میں اتنا بغض تھا۔ مکہ شریف میں صحابہ کرام کو اس کمینے کی طرف سے تشدد کا سامنا کرنا پڑا جس وقت یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو ایسا موقع فراہم کرے کہ سرکار علیہ السلام کے گستاخ کو مار کے سرکار علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہو۔

آج یہ اُس کا شرف ہے لیکن کل قیامت کے دن جب رسول پاک ﷺ مقام محمود پر تشریف فرما ہونگے اور ساری دنیا آپکی تعریف کر رہی ہوگی اُس وقت بھی یہ مجاہد جس نے رسول پاک ﷺ کے گستاخ سے بدلہ لیا ہوگا۔ اس کو اللہ تعالیٰ منفرد سیٹ عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں جا کر کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ہم ابو جہل کو قتل کر آئے ہیں۔ جب دونوں میں سے ہر ایک نے یہ کہا کہ میں ابو جہل کو مار آیا ہوں دوسرے نے کہا کہ میں مار آیا ہوں تو سرکار علیہ السلام نے پوچھا۔

اَيُّكُمَا قَتَلَهٗ

تم میں سے کس نے ابو جہل کو مارا۔

قَالَ كُلٌّ مِّنْهُمَا اَنَا قَتَلْتُهٗ

ہر ایک نے اُن میں سے کہا کہ میں نے قتل کیا۔

دونوں ابو جہل کو قتل کرنے میں شریک بھی تھے۔ اور اُن کا حق بھی بنتا تھا۔

تو رسول پاک ﷺ کا مقام عدل بھی ہے انھیں انعام سے نوازنا بھی ہے۔

جتنا کام ہوگا اسی لحاظ سے اس نے انعام وصول کرنا ہے۔

آقا علیہ السلام نے فرمایا:

هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا

رسول اکرم ﷺ اپنی نگاہ نبوت سے بھی بتا سکتے تھے کہ تم میں سے کس نے مارا ہے یا دونوں نے مارا ہے۔ مگر قیامت تک کیلئے عسکری فیصلے بھی تو امت کو دینے تھے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا

کیا تم تلواریں صاف کر کے لے آئے ہو یا ابھی اسی طرح ہیں جسطرح اُس موذی کو لگی تھیں تو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ابھی ہم نے تلواریں صاف نہیں کیں ہم ابو جہل کو کاٹتے ہی دوڑتے ہوئے آپ کے پاس آگئے ہیں۔ تو رسول اکرم ﷺ

Marfat.com

نے دونوں کی تلواروں کو دیکھا۔تو ان دونوں کی تلواروں پر اس گستاخ کا خون لگا ہوا تھا۔تو رسول اکرم ﷺ نے فیصلہ کیا اور یہ اعلان ضروری تھا۔کہ قیامت تک جب گستاخوں کی لسٹ بنے گی تو اس وقت یہ بڑا گستاخ پہلے نمبر پر ہوگا۔

جو اُن گستاخوں سے میری ناموس پہ پہرا دیتے ہوئے بدلہ لیں گے۔جب اُنکی لسٹ بنے گی تو اس بڑے گستاخ کو مارنے والے بھی پہلے نمبر پر ہونگے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا۔

کِلاَ ھُمَا قَتَلَہٗ

(البدایہ والنہایہ ج ۳۔۴ ص ۳۰۵ بیروت)

قتل تم دونوں نے کیا ہے لیکن پہل دونوں میں سے ایک نے کی ہے۔اور وہ حضرت معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے انکے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ انعام کا اعلان کردیا مگر دونوں کو اس فعل میں شریک قرار دیکر قیامت تک کیلئے اپنے ان عظیم عاشقوں کا رتبہ کائنات میں دوبالا فرمادیا۔

رسول اکرم ﷺ کا وہ فرمان بخاری و مسلم شریف میں موجود ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ جملہ سنا یعنی عشق کے مسئلہ پر باقاعدہ جنت کی بولی لگتی رہی، ناموس رسالت کا مسئلہ تھا۔

ناموس رسالت پہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا پہرا

کعب بن اشرف یہودی تھا وہ بھی اسی طرح کا گستاخ تھا۔حالانکہ پہلے ان سے معاہدہ ہوا تھا لیکن اسکی گستاخیوں کی وجہ سے معاہدہ ٹوٹ چکا تھا کعب بن اشرف کی گستاخیاں جب رسول اللہ ﷺ تک پہنچیں۔تو وہ جو رحمۃ للعالمین ہیں۔

Marfat.com

جنہوں نے یہاں تک حکم دیا کہ

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَضْرِبُوْا وُجُوْہَ الدَّوَابِ فَإِنَّ کُلَّ شَیْءٍ یُّسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ

(الدر المنثور سورۃ الاسراء زیر آیت ۴۰)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم جانوروں کے منہ پر نہ مارو کیونکہ ہر شیءاس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔

یعنی میری شریعت میں کسی جانور کے منہ پر بھی مارنا جائز نہیں ہے۔ اسواسطے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والی ہے۔

وہ جو اپنی زبان سے اُس عورت کیلئے جنت کا اعلان فرما رہے تھے جس نے اپنا موزہ دوپٹے سے باندھ کر کنویں میں لٹکا کر ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا اور اسکی زندگی بچائی تھی۔ اس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کعب بن اشرف کی گستاخیاں پہنچیں تو پھر جنت کا اعلان کیا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لِکَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کون ہے جو کعب بن اشرف کا سر اتارے گا؟

رسول اکرم ﷺ نے اسکے ساتھ وجہ بیان کی

فَإِنَّہٗ قَدْ آذَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

اسکا جرم یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول علیہ السلام کو اذیت پہنچائی ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف زبان سے لفظ نکلنا کتنا بڑا جرم ہے۔

Marfat.com

حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اسے کوئی اذیت دے سکے۔ کیونکہ رب ذوالجلال کی ذات کسی کا اثر قبول نہیں کرتی۔ اذیت آتی ہے جب کسی کو مارا جائے یا دکھ پہنچایا جائے اور اسے دکھ آئے تو جو غیر کا اثر یوں قبول کرے وہ الہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے جو تقاضے ہیں اسکی جو قدرتیں ہیں کسی کی قدرت اس سے زیادہ ہو تو اس پر اثر کر سکے۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کی طاقت ہو سکتی ہے؟

لہٰذا حقیقت میں کوئی اللہ تعالیٰ کو اذیت دے سکے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

لیکن قرآن مجید میں وہ خود کہتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول علیہ السلام کو اذیت دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی گستاخی رب کی گستاخی

یہاں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اس کعب بن اشرف نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول علیہ السلام کو اذیت دی ہے۔ تو اس سے پتہ یہ چلا کہ مقام نبوت حساس کتنا ہے، نازک کتنا ہے۔ کہ یہاں کی گستاخی رب کے دربار تک پہنچتی ہے۔

یعنی ادھر کے معاملات رب کے معاملات ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہا۔ انکی زبان کو اپنی زبان کہا۔ انکی اطاعت کو اپنی اطاعت کہا ان کی محبت کو اپنی محبت کہا۔ ان کے ساتھ بیعت کو اپنے ساتھ بیعت کہا تو اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ جب انکی محبت میری محبت اور انکی عزت میری عزت ہے تو پھر دنیا ہوش سے رہے۔

Marfat.com

اگر ان کے خلاف کوئی بولے گا تو وہ یہ نہ کہے کہ رب کی پارٹی والا ہوں نبی علیہ السلام کے خلاف بول لوں تو کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے خلاف بولنا میرے خلاف بولنا ہے، انکی اذیت میری اذیت ہے۔

گستاخ رسول ﷺ کا قتل بھی رحمت ہے

اسواسطے رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے کہ کعب بن اشرف نے میرے خلاف بھونک کر اذیت رب کو دی ہے اور پھر میری اذیت رب کی اذیت ہے۔ اسواسطے سرکار علیہ السلام نے یہ لفظ بول دیئے۔ رسول اکرم ﷺ کے فرمان کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مجرم ہے میں رحمت عالم اور میں رحمۃ للعالمین ہوں مگر اس کا باقی رہنا رحمت کے منافی ہے۔ اسکو زمین سے ہٹانا زمین کے فائدے میں ہے۔ کون ہے جو کعب بن اشرف کا سر اتارے گا۔

اس کا مدینہ شریف سے باہر ایک قلعہ تھا ابھی قریب زمانہ اسکے مکان کے کھنڈرات کو ختم کیا گیا۔ اُس قلعہ میں وہ رہتا تھا اور پھر ہر وقت پہرے میں رہتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کون ہے جو اسکا سر اتارے گا۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفاداری

تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لبیک کہا

فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور پھر پوچھا

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهُ

یا رسول اللہ ﷺ آپکو یہ پسند ہے کہ میں اسکو قتل کردوں؟

Marfat.com

قَالَ نَعَمْ

تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں۔

تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے

قَالَ فَأْذَنْ لِي أَنْ أَقُوْلَ شَيْئًا

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل کعب بن الاشرف ج ۲ ص ۵۷۶ قدیمی کتب خانہ کراچی)

پھر آپ مجھے اتنی اجازت فرمادیں کہ اگر اس سے بات کرتے ہوئے کوئی بات خلاف واقع کر جاؤں تو مجھے معاف کر دیا جائے اور مجھ پر کوئی گرفت نہ ہو۔

رسول اکرم ﷺ نے یہ اجازت بھی عطا فرمادی۔

ٹھیک ہے تمہیں اجازت ہے تم نے اسکا سر ضرور اتارنا ہے۔ اس سے باتیں جو بھی کرلو۔

جس وقت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت لے لی تو اس نے کعب بن اشرف سے دن کے وقت ملاقات کی۔ اس ملاقات میں یہ باتیں آگئیں کہ کلمہ تو ہم نے پڑھا تھا مگر ہم تو بھوکے مر گئے۔ کبھی صدقہ ہے کبھی زکوٰۃ ہے۔ کبھی کوئی حکم ہے کبھی جہاد ہے۔

روزانہ ہمارے اخراجات زیادہ ہوتے رہتے ہیں۔ اب تو گھر میں کھانے کیلئے بھی کچھ نہیں ہے مجھے کچھ گندم کی ضرورت ہے اور کچھ اناج کی ضرورت ہے اور پھر ہم ابھی دین چھوڑ بھی نہیں سکتے۔ جب تک کہ فیصلہ نہ ہو جائے کہ کس کی فتح ہے اسواسطے ہماری یہ مجبوری ہے۔ ہم ساتھ بھی نہیں چھوڑ سکتے۔

یہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (Coments) کومنٹس تھے کہ کعب بن اشرف کو یوں لگا کہ بندہ ہمارا ہے یعنی کوئی منافق ہے۔ منافق یہودیوں سے ایسی

Marfat.com

باتیں جا کر کرتے تھے۔ جس وقت ایسا معاملہ سامنے آیا تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں کچھ قرض لینا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے قرض دے دیں۔

اور کچھ اناج سے تعاون کریں پھر جلد اسے لوٹا دوں گا۔

بہرحال یہ طے ہو گیا کہ ٹھیک ہے میں تمہیں قرض دیتا ہوں لیکن تم اپنی کوئی چیز میرے پاس رہن رکھو اور میں تمہاری یہ حاجت پوری کر دیتا ہوں، جب تم یہ قرض واپس کرو گے تو اپنا رھن واپس لے جانا۔

وہ بڑا موذی قسم کا انسان تھا کہنے لگا اپنی عورت رہن رکھ جاؤ۔ تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا۔ تو وہ کہنے لگا اپنا بیٹا رھن رکھ جاؤ۔ تو آپ کہنے لگے نہیں کل لوگ میرے بیٹے کو طعنے دیں گے کہ تجھے رھن رکھ کے تیرا باپ گندم لے کر آیا تھا۔ تو کہنے لگا کہ کوئی اسلحہ رکھ جاؤ تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اس پر معاملہ طے ہو گیا اور پھر یہ طے تھا کہ دن کے وقت نہیں آؤں گا۔ اس لئے کہ اگر دن کے وقت آیا تو پھر پردہ چاک ہو جائے گا کہ یہ کعب بن اشرف کا بندہ ہے مجھے پھر کوئی دربار رسالت میں بیٹھنے نہیں دے گا۔

اسواسطے میں رات کے وقت آؤں گا اور رات کے وقت اپنی حاجت پوری کر کے چلا جاؤں گا۔ رات کو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ آئے انکے ساتھ دو آدمی بھی تھے۔ ان میں کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی بھی تھا۔ جو کہ مومن تھا۔ رات کو جس وقت آئے تو قلعے کے نیچے کھڑے ہو کر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دی۔ کعب بن اشرف نے جب آواز سنی تو اپنی چارپائی سے اٹھا، نیچے اتر رہا تھا۔ اسکی بیوی نے کہا کہ یہ وقت نیچے جانے کا نہیں ہے۔ تم اس وقت نیچے نہ جاؤ۔ اس نے

Marfat.com

خدشات کا اظہار کیا۔ اس وقت جو نیچے بلا رہے ہیں وہ غلط لوگ ہو سکتے ہیں۔

کعب بن اشرف نے کہا نہیں نیچے میرا دوست ہے۔ میں نے اسکو ٹائم دیا ہوا ہے۔ اسواسطے میں جانا چاہتا ہوں۔ بہرحال عورت نے کہا کہ جو آواز آئی ہے اس سے مجھے خون ٹپکتا ہوا محسوس ہوا ہے۔ کعب بن اشرف نیچے اترا جس وقت ملاقات ہوئی تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تم نے بڑی اچھی خوشبو لگائی ہوئی ہے۔ یہ فخر سے کہنے لگا اور اپنی بیوی کی خوشبو پر ناز کرنے لگا تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں ساتھیوں کو سمجھایا ہوا تھا کہ میں جب ملوں گا اور کہوں گا کہ تیرے سر کی خوشبو سونگھنا چاہتا ہوں تو میں اچھی طرح اسکو اپنے بازو میں جکڑ لوں گا اور تم نے تلوار سے اسکا کام پورا کر دینا ہے۔

جس وقت حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعب بن اشرف سے ملے تو فرمانے لگے کیا میں تمہارے سر کی خوشبو سونگھ سکتا ہوں۔ اس نے کہا تم سونگھ سکتے ہو۔ تو آپ نے اسکو مضبوطی سے پکڑ لیا اور ساتھیوں نے تلواریں مار کے کام تمام کیا۔

رسول اکرم ﷺ کے دل کی جو تمنا تھی۔ کہ کعب بن اشرف کو زمین پہ زندہ نہیں رہنا چاہیے۔ چونکہ اسکا معاملہ وہ نہیں تھا جو مکہ شریف کے مشرکین کے ساتھ تھا کہ اسکے ساتھ واضح جنگ کی جائے اور جنگ کے بدلے میں اسکا سر اترے۔ جیسے ابو جہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ کے اتر گئے۔ اصل میں یہ معاہدہ کر کے پھر غداری کر چکا تھا اور پھر اس نے مشرکین مکہ سے جا کر مذاکرات کیے کہ تم آؤ میں تمہیں مدینہ شریف میں شیلٹر دوں گا اور پھر تم حملہ کرنا وہ چونکہ خیانت کر چکا تھا غدر کر چکا تھا اسکی سزا اس طرح ہی بنتی تھی۔

رسول اکرم ﷺ کے ان عاشقوں نے اس گستاخ کا سر اتار کے اپنے محبوب ﷺ

Marfat.com

کو جا کر پیغام دیا اور سرکار علیہ السلام کی طرف سے جنت کے سرٹیفکیٹ وصول کر لیے۔

یہاں پر یہ بات بڑی قابل غور ہے کہ کعب بن اشرف کو جس انداز میں قتل کیا گیا اس انداز سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جس گستاخ نے واقعی گستاخی کی ہے اسکو مٹانے کیلئے جو حربہ بھی کسی کو استعمال کرنا پڑے وہ ضرور کرے۔ اس گستاخ کو زندہ نہ رہنے دے۔ یعنی اسکا یہ حق نہیں بنتا کہ وہ زمین پہ سلامت رہے۔

گستاخ کی حمایت کرنے والا بھی واجب القتل

اگر کوئی شخص اس طریقے پر اعتراض کرتا ہے کہ یہ حق نہیں بنتا تھا کہ ایسا اسکے ساتھ کیا جاتا اور اس طرح اسکو پکڑا جاتا اس طرح اسکو اپنے پھندے میں گرفتار کیا جاتا۔ تو صحابہ کرام کا یہ اٹل موقف تھا۔ اگر کسی نے کعب بن اشرف کے قتل کے خلاف اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ اس کو فراڈ سے مارا گیا۔ صحابہ کرام کہتے تھے وہ بندہ بھی واجب القتل ہے۔ جو کعب بن اشرف کی ایسی حمایت کرے کہ وہ لفظوں میں اتنا کہہ دے اس سے غدر ہوا اس سے خیانت ہوئی اور دھوکہ سے اسکو مارا گیا جس نے ایسا لفظ کسی صحابی کے سامنے بولا صحابی نے قسم اٹھائی کہ جیسے کعب کا سر اتارا تھا تیرا بھی سر اتارتے ہیں۔

بڑھاپے کی حالت میں بھی گستاخ کا تعاقب

ایسا واقعہ واقدی کی کتاب میں تفصیل کیساتھ موجود ہے۔

مدینہ شریف میں جب مروان بن حکم کا زمانہ تھا تو مروان بن حکم کے پاس گیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے اس وقت بوڑھے ہو چکے تھے وہاں ایک شخص ابن یامین نضری بیٹھا ہوا۔ ابن یامین نضری نے وہاں بیٹھے ہوئے

Marfat.com

اپنی رائے کا اظہار کیا مروان نے پوچھا؟

كَيْفَ كَانَ قَتْلُ ابْنِ الْأَشْرَفِ

کعب بن اشرف کے بارے میں پوچھا کہ اسکا قتل کیسے ہوا۔

تو ابن یامین نضری نے کہا

كَانَ غَدْرًا

وہ قتل نہیں تھا بلکہ غدر تھا۔

جس طرح برصغیر میں ہماری جنگ آزادی ہے۔ تو اس جنگ آزادی کو ہندو بھی غدر کہتے ہیں اور پھر مسلمانوں میں بھی ایک فرقہ ہے جو اسکو غدر کہتا ہے ہم کہتے ہیں 1857ء کی جنگ آزادی لیکن اُن کی کتابوں میں لکھا ہے۔ 1857ء کا غدر یعنی انگریزوں کے خلاف جو مسلمانوں کا جہاد تھا۔ جسمیں فضل حق خیر آبادی شہید ہو گئے اُن کے فتوے پر جہاد شروع ہوا۔ اس جہاد کو غدر کہا اسلام کا نام لینے والے کچھ لوگوں نے۔ کافر تو اس جہاد کو غدر کہتے ہی تھے۔

یہاں پر ابن یامین نضری نے غدر کا لفظ استعمال کر دیا کہ وہ قتل نہیں تھا بلکہ غدر تھا اور جنہوں نے کعب بن اشرف کو قتل کیا تھا وہ پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ چپ نہ رہ سکے فرمایا

وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ جَالِسٌ شَيْخٌ كَبِيرٌ

حضرت محمد بن مسلمہ بوڑھاپے کی حالت میں مروان بن حکم کے پاس بیٹھے ہیں۔ جب آپ نے یہ بات سنی تو وہ جس نے یہ بات کی تھی وہ تو اپنی جگہ رہ گیا۔ جس کی مجلس میں کی گئی وہ مروان بن حکم کی مجلس تھی۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا

Marfat.com

یَا مَرْوَانُ اَیُغَدِّرُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عِنْدَکَ

اے مروان کیا تمہارے دربار میں رسول اللہ ﷺ کی طرف غدر کی نسبت کی جاتی ہے۔ تمہارے پاس بیٹھے ہوئے تمہارے دربار میں رسول اللہ ﷺ کی طرف غدر کی نسبت کرنا کہ رسول اللہ ﷺ نے غدر کیا۔ یہ جائز ہے کہنے لگے

وَاللّٰہِ

خدا کی قسم آج کے بعد تیرے دربار میں نہیں بیٹھوں گا۔ ہر وہ جگہ سوائے مسجد کے جہاں تو ہوگا وہاں میں نہیں بیٹھوں گا۔ مسجد تو مسجد نبوی شریف ہے۔ اگر وہاں ایک چھت کے نیچے تم اور میں اکٹھے ہو جائیں تو علیحدہ بات ہے۔ آج کے بعد تیرے دربار کا بائیکاٹ ہوگا۔ تیرے دربار میں ایسی بات کیوں ہوئی اور فرمانے لگے

وَاللّٰہِ مَاقَتَلْنَاہُ اِلَّا بِاَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

خدا کی قسم ہے میں نے کعب بن اشرف کو اپنے فیصلے سے قتل نہیں کیا بلکہ یہ تو ہمارے محبوب علیہ السلام کا حکم تھا۔ سرکار علیہ السلام نے قتل کا حکم دیا ہم نے قتل کیا تمہارے پاس ابن یامین نضری بیٹھ کر اسکو غدر کہہ رہا ہے۔ اگرچہ تم یہ نہیں بولے لیکن مجھے نفرت تم سے بھی ہے۔ آج سے ہمارا تم سے بائیکاٹ ہے۔

پھر فرمانے لگے

اَمَّا اَنْتَ یَا ابْنَ یَامِیْنَ

ابن یامین اب تم سیدھے ہو جاؤ اور میری بات بھی سن لو، اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں مگر میرا عشق پھر بھی جوان ہے۔ جن ہاتھوں سے کعب بن اشرف کو بھون سکتا ہوں تمہارا کلیجہ بھی نکال سکتا ہوں اور پھر نہ ابن یامین نضری کے کلیجے کا اعتبار، پھر نہ اس

Marfat.com

کے روزے کا اعتبار، نہ اس کی نماز کا اعتبار، نہ حج کا اعتبار، نہ جہاد کا اعتبار حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے

فَلِلّٰهِ عَلَیَّ

یہ میں نے نذر مان لی۔ اللہ تعالیٰ کیلئے مجھ پر لازم ہے

اِنْ اَفَلْتَ وَقَدَرْتُ عَلَيْكَ وَفِیْ يَدِیْ سَيْفٌ اِلَّا ضَرَبْتُ بِهٖ رَاْسَكَ

آج کے بعد جب بھی تو مجھے مل گیا اور میرے پاس تلوار ہوئی تو پھر میں تیرا سر اتار کے رہوں گا۔ تو کون ہوتا ہے۔ ایک گستاخ کی سائیڈ لے رہا ہے۔ جسکو ہم نے سرکار علیہ السلام کی اجازت سے مارا۔ تو نے اس مارنے کو غدر کہا۔ تمہارا ایمان تمہارا عقیدہ یہ سب کچھ خائب وخاسر ہو گیا۔ تمہاری ہمارے نزدیک کوئی حیثیت نہ رہی کہ جسکا کوئی ادب کیا جائے۔

خدا کی قسم جب بھی وہ لمحہ آئے گا کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہوگی سامنے تم آجاؤ گے اس وقت تلوار چلنے سے رک نہیں سکے گی۔ تمہارا سر تن سے جدا کر دیا جائے گا۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ بوڑھے تھے مگر ان کے جملوں کا ڈر ابن یامین نضری کو بڑا تھا۔ ابن یامین نضری نے جب اپنے قبیلہ کے علاقہ سے باہر آنا ہوتا تو باقاعدہ پہلے لوگ بھیجتا تھا کہ کہیں گلی محلے میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو موجود نہیں ہیں۔

اگر یہ پتہ چلتا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس علاقہ میں موجود ہیں تو پھر وہ باہر نہیں نکلتا۔ اگر یہ پتہ چلتا کہ اس علاقے میں نہیں ہیں تو پھر وہ باہر نکلتا اُس نے یہ بات یاد رکھی ہوئی تھی کہ اگر محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامنا ہو گیا تو وہ مجھے

Marfat.com

چھوڑے گا نہیں میرا کام پورا کرے گا۔

ایک دن حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جنازہ پڑھنے گئے۔ ابن یامین بقیع کے قبرستان میں تھا۔ ابن یامین نے دیکھا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازے میں موجود ہیں۔ تو اس نے چھپنا چاہا ادھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی پتہ چل گیا کہ ابن یامین نضری آیا ہوا ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کافی چھڑیاں موجود تھیں تلوار پاس نہیں تھی۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن یامین کو پالیا تو آپ نے چھڑیوں سے مارنا شروع کر دیا۔

فَلَمْ يَزَلْ يَضْرِبُهُ جَرِيْدَةً جَرِيْدَةً حَتّٰى كَسَرَتْ ذَالِكَ

آپ اُن چھڑیوں سے مسلسل مارتے رہے اسکے چہرے پر اور اسکے سر پہ مارا پھر بھی وہ مرا نہیں تھا۔ آپ فرمانے لگے اصل میں کام تلوار کا ہے۔

وَاللّٰهِ لَوْ قَدَرْتُ عَلَى السَّيْفِ لَضَرَبْتُكَ بِهٖ

(الصارم المسلول ص ۱۲۴)

آپ نے فرمایا کہ اس قسط میں یہی کافی ہے۔ اب جس وقت تلوار ملے گی تیرا سر بھی اتاروں گا۔

یہ صحابہ کرام کا عشق اور دین میں پختگی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے گستاخ کی سائیڈ لینے والا بھی اُن سے بچ نہ سکا۔ انہوں نے وہاں پر اپنی محبتوں کا اظہار کرتے ہوئے اس بات کو واضح کیا کہ امت جانے کہ نہ گستاخی کرنی ہے اور نہ گستاخ کا ساتھ دینا ہے اور خود بھی عاشق بننا ہے اور ہمیشہ عاشقوں کا ساتھ دینا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے پہرے داروں کا کیا انداز تھا۔

Marfat.com

حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواں عشق

رسول اکرم ﷺ میدان بدر میں تھے۔ آپکے ایک صحابی حضرت عمیر بن عرص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا ہونے کی وجہ سے بدر میں نہ جاسکے انہیں پتہ چل گیا کہ ایک عورت عصما بنت مروان گانے گاتی ہے اس میں رسول پاک ﷺ کی توہین کرتی ہے۔

حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم اٹھالی اور کہنے لگے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ لَکَ عَلَیَّ نَذْرًا

اے اللہ تیرے لئے میں نے اپنے اوپر یہ نذر لازم کرلی ہے اگر میرے محبوب علیہ السلام کو صحیح سلامت مدینہ شریف میں تُو لے آئے تو میں خوشی کیا کروں گا؟ کہنے لگے میں اس گستاخ عورت کا سر اتاروں گا جس نے ہمارے آقا علیہ السلام کی توھین کی ہے۔ یہ آپ نے نذر مان لی۔ اس لیے کہ تشویش بھی بڑی تھی کہ باقی سارے جہاد پر ہیں میں نہیں جاسکا۔ یہ بھی پتہ نہیں کہ رسول پاک ﷺ کس انداز میں واپس تشریف لاتے ہیں تو یہ نذر مانی کہ میرے رب میرے محبوب علیہ السلام کو صحیح واپس لے آئے تو میں اس نذر کو یوں پورا کروں گا کہ اس گستاخ عورت کا سر اتاروں گا۔

یہ کتنی خوبصورت نذر تھی۔ سرور عالم ﷺ جب بدر سے واپس آئے حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چل گیا کہ محبوب علیہ السلام تشریف لے آئے بندہ نابینا ہو اور رات کا وقت ہو پھر کسی کا گھر ڈھونڈھنا ہو پھر تلاش کر کے کسی کو مارنا ہو ساری باتیں کتنی مشکل ہیں۔

نصف رات کا وقت تھا۔ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتے چلتے اس خاتون کے گھر تک پہنچ گئے۔

Marfat.com

حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْھَا فِیْ بَیْتِھَا

حتی کہ آپ اس عورت کے گھر میں چلے گئے اندر جانے کے بعد آپ نے کیا کیا؟

فَحَسَّھَا بِیَدِہٖ

اُس عورت کو ہاتھ لگا کے محسوس بھی کیا کہ کہاں لیٹی ہوئی ہے۔

فَوَجَدَ الصَّبِیَّ تُرْضِعُہٗ

اُس وقت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اسکے دوسرے بچے سوئے ہوئے تھے رات کا وقت ہے۔

عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ ہمدردی اور نرمی سارے تقاضے ہو سکتے ہیں مگر جو اس کا جرم ہے اس نے ایسی آگ لگا رکھی ہے۔ کہ ایک نابینا معذور بندہ اسکا سر اتارنے نکلا ہے۔ یہ ساری مہربانی کی چیزیں دل سے واش ہو چکی ہیں۔ کہ نہ یہ لحاظ ہوگا کہ عورت ہے نہ یہ لحاظ ہوگا کہ بچوں کی ماں اور نہ یہ لحاظ ہوگا کہ شیر خوار بچے کی ماں ہے اور دودھ پلا رہی ہے حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بچے کو ایک طرف کیا پھر آپ نے یہ کیا کہ

وَضَعَ سَیْفَہٗ عَلٰی صَدْرِھَا

آپ نے تلوار اوپر سے ماری نہیں بلکہ تلوار سینے پر رکھ کے اوپر سے دبائی۔

حَتّٰی اَنْفَذَہٗ مِنْ ظَھْرِھَا

حتی کہ تلوار پیٹھ کے پیچھے سے نکال دی۔

رات کے اندھیرے میں حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روشنی کا یہ کام کیا۔ اس گستاخ کے بارے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ بھی نہیں لیا پہلے دونوں واقعات میں

Marfat.com

سرکار علیہ السلام کا حکم تھا کہ یہ کرو لیکن ادھر معاملہ اس سے جدا ہے رسول اکرم ﷺ بدر میں تھے ادھر یہ نذر مانے ہوئے تھے کہ میں نے اسکا سر اتارنا ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے پوچھا ہی نہیں ہے کہ کس کو مارنا ہے بڑا سخت معاملہ ہے۔ پوچھنا چاہیے تھا کہ اس نے گستاخی کی ہے لہٰذا اسکا سر اتارنے کی اجازت ہے یا نہیں ہے۔ لیکن حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ بھی نہیں پوچھا اس کے بدن کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

نگاہِ مصطفےٰ ﷺ تیری کیا بات ہے

پھر بڑے حوصلے سے باہر نکلے اس نابینے حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حوصلہ کروڑ بیناؤں سے افضل ہے۔ چلتے چلتے نماز فجر کے وقت مسجد نبوی شریف میں پہنچ گئے

لَمَّا انْصَرَفَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نَظَرَ اِلٰی عُمَیْرٍ

رسول اکرم ﷺ نے جب سلام پھیرا تو عمیر نظر آئے۔

"قربان جائیں غیب دان محبوب علیہ السلام پہ، رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز کا سلام پھیرتے ہی ارشاد فرمایا

اَقَتَلْتَ بِنْتَ مَرْوَانَ؟

عمیر! عصمٰی بنت مروان کو قتل کر آئے ہو؟

حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

نَعَمْ بِاَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

میرا باپ تجھ پہ قربان ہو جائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسکا میں کام تمام کر آیا ہوں۔

سید عالم ﷺ نے جب پوچھا اور انہوں نے بتایا تو انھیں کچھ سہارا ملا راوی کہتے ہیں

Marfat.com

خَشِیَ عُمَیرٌ

حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ڈر تھا کہ مجھ پر یہ الزام نہ آجائے کہ

اَفْتَاتَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم بِقَتْلِھَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہوتے ہوئے تو اپنا فتویٰ چلاتا ہے۔

پہلے تمہیں سرکار علیہ السلام سے پوچھنا چاہیے تھا پھر اُسے قتل کرنا چاہیے تھا۔
انھیں یہ ڈر تھا کہ کوئی مجھے یہ نہ کہے تو سرکار علیہ السلام کے ہوتے ہوئے اپنے فتوے چلا رہا ہے۔

جس وقت سرکار مدینہ ﷺ کی یہ بات سنی تو حوصلہ ہوا کہ سرکار علیہ السلام اسکو قبول فرما رہے ہیں اب کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ

ھل علیّ فی ذالك شیٔ؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ عصمٰی بنت مروان کو قتل کرنے کی وجہ سے میں نے کوئی جرم کیا ہو؟ مجھ پر کچھ لازم آتا ہو کہ یہ کفارہ ہے تو نے یہ کیا۔ اے میرے محبوب علیہ السلام کچھ مجھ پہ لازم آتا ہے؟ کچھ میں نے حرج کیا یا کچھ میں نے غلطی کی؟

تو ہمارے آقا علیہ السلام نے یہ جملہ بولا:

لَا یَنْتَطِحُ فِیْھَا عَنْزَانِ

اسکا مفہوم یہ کہ اسمیں دو بھیڑیں نہیں لڑیں۔

یہ وہاں بولا جاتا ہے جہاں کوئی حرج نہ ہو۔

﴿ گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنے والا اللہ ورسول ﷺ کا مددگار ﴾

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ نہیں ہوا بالکل تم نے ٹھیک کیا۔ رسول

Marfat.com

اکرم ﷺ نے جس وقت یہ لفظ بولے تو حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود کہتے ہیں میرے محبوب علیہ السلام نے یوں نگاہ دوڑائی کہ دائیں سے بائیں طرف دیکھا۔ فجر کی جماعت تھی اسکے بعد کا درس تھا جو ہم بھی فجر کی نماز کے بعد دے رہے ہیں اور پھر مناسبت بھی ہے کہ جس رات کو حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدلا لیا تھا وہ (25) پچیس رمضان المبارک کی رات تھی۔ یہ ان کا عہد محبت تھا۔

فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اِلٰی مَنْ حَوْلَہٗ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اردگرد بیٹھے ہوئے صدیق و عمر، سعد و سعید تمام صحابہ کرام کو دیکھ کر فرمایا:

اِذَا اَحْبَبْتُمْ اَنْ تَنْظُرُوْا اِلٰی رَجُلٍ نَصَرَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ بِالْغَیْبِ فَانْظُرُوْا اِلٰی عُمَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ

جس بندے کو یہ شوق ہو کہ میں ایسے بندے کی زیارت کروں جس نے غائبانہ رب کی مدد کی اور رب کے رسول علیہ السلام کی بھی مدد کی ہے اس بندے کو میرے عمیر کی زیارت کرنی چاہیے۔

(الصارم المسلول ص ۹۵ مکتبہ نشر السنۃ ملتان)

سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں ان کا عمل پسند بھی ہو گیا اور شان بھی مل گئی۔

اس سلسلہ میں درجنوں شواھد ہیں کہ ناموس رسالت ﷺ کا معاملہ ہو اور کوئی گستاخی کر جائے تو رسول اکرم ﷺ سے پوچھنا صحابہ کرام ضروری نہیں سمجھتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب ایک یہودی اور منافق فیصلہ لیکر آئے تھے تو یہودی نے کہہ دیا کہ تمہارے نبی علیہ السلام اسکا فیصلہ میرے حق میں کر چکے

Marfat.com

ہیں۔ یہ کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر تشریف لے گئے تلوار نکالی اور اس گستاخ کا سر اتار دیا۔

اتنی بات پر اُس کا سر اتار دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے بعد عمر کے پاس فیصلے کیلئے کیوں آئے؟ انہوں نے سرکار علیہ السلام کا فیصلہ معمولی سمجھا۔ ان سے دوسری بات نہیں کی کہ اس سے کچھ پوچھے اور نہ ہی نبی علیہ السلام سے جا کر پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی آپ سے فیصلہ کروا کے پھر کسی اور سے فیصلہ کروائے اسے کچھ کہنا چاہیے یا چھوڑ دینا چاہیے یہ تو پوچھ کے کرنا چاہیے تھا لیکن یہ ساری چیزیں پوچھے بغیر ایک کلمہ گو کو مار دینا اگرچہ وہ منافق تھا لیکن کلمہ تو پڑھتا تھا۔

اس منافق کے ورثاء رسول اکرم ﷺ کے پاس آ گئے اور کہنے لگے عمر سے بدلہ لو اس نے مومن کو قتل کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بدلہ کس چیز کا لوں رب کا حکم آ گیا ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

(پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۵)

اُس وقت تک کوئی مومن مومن نہیں ہو سکتا جب تک نبی ﷺ کی حکومت کو تسلیم نہیں کر لیتا۔

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مومن کو نہیں کافر کو مارا ہے۔

بظاہر موقع ایسا تھا کہ یہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گرفت کرنی چاہیے تھی کہ تم اپنے آپ ہی فیصلے کرتے پھرتے ہو۔ مجھ سے پوچھا تو کرو، کیا کرنا ہے، کسی کو مارنا کوئی معمولی سا کام ہے۔

Marfat.com

آپ پر گرفت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کی فہرست آ گئی کہ قیامت تک کیلئے یہ فیصلہ ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی جائے تو پھر کسی مفتی کی حیثیت کیا ہے؟

کسی قاضی اور جج کی حیثیت کیا ہے؟

حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈر تھا کہ کہیں مجھ پر گرفت نہ ہو جائے۔ تو محبوب علیہ السلام نے جملہ بولا کہ اس نے اللہ اور اسکے رسول علیہ السلام کی غائبانہ مدد کر دی ہے۔

نَصَرَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ بِالْغَيْبِ

اس نے غائبانہ اللہ اور اسکے رسول علیہ السلام کی مدد کی ہے۔

ایک یہ ہے میں خود کہوں کہ جاؤ فلاں کو مارو۔ اسکا عشق اتنا ایڈوانس ہے۔ میرے حکم کے بغیر غائبانہ اُٹھ کھڑا ہوا ہے اور نذر مان لی ہے اور انہوں نے جا کر ایک گستاخ عورت کا سر اتار دیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے سب کے سامنے اعلان کیا کہ جس کو یہ شوق ہو وہ ایسے بندے کی زیارت کرے جو اتنا مخلص ہے کہ غائبانہ بھی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول علیہ السلام کی مدد کرنے والا ہے۔

حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گستاخ عورت کو قتل کیا تو رسول اللہ ﷺ نے لفظ یہ بولے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی مدد کی اور اس نے اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ السلام کی مدد کی۔ عمومی طور پر جب یہ آتا ہے کہ فلاں نے نبی علیہ السلام کی مدد کی تو کچھ دل سے بڑے خوش ہوتے ہیں۔ تم تو کہتے ہو کہ وہ ہماری مدد کرتے ہیں وہ تو خود کسی کی مدد کے محتاج ہیں (معاذ اللہ)

اگر پہلا لفظ دیکھ لیا جائے تو سارے شک نکل جائیں گے اُس نے اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

بھی مدد کی تو کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ تو سب کی مدد کرنے والا ہے تو مطلب کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد اللہ تعالیٰ کی مدد اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ السلام کی مدد اللہ تعالیٰ کی مدد جسطرح کہ (نَصَرَ اللّٰهَ) کہنے سے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا انکار نہیں ہوتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عطا سے جو رسول اللہ ﷺ کی پاور چلے اسکا بھی انکار نہیں ہوتا، بلکہ شان کا اظہار ہوتا ہے۔

جسطرح قرآن مجید میں ہے:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضاً حَسَناً

(پارہ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۲۴۵)

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرضہ دے؟

اسکا یہ مطلب نہیں کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کو کوئی کمی آگئی ہے دنیا کو کھلا کھلا کے اب قرض لے کے کھلانا چاہتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی شان بڑھانا چاہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے۔

ادھر ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی مدد کرے اور اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ السلام کی مدد کرے۔ تو یہ لفظ اس امتی کی شان بڑھانے کیلئے استعمال کیے گئے کہ محبوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو کے اپنے غلاموں کے اس عشق کو قبول فرمانے والے ہیں۔

جس وقت رسول اکرم ﷺ نے یہ الفاظ بولے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے، آخر رشک تو آجاتا ہے

جسطرح علامہ اقبال نے کہا غازی علم الدین شہید کے بارے میں کہا تھا

''ترکھان دا پتر بازی لے گیا''

Marfat.com

حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اطاعت خداوندی میں گم

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے

اُنْظُرُوْا اِلٰی ھٰذَا الْاَعْمٰی الَّذِیْ تَسَرّٰی فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ

دیکھو اس نابینے کو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کیسے آگے گذر گیا۔

اُنْظُرُوْا اِلٰی ھٰذَا الْاَعْمٰی

اس نابینے کو دیکھو۔

تَسَرّٰی فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ

اطاعت خداوندی میں کیسے آگے نکل گیا!

اس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ڈبو دیا ہے۔

قربان جاؤں محبوب علیہ السلام کو عاشق کتنا اچھا لگتا ہے۔ سرکار علیہ السلام کہنے لگے عمر سنو!

لَا تَقُلِ الْاَعْمٰی

ایسے بندے کو نابینا تو نہیں کہتے

جو رات کے وقت گستاخ عورت کو ڈھونڈھ کے مارے وہ نابینا نہیں ہوتا۔

لَا تَقُلِ الْاَعْمٰی لٰکِنَّہٗ الْبَصِیْرُ

(الاصابۃ ج ۴ ص ۹۰)(الصارم المسلول ص ۱۳۰)

اے عمر اسے نابینا نہ کہو اس سے بڑی آنکھیں کس کی ہوسکتی ہیں۔

اسکو اعمیٰ نہ کہو اسکا عشق دیکھو اسکی آنکھ نہیں تو نہ سہی لیکن میرا عشق تو ہے۔ سرکار علیہ السلام نے اعمیٰ کہنے سے روک دیا اور آپ نے اپنے صحابہ کرام کو یہ انداز دیا۔

Marfat.com

ہر ایک کی محبت کا منفرد انداز ہے اور منفرد طریقہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

أُتِیَ عُمَرُ بِرَجُلٍ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ فَقَتَلَہٗ

ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ اس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی ہے۔ آپ نے اسکو قتل کر دیا اور پھر آپ نے اپنے عہد حکومت میں اپنا آرڈیننس جاری کیا فرمانے لگے:

مَنْ سَبَّ اللّٰہَ اَوْ سَبَّ اَحَداً مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاقْتُلُوْہُ

(الصارم المسلول ص ۲۲۷، ۲۲۶)

جو بندہ رب کو گالی دے یا کسی نبی کو گالی دے تو عمر کا فتویٰ یہ ہے کہ اسکو قتل کر دو اسکے لئے جائز نہیں کہ وہ زمین پہ زندہ رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان جملوں سے یہ اعلان بھی ہے کہ آج کا یہودی اور عیسائی ہمارے آقا علیہ السلام کو بھونکتا ہے لیکن کیا ادھر سے یہ ہو سکتا ہے؟ کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف زباں کھولے کوئی مسلمان ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف زبان کھولے یہ نہیں ہو سکتا۔

یہ ہمارا اجماعی اتفاقی فیصلہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف زبان کھولے گا تو اسکا سر اتارا جائے گا۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف کوئی زبان کھولے گا تو اسکے اسلام کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اسکا سر اتارا جائے گا۔

تو ہم انٹرنیشنل فورم پر عیسائیوں اور یہودیوں کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ تم نے یہ اتنا کا

Marfat.com

مسئلہ بنالیا۔ گستاخیاں کرتے ہواور پھر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ انکے نبی ہیں۔

ہمارے نبی ﷺ تو وہ نبی ہیں جنہوں نے ان انبیاء کرام علیہم السلام کی شان ماننا ہم پہ لازم کردیا ہے جنکو تم اپنا نبی سمجھتے ہو وہ بھی ہمارے ہیں یہ ہے اسلام کی خوبی اور یہ ہے اسلام کا وقار، ایسا نہیں ہے کہ وہ ہمارے نبی علیہ السلام کی گستاخی کریں اور مسلمان کہے کہ ہم بدلا لینے کیلیے ان کے نبیوں کو ایسا کہتے ہیں۔ ایسا کرنا حرام ہوگا ناجائز ہوگا کفر ہوگا اور پھر ایسا کوئی کرتا ہی نہیں۔ اسکی کوئی مثال نہیں ملتی تو آج بھی اسلام کی انٹرنیشنل فورم پر برتری ہے۔ کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ ادب سکھایا ہے کہ ایک بھی ایسا واقعہ نہیں مل سکتا۔

دوسری طرف دن رات گماشتے باہر ہوں یا ہمارے ملک میں چھپے ہوئے ہوں ایسی شرارتیں کر رہے ہیں۔ انھیں اس پس منظر کو دیکھ کر توبہ کرنی چاہیے کہ اسلام کتنا خوبصورت مذہب ہے جس نے ہر ہر نبی کا ادب اپنے ماننے والوں پر لازم کر رکھا ہے۔

﴿ذمیوں کے حقوق﴾

ذمی کے بارے میں جو حقوق ہیں وہ بہت زیادہ ہیں مگر ذمی جب تک ذمی ہو اگر اس نے تھوڑی سی بھی گڑبڑ کی اسکو معاف نہیں کیا جائے گا ورنہ تو ہمارے آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے معاہد کو مارا

اَنَا حَجِیْجُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

قیامت کے دن ذمی کا وکیل میں بنوں گا۔

جس نے میرے غلاموں کے دیس میں ایک یہودی ایک عیسائی کو جو امن معاہدہ کر کے ذمی بن چکا تھا اسکو مار دیا، اسکا مال چھینا تو رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں

Marfat.com

قیامت کے دن میں اپنے غلام کی سائیڈ نہیں لوں گا بلکہ میں ذمی کی طرف سے آوں گا کہ اس پر ظلم کیوں کیا گیا۔

آپ ﷺ اتنے ذمی کو حقوق دیئے لیکن ذمی ذمی تو ہو۔

رسول اللہ ﷺ پر تنقید سب سے بڑا جرم

اسکی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ہے

سب سے بڑا جرم جو ذمی کرتا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ پہ تنقید کرے یا اسلام پر تنقید کرے۔ اس کی وجہ سے اس نے عہد خود توڑا اب وہ ذمی نہیں رہا بلکہ محارب ہو گیا اس نے اعلان جنگ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ذمی کے بارے میں پتہ چلا کہ اس نے رسول اکرم ﷺ کی گستاخی کی ہے وہ راھب اور پادری تھا آپ فرمانے لگے میں اگر سنتا تو اسکو قتل کر دیتا۔

اِنَّا لَمْ نُؤْتِهِمُ الذِّمَّةَ عَلٰی اَنْ يَّسُبُّوْا نَبِيَّنَا

ہم نے ان لوگوں کو رسول اکرم ﷺ کی توہین کیلئے ذمی نہیں بنایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو جو ذمہ دیا وہ یہ ہے کہ ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ تو کیا انہیں ہم نے سرکار ﷺ کو گالیاں نکلوانے کیلئے ان ذمیوں کو پالا ہے؟ اور سرکار علیہ السلام کو گالیاں دینے کیلئے سنبھالے ہیں آپ نے فرمایا نہیں نہیں میں اس ذمی کا سر اتروا وں گا جو محبوب علیہ السلام کے خلاف بولے گا۔ اس لئے کہ اس نے خود ذمہ توڑا یہ ذمہ نہیں کہ تم ہمارے ملک میں رہو اور اسلام پر تنقید کرتے رہو اور رسول پاک ﷺ کی گستاخیاں کرتے رہو۔ ہم نے یہ ذمہ نہیں اٹھایا تھا۔ ہم نے کہا تھا کہ انسان کے بچے بن کے رہو گے تو پھر تمہارے حقوق کا تحفظ ہو گا۔

Marfat.com

یہود و نصاریٰ کی گستاخانہ شرارتیں

اسواسطے آج کے شرارتی وہ یہودی ہوں یا عیسائی ہوں انھیں ذمی کے احکام کے تقاضے پورے کرنا لازم ہیں اور انکی طرف سے جو شرارتیں ہو رہی ہیں لاہور میں تین چار مقام پر مجمع عام میں گانے بجاتے ہوئے رسول اکرم ﷺ پر تنقیدیں کی گئی ہیں چونگی امر سدھو کے علاقے میں اور انکے علاوہ دیگر علاقوں میں ایسا ہوا اور پھر انکو ہمارے ارباب اقتدار ذمی کہہ کے آڑ دیتے ہیں وہ رحمت مسیح جیسے چوڑھے جس وقت محبوب علیہ السلام کی شان میں بھونکتے ہیں تو راتوں رات جرمن کے ویزے دیکر پہنچا دیا جاتا ہے۔ یہ کوئی ذمہ نہیں یہ کوئی اسلام کی خدمت نہیں۔ یہ اسلام کے ذمے کا فلسفہ نہیں۔ جس نے ذمہ خود توڑا اس کا فیصلہ عاشقوں کی تلواریں کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واضح کیا اور بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک جملہ عرض کرتا ہوں۔

ذمیوں کی طرف سے مداخلت فی الدین کیا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام گئے ایک نبطی آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملکر معاہدہ کیا کہ اب قبضہ تمہارا ہے ملک تمہارا ہے ہم نے رہنا ہے۔ ہمارے کچھ حقوق ہیں ہمارے حقوق کی حفاظت ہونی چاہیے۔

معاہدہ طے ہو گیا جب مجمع میں وہ معاہدہ پڑھا جانے لگا۔

تو اب دیکھنا کس چیز کو مداخلت فی الدین سمجھا جائے گا ہم کہتے ہیں ذمی ذمی رہیں ہمارے دین کو نہ چھیڑیں۔ ہمارے دین میں مداخلت نہ کریں۔ ہمارے دین پر تنقید نہ کریں۔ یہ کس وقت مداخلت اور تنقید ہوتی ہے آج تو صورتحال یہ ہے پورے

Marfat.com

والا میں ایک سکول میں پادری کے استقبال کیلئے سارے مسلمان بچوں کو پادریوں والے کپڑے پہنائے گئے۔ اس حد تک ان کی شرارتیں بڑھ چکی ہیں۔

شام میں جس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجمع میں عہد نامہ پڑھنے لگے، خطبہ پڑھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ وَاَسْتَعِیْنُہٗ

ساری تعریفیں اللہ کی ہیں میں اسکی حمد کرتا ہوں اور میں اس سے مدد چاہتا ہوں۔

مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ

جس کو اللہ تعالیٰ ھدایت دے اسکو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔

وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ

اور جسے رب گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع عام میں جب یہ پڑھا تو ایک نبطی نے جو آپ کے ساتھ ہی کھڑا تھا اس نے لقمہ دیا

اِنَّ اللّٰہَ لَایُضِلُّ اَحَداً

اللہ تعالیٰ کسی کو نہیں گمراہ کرتا۔

تم یہ خطبہ غلط پڑھ رہے ہو۔ خطبہ میں تھا کہ جسے رب گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت نہیں دیتا۔ رب کی طرف گمراہ کرنے کی نسبت قرآن مجید میں ہے:

یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْراً وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْراً (آیت ۲۶ سورۃ البقرۃ)

اس قرآن سے کئی لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اور کئی لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جسے رب گمراہ کردے اسے کوئی

Marfat.com

ہدایت نہیں دے سکتا۔ تو وہ ذمی بولا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ بظاہر تو وہ توحید بیان کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت نہ کرو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ دور تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا

مَاتَقُوْلُ؟

کیا کہہ رہے ہو مجھے کچھ سبق پڑھانا چاہتے ہو؟

قَالَ لَاشَیْءَ

اس نے کہا کچھ نہیں کہہ رہا خاموش ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پڑھا اس سے پھر کہا آپ نے فرمایا سننے والو یہ بتاؤ کہ یہ کہتا کیا ہے؟

اَخْبِرُوْنِیْ مَایَقُوْلُ

مجھے بتاؤ یہ کیا کہتا ہے؟ میں پوچھتا ہوں یہ بولتا نہیں میں پڑھتا ہوں لیکن پھر یہ بولتا ہے۔ یہ کیا کہتا ہے؟

قَالُوْایَزْعُمُ اَنَّهٗ لَا یُضِلُّ اَحَدًا

لوگوں نے کہا کہ یہ کہتا ہے اللہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا، تو یہ نہ کہو جسے رب گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اس سے لازم آتا ہے رب ہی بندوں کو گمراہ کرتا ہے جبکہ رب کسی کو گمراہ نہیں کرتا، اسواسطے یہ جملہ خطبہ میں سے کاٹ دو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکی بات سن کے عہد نامہ پڑھنا بند کر دیا فرمانے لگے:

اِنَّا لَمْ نُوْتِكَ الَّذِیْ اَعْطَیْنَاكَ لِتَدْخُلَ عَلَیْنَا فِیْ دِیْنِنَا

Marfat.com

یہ ہمارا دین ہے، ہم نے تجھے جو ذمہ دیا اس لئے نہیں دیا کہ تم ہمارے دین میں مداخلت کرو، تمہیں رب کی شانوں کا پتہ نہیں ہے ہم قرآن سے بول رہے ہیں اور کوئی پاور نہیں ہے ہدایت جس پاور کی طرف سے آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

اور اگر کوئی کفر کرتا ہے تو کوئی اور خدا نہیں جو کافر کو طاقت دے کافر کی اپنی مرضی ہے۔ پکڑا یہ جائے گا مگر جو طاقت کفر میں استعمال ہوئی وہ طاقت پیدا تو اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ تو اس کی نسبت رب کی طرف اس لحاظ سے ہے۔ وہ جو گمراہ ہے وہ اپنے عمل کی وجہ سے جہنمی بن جائے گا۔ قدرت رب کی ہے طاقت رب نے پیدا کی۔ لیکن اسکو استعمال اس نے اپنی مرضی سے کیا۔ لہٰذا اس لحاظ سے جو نسبت رب کی طرف ہو رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکی وضاحت کو ضروری نہیں سمجھا۔ دو ٹوک لفظوں میں کہہ دیا۔ اس وقت سمجھانا بھی ضروری نہیں سمجھا کہ ہم یہ کیوں کہہ سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ عہد نامہ ختم ہے اور ہم تمہیں عہد اس لئے نہیں دے رہے تھے کہ تم ہمارے دین میں مداخلت کرو۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَئِنْ عُدْتَّ لَاَضْرِبَنَّ الَّذِیْ فِیْہِ عَیْنَاکَ

(الصارم المسلول ص ۲۲۷،،۲۲۶)

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اب اگر تو نے یہ جملہ دوبارہ بولا تو تیرا سر بدن کے ساتھ نہیں رہے۔

وہ جو میں نے خود لکھا سیاہی خشک ہوگئی۔ ابھی وہ خشک نہیں ہوئی تھی تو بول پڑا پھر تو اس پر کیا عمل کرے گا اب میں بھی اس پر عمل نہیں کروں گا جو ذمہ تھا وہ ختم

Marfat.com

ہو گیا۔ آپ نے فرمایا میں اس جگہ کو ماروں گا جس میں تیری آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔ تیرا سر اتاروں گا۔

یہ جملہ بولنے سے عہد ٹوٹ گیا۔ صرف اتنے جملے سے عہد ختم ہو گیا۔

آپ نے فرمایا کہ جو رسول اللہ ﷺ کا دین پڑھے ہوئے ہوں انھیں تجھ جیسے پادری کی کیا ضرورت ہے؟ تو ہمیں مشورے دینے آیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تیرے ساتھ کوئی عہد نہیں ہے۔ اگر تو نے اب دوبارہ یہ جملہ بولا تو تیرا سر میں اتاروں گا۔

ادھر تو یہ صورتحال ہے کہ اس سے ہزار درجہ وہ بھگوڑے آگے بڑھے ہوئے ہیں پھر بھی یہ ذمی ہونگے تو کیسے ہونگے؟ اس لیے ذمہ اور اسکے جو تقاضے ہیں ہم خود اس کے علمبردار ہیں مگر ذمیوں کو یہ احساس کرنا چاہیے کہ وہ کہاں سے بولتے ہیں کیسے بولتے ہیں اور انھیں اپنے آپ کو لگام دیکر رکھنا چاہیے کہ روزانہ کی شرارتیں اور رسول اللہ ﷺ کی شان کے خلاف پروپیگنڈے جو انکے معمول کا حصہ بن چکے ہیں اسکی اجازت غلامانِ مصطفیٰ ﷺ ہرگز نہیں دے سکتے۔

موجودہ صورتحال بڑی تشویشناک

اس اختصار کے ساتھ موجودہ صورتحال میں جو ہمارے سامنے مسائل پیش ہوئے انکے لحاظ سے سب سے بڑا مسئلہ برطانیہ کی طرف سے رشدی کو سر کا خطاب دینے کا تھا۔ یعنی جس میں قانونی طور پر ایک حکومت نے گستاخوں کو شیلٹر دیا کہ جس نے ہمارا ویزہ لینا ہو، ہمارے پاس ہماری سیکیورٹی میں رہنا ہو، ہمارے کروڑوں ڈالر لینے ہوں وہ مسلمانوں کے نبی علیہ السلام کی توہین کرے (معاذ اللہ) اور ہمارے پاس آجائے

Marfat.com

ہم اسکو سر کا خطاب بھی دیں گے اور سنبھال کے بھی رکھیں گے۔

ملکہ برطانیہ نے یہ انعام دیکر مسلم امہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ آج اگر کوئی یہ موضوع پیش کرتا ہے تو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ جاذبیت پھیلا رہے ہیں ادھر دیکھو انکی وہ بوڑھی ملکہ جسکی ٹانگیں قبر میں ہیں اسکے دل میں نبی علیہ السلام کا بغض کتنا ہے ایک کتے کو سر کا خطاب دینے کی کیا ضرورت پڑی تھی۔

یعنی وہاں پر رسول اللہ ﷺ کا بغض بوڑھوں میں بھی نوجوان ہے ادھر جوانوں میں عشق بوڑھا ہو جائے تو پھر بچنے کی صورت کیا ہے؟ اسواسطے اگر اس بوڑھی جہنمی خاتون ملکہ برطانیہ میں اتنا بغض ہے تو پاکستان کی سو سالہ بوڑھی کے اندر اس سے زیادہ سرکار علیہ السلام کا عشق ہونا چاہیے کہ رسول اکرم ﷺ کے دشمن کو وہ نوازتے ہیں۔ سب سے بڑا سر کا خطاب دینے والے ہیں۔

میں نے اس موقع پر کہا تھا کہ

ایک کتے کو اگر ملکہ کہے عالی جناب
دیکھ لو پھر کتنا سستہ ہو گیا سر کا خطاب

سر کے خطاب کی اُنکے نزدیک بڑی ویلیو ہے تو ہم نے کہا کہ پتہ چل گیا کہ سر کا خطاب "قیمتی" کتنا ہے۔ ہمارے عرف میں جو بھونکنا شروع کرے اسکو ان کے لحاظ سے سر کا خطاب دیا جاتا ہے ہمارے ماحول کا جو کتا ہو اسکو بھی بوٹیاں ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔

کس لئے شیطان رشدی کو لیا ہے گود میں
خود کیا ملکہ برطانیہ نے امن عالم کو خراب

Marfat.com

جس کی اک اک گھونٹ میں ہے نفرتوں کی گندگی
اھلِ مغرب پی رہے ہیں رات دن ایسی شراب

نہ حیا اپنے نبی کا نہ خیال مصطفیٰ ﷺ
کس قدر مردار ٹھہرے آج یہ اھلِ کتاب

سر کا دینا سر کا لینا اپنا اپنا ہے عمل
انکا دینا ہے خطا اور اپنا لینا ہے ثواب

بالیقیں وہ پوری امت کا بنے گا تاجِ سر
کاٹ کے سر اس کمینے کا بنے جو کامیاب

آج یہ لہجے کی شدت سنتِ حسان ہے
اس لئے آصف یقیناً پائے گا اجر و ثواب

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر
2

آئمہ محدثین اور اہل قبور سے استمداد

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فضل اور اسکی توفیق سے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام ۱۴ ویں سالانہ فہم دین کورس کے پندرھویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

''آئمہ محدثین اور اہل قبور سے استمداد''

میری دعا ہے خالق کائنات ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اسکے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو قبور کے لحاظ سے جو رہنمائی فرمائی ہے

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن بریدة رضی اللہ عنہ اپنے باپ حضرت بریدة رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا

(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ ج اص ۳۱۴ قدیمی کتب خانہ کراچی)

تمہیں میں نے قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن اب تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔

آغاز میں تو منع کیا گیا لیکن اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے اجازت عطا فرمائی اور خود شہداء احد کی قبور پر تشریف لے جاتے رہے۔ آپ کے بعد خلفاء راشدین اور صحابہ

Marfat.com

کرام کا بھی یہ عمل رہا، تابعین، تبع تابعین اور آج تک امت مسلمہ کا یہ عمل موجود ہے۔

ہمارا موضوع صرف آئمہ محدثین کے لحاظ سے ہے اور اس وقت یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ صرف زیارت قبور کے قائل ہی نہیں تھے بلکہ قبور کا احترام اور انکی تعظیم بھی کرتے تھے۔ وہاں جانے کو اپنے لئے مفید بھی سمجھتے تھے۔

اور مزارات کی حاضری کو اپنے لئے متبرک سمجھتے تھے۔ وہاں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی مشکلات پیش کرتے تھے اور اہل قبور سے سفارش کی استمداد کے نتیجہ میں انکی مشکلات حل ہو جاتی تھیں۔

استمداد کا لغوی معنیٰ ہے مدد کو طلب کرنا ہے۔

زیارت قبور کے لحاظ سے آئمہ محدثین کے معمولات

جو عمل ہم آئمہ محدثین کا پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک طبقہ کے تقاضا کے مطابق ہے کہ کسی فقیہ، صوفی، زاہد و سالک کا جس وقت عمل انکے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تو وہ محدث کی ترجیح کو بیان کرتے ہیں اور محدثین کی ولیو اور اہمیت کا احساس دلاتے ہیں کہ محدثین کی سنت پر پابندی (ان لوگوں کے بقول) زیادہ ہے۔

اس لیے آج ہم محدثین میں سے جو آئمہ محدثین ہیں ان کا عمل پیش کریں گے کہ وہ اپنی زندگی میں قبور کی کس قدر حاضری دیتے تھے اور اگر ان سے یہ بات ثابت ہوگئی تو پھر انھیں انکا عمل ضرور قبول کرنا چاہیے اور پھر ہم جس مسلک پر ہیں وہ صدی یا ڈیڑھ صدی کی پیداوار نہیں ہے۔ امت کی پوری عمر کے اندر ہر دن میں موجود ہے۔ تو پھر دوسرے لوگ حدیث اور محدثین کا نام لیتے ہیں۔ انھیں حدیث کی سند نبی علیہ السلام تک پہنچانے

Marfat.com

کیلئے اور محدث ڈھونڈنے چاہیں کہ جنکا عقیدہ ان لوگوں کے عقیدے کی طرح کا ہو۔
چونکہ جو محدث میدان عمل میں ہیں، خواہ وہ بخاری کے اساتذہ ہوں یا بخاری کے تلامذہ ہوں یا خود امام بخاری ہوں وہ آئمہ محدثین جنکی کتابیں متداول ہیں۔ اس امت میں تدوین حدیث کے لحاظ سے ایک بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب وہ ہمارے عقیدے پر ہیں اپنا عقیدہ ان لوگوں کے نزدیک معاذ اللہ شرکیہ عقیدہ ہے۔

استمداد اور اہلِ ھواء

کسی قبر کی تعظیم کرنا وہاں جا کر آنسو بہانا، وہاں جا کے استمداد کرنا، زیارت کیلئے جانا ان لوگوں کے نزدیک محض بدعت نہیں بلکہ شرک ہے (معاذ اللہ اور شرک بھی وہ جو ابوجہل کے شرک سے بڑا شرک ہو۔

اس پر باقاعدہ ان لوگوں نے فتویٰ لگایا کہ جو شخص بھی مزار کی نیت سے گھر سے نکلتا ہے یعنی صرف جانے سے ان کے بقول شرک ہو جائے گا، استمداد تو بڑی دور کی بات ہے۔ جو اس مقام کی تعظیم کے پیش نظر گھر سے جائے تو اسکا یہ شرک ابوجہل کے شرک سے بڑا شرک ہے۔

یہاں تک لکھ دیا کہ پہلی قوموں میں یغوث اور لات و منات تھے اس امت میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ و اس طرح کے لوگ ہیں (معاذ اللہ) ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو پہلی امتوں کے بتوں کے ساتھ ملا کر ان اولیاء کے معتقدین کو مشرکین کے ساتھ ملایا اور پھر (معاذ اللہ) انتہائی شرک کا الزام دیا۔

Marfat.com

ادارہ صراط مستقیم کا بدعقیدگی کے خلاف جہاد

اس لیے میں پورے وثوق اور ذمہ داری سے یہ موضوع پیش کر رہا ہوں اس ظلم کے جواب میں جو صرف ہم پر ہی نہیں بلکہ پوری امت پہ کیا گیا، یعنی صحابہ کے مذہب کو اگر شرک کہا جائے تو اس سے بڑا اور ظلم کیا ہوگا۔ تابعین کے مذہب کو شرک کہا جائے تو اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا۔ تبع تابعین کا جو مذہب ہے اسکو شرک کہا جائے تو اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا۔

اور پھر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ حج کے موقع پر جب کعبہ میں پوری دنیا سے فرزندان توحید پہنچے ہوئے ہوں تو وہاں بھی کچھ لوگوں کی طرف سے یہ بات سننے کو ملتی ہے کہ

''اکثر بلاد اسلامیہ اس وقت مشرک ہو چکے ہیں'' میں نے اپنے کانوں سے وہ تقریر سنی اور پھر وہ تقریر (المدینہ) اخبار میں بھی چھپی۔

لَقَدِ اسْتَحْكَمَتْ هٰذِهِ الرَّزِيَّةُ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْبِلَادِ الإِسْلَامِيَّةِ

اکثر مسلمان ممالک مشرک ہو چکے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ یہ قبروں کی زیارت کیلئے گھروں سے جاتے ہیں۔ تو یہ شرک ہے پھر اسکے بارے میں کہا کہ

مِنْ اَعْظَمِ اَنْوَاعِ الشِّرْكِ

(اخبار ''المدینہ'' ۱۳ جنوری ۲۰۰۷)

یہ شرک کی بڑی اقسام میں سے ایک بڑی قسم ہے۔

یعنی گھر سے ارادہ کر کے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کی زیارت کیلئے جانا اسکو شرک

Marfat.com

کی بڑی انواع میں سے شمار کیا۔

کیا اس سے زیادہ کسی مہمان کی بے قدری اور توہین ہو سکتی ہے؟ رب کے بندے رب کے گھر میں حج کرنے گئے ہوں اور انکو وہاں سے مشرک ہونے کی گالی دی جارہی ہو اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہو سکتا ہے۔ اکثر بلاد اسلامیہ میں پہلے نمبر پر انکے نزدیک پاکستان ہے پھر افغانستان، بنگلہ دیش اور انڈیا ہے اور پھر عرب ممالک عراق، شام، مصر وغیرہ جہاں انکی اپنی حکومت نہیں وہاں پر تمام لوگوں پر شرک کا الزام لگایا گیا۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بد نام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کے ساتھ اتنا ستم اور اتنا ظلم کرنا۔

حالانکہ انکے بارے میں ہے:

عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

حضرت ایوب حضرت ابوقلابۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْحَاجُّ وَفْدُ اللهِ (مصنف ابن ابی شیبۃ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حاجی تو اللہ تعالیٰ کا ڈیلیگیشن (delegation) یعنی وفد ہیں۔

کیا یہ گھر چھوڑ کے وہاں شرک کا فتویٰ لینے گئے تھے؟ انھیں برملا کعبے میں بیٹھ کر یہ کہا جارہا ہے کہ تم حج کرنے آئے ہو لیکن ہو تم مشرک کیونکہ اکثر بلاد اسلامیہ کے

Marfat.com

لوگ وہاں پر موجود ہیں۔ اکثر اسلامی ممالک کے لوگ مشرک ہیں تو اسی تناسب سے حاجیوں میں ان کی تعداد بھی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں بیٹھ کر فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں اور اوپر سے کہتے ہیں کہ ہم وحدت اور اتحاد کے داعی ہیں۔

اسے اس آواز کو ہر افق پر بلند کرنا لازمی ہے کہ یہ دین جو شروع سے چلا آرہا ہے۔ اسکو کسی حکومت کے ریالوں سے مٹایا نہیں جا سکتا اور اس حقیقت کی آواز کو دبایا نہیں جا سکتا۔ اس لئے شروع سے لیکر آج تک صراط مستقیم کا جو نور ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ قیامت تک باقی رہے گا۔

﴿قبر کی حیثیت اور اس کی حقیقت﴾

سب سے پہلے قبر کی حیثیت کو دیکھنا چاہیے کہ قبر ہے کیا؟ عمومی طور پر قبر کو ایک گڑھا سمجھا جاتا ہے بندے کو اس گڑھے میں ڈال دیا گیا وہاں جانے سے فائدہ کیا ہو سکتا ہے اور اس جگہ کا مقام کیا ہو سکتا ہے۔ اگر قبر کو گڑھا سمجھا جائے تو پھر جانے کی ضرورت بھی کوئی نہیں ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، اَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ

(الجامع الترمذی ابواب صفۃ القیامۃ ج ۲ ص ۷۳ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوتی ہے۔

Marfat.com

اہل ایمان اور پھر کامل مومنین کی قبر گڑھا نہیں ہوتی انکی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے اور جنت کی زیارت کو شرک کون کہے اور جنت سے فائدہ اٹھانے کو شرک کون کہے اور جنت میں جا کے محروم کون رہے۔ جب ہمارے آقا علیہ السلام نے اسکو ریاض الجنۃ کہہ دیا کہ وہ قبر ہے اور حق پرست وہاں دفن ہے۔ جسکا سینہ اللہ تعالیٰ کے نور کا مدینہ بنا رہا ایمان جس میں جلوہ گر رہا۔ اب وہ جس جگہ پر آرام کر رہا ہے اسے عام جگہ جیسا نہ سمجھا جائے۔ اگر وہ مومن ہے اور کامل مومن ہے تو یقیناً اسکی قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔

انسان کا خمیر اور قبر کی مٹی

وہ جگہ جہاں کوئی دفن ہے اس جگہ کی ویلیو اسکے مہمان کے لحاظ سے ہوتی ہے۔

اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا وَقَدْ ذُرَّ عَلَيْهِ مِنْ تُرَابِ حُفْرَتِهٖ

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری باب ما جاء فی قبر النبی وابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۶۵۳۲)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو جس وقت ماں کے رحم میں اس میں جان ڈالی جاتی ہے اس سے پہلے اسکے خمیر میں اسکی قبر کی مٹی کو شامل کیا جاتا ہے۔

جہاں اس نے فوت ہونا ہوتا ہے وہاں کوئی حاجت ہوتی ہے، اور جہاں اس نے دفن ہونا ہوتا ہے وہاں پہنچ جاتا ہے۔ تو قبر کی زمین کا تقدس سمجھنا ہے تو پھر اس شخص کا مرتبہ دیکھو جو وہاں پر دفن ہے۔

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جس جگہ پر دفن ہیں تو وہ جگہ کیوں مقدس ہے؟ کہ وہ جگہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خمیر میں داخل کی گئی تھی۔ اللہ کا ولی جہاں دفن ہے اللہ تعالیٰ کے صدیق اور اللہ تعالیٰ کے شہید اور اللہ تعالیٰ کے صالحین جس جگہ پہ دفن ہیں اس جگہ کی ویلیو کیوں بڑھ گئی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جسکو یہ تقدس ملا اس صوفی، اس سالک، اس قطب، اس غوث اور اس عظیم انسان کے خمیر میں اس مٹی کو شامل کیا گیا تھا لہٰذا یہ مٹی عام نہیں بلکہ یہ مٹی ساری زندگی رب کو سجدہ کرنے والی مٹی ہے۔

مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ

تو یہ اصل وجہ ہے قبر کی جگہ اور عام جگہ میں فرق ہے قبر میں جو لیٹا ہے اس زمین کو ایک نسبت پہلے حاصل تھی اور اس کو عظمت مل گئی ایک وہ نسبت ہے کہ اس میں پہنچنے والا پہنچ جاتا ہے تو اس وقت نسبت مل جاتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

جس وقت میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اسکا امتحان ہوتا ہے۔ امتحان میں جب وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آتی ہے۔

فَيُنَادِيْ مُنَادٍ فِي السَّمَاءِ

آسمان سے یہ آواز آتی ہے۔

وہ دوسرا جہان ہے اس جہان کی نہ ہمیں آواز آتی ہے نہ ہم اس بندے کو دیکھ سکتے جو قبر میں ہے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ یہ غیب دان نبی علیہ السلام کا

احسان ہے کہ جس نے غیب کی باتیں ہمیں بتائی ہیں۔

آسمان سے آواز آتی ہے۔

أَنْ صَدَقَ عَبْدِی فَافْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ

میرے بندے نے سچے جواب دیئے ہیں لھذا اس کے لیے فرش جنت کا بچھا دو یعنی جس نے مجھے رب کہا اور دین کو اسلام کہا اور میرے محبوب کو نبی علیہ السلام کہا اب اسکو پہلے کی طرح نہیں رہنے دینا جو چند لمحے حساب سے قبل قبر میں گذرے تھے۔ اب وہ ویسے نہیں رہے گا۔

فَافْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ

اس کے لیے فرش جنت کا بچھا دو

قبر تو اس میرے بندے کی ہو گی لیکن اس قبر میں فرش جنت کا ہو گا اس میں بستر جنت کا لگے گا۔ نیچے گدا اور تکیہ جنت کا لگے گا۔

وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ

اور اس کو لباس جنت کا پہنا دو اور اس کے لیے دروازہ جنت کا کھول دو

اور اسکا لباس بھی جنت کا ہو گا۔

وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ

(مشکوۃ المصابیح کتاب الجنائز ص ۱۴۲ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

اس کے لیے دروازہ جنت کا کھول دو

اسکی قبر میں دروازہ جنت کا کھلے گا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان برزخ کے معاملہ کا ہے۔ ہمیں دیکھ کر بھی اتنا یقین نہیں ہو سکتا جتنا سرکار علیہ السلام کے فرمانے پہ

Marfat.com

ہو گیا ہے۔ کہ واقعی ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ہی قبر ملے گی۔ دروازہ جنت کا لباس جنت کا، نیچے بچھونا جنت کا ہے۔

اسلام میں قبر کا تقدس

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے واضح کیا کہ ایک طرف شعلے ہوں اور دوسری طرف قبر ہو تو انگاروں پہ قدم رکھنا ہلکا امر ہے قبر پر قدم رکھنے کے مقابلے میں کیونکہ قبر کا ایک تقدس ہے وہ قبر دنیا میں جنت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ لفظ ارشاد فرمائے۔ جس جگہ ہوائیں جنت کی ہوں اور وہ جنت کا باغ کہلائے۔ اسکو دیکھنے میں پھر حرج کیا ہے؟ اسکی نیت سے جانے میں پھر اعتراض کیوں ہے؟ وہاں جانے والے کو محروم کہنے کی ضرورت کیا ہے۔ جب رب نے اسکو جنت بنایا اور وہاں جنت کی ہوائیں چلیں۔ قبر کے بارے میں فرمایا کہ قبر میں بستر جنت کا اور قبر میں اسکا لباس جنت کا اور قبر میں ہوائیں جنت کی۔

یہ نظام رب ذوالجلال کا ہے کہ جنت آسمانوں کے اوپر اور قبر زمین کے اندر مگر دروازہ جنت کا قبر میں کھل جاتا ہے۔ جو قبر کی شرعی حیثیت ہے۔ اگر کوئی شخص اسکا مطالعہ کرے مجھے امید ہے کہ وہ کبھی بھی قبر کو بت نہیں کہے گا۔ اور کبھی بھی قبر کی اس حیثیت کا انکار نہیں کرے گا جو قبر میں آنے والے کی وجہ سے قبر کو ملی ہے۔

لیکن قبر پہ جانے والے کو جو آداب اختیار کرنے چاہیں اور جو تقاضا ہے۔ وہ ایک مستقل سبق ہے۔ جہاں کجی ہے اس کجی اور بگاڑ کو صحیح کرنا یہ ہمارا اپنا جہاد ہے۔ لیکن ہم ایسا نہیں کرنے دیں گے۔

Marfat.com

کسی آنے والے طوفان کا ڈراوا دیکر

نا خدا نے مجھے ساحل پہ ڈبونا چاہا

قبر کی جو حیثیت ہے جو زیارتِ قبور کا مقام ہے اور جو استمداد کی حیثیت ہے۔ اس پر یقین رکھنا پڑے گا۔ اسکے بعد اگر کوئی نازیبا حرکت کرتا ہے۔ اگر کوئی اسلام کی حدود کو پھلانگنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اسکو لگام دینا ہمارا کام ہے نہ یہ کہ حقیقت کا انکار کر دیا جائے اور اُس حقیقت کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ

بخاری و مسلم میں یہ حدیث شریف موجود ہے:

حضرت سیدنا ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ جب یہ روح قبض کرنے کی بات کرنے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگے سے تھپڑ رسید کر دیا۔ حضرت ملک الموت کو جب تھپڑ مارا۔

فَفَقَأَ عَيْنَهُ

اسکی آنکھ نکال دی۔

آپ کا اتنا زبردست تھپڑ تھا۔

فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ قَالَ

حضرت عزرائیل علیہ السلام رب کے پاس گئے اور کہنے لگے۔

أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ

Marfat.com

میرے رب تو نے مجھے اس بندے کی طرف بھیجا جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔

اب پتہ چلتا ہے کہ اوروں کے پاس ملکوت الموت اور طرح جاتے ہیں اور خواص کے پاس اور طرح جاتے ہیں ورنہ کسی کی کیا مجال ہے کہ کچھ کہہ سکے اسکو جا کر دبوچ لیں اور جان نکال لیں تھپڑ کھانے کی ضرورت کیا تھی۔

باقاعدہ عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مشورہ کرنے لگے کہ مجھے رب نے بھیجا ہے آپکی جان نکالنی ہے۔ تو انہوں نے آگے سے تھپڑ مار دیا۔

اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پہ غصہ نہیں آیا، کون ہوتا ہے میرے فرشتے کی آنکھ نکالنے والا میں اسکا محاسبہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ جواب نہیں دیا۔ بلکہ فرمایا کہ آنکھ میں صحیح کر دیتا ہوں تو پھر اُن کے پاس چلا جا۔

بخاری و مسلم کے جو ظاہری لفظ ہیں ان سے پتہ چلا کہ لوگوں نے نکمی سوچوں سے یہ سوال بنا رکھے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نور ہوتے تو پھر زخمی کیوں ہوتے۔ نور کا تو خون نہیں بہتا۔ جبکہ فرشتے تو نور ہیں لیکن یہاں پر اسکی آنکھ نکل گئی۔ اس سے پتہ چلا کہ یوں زخمی ہو جانا نور ہونے کے منافی نہیں ہے، ایسا ہو سکتا ہے۔

جس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جاؤ میرے کلیم کے پاس ہم انھیں کچھ نہیں کہیں گے۔ تمہاری آنکھ ٹھیک کرتے ہیں۔

قَالَ ارْجِعْ اِلَیْهِ فَقُلْ لَهٗ

تم دوبارہ واپس چلے جاؤ اور انھیں جا کر کہو۔

اب اُن سے پہلے کی طرح بات نہ کرنا۔ بلکہ تم انھیں یہ کہو۔

Marfat.com

يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ

وہ بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھیں تو جتنے بال انکے ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے بدلے ایک سال عمر بڑھادی جائے گی۔

اس سے بہت زیادہ عمر بڑھ سکتی تھی۔ حضرت ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے گئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تمہیں انعام دے دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مارا تھپڑ تھا لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں اور کوئی بندہ ملک الموت کے سامنے اونچی آواز تو کرے۔ آپ نے جب تھپڑ مارا تو ملک الموت نے یہ نہیں کہا کہ آنکھ تو نکل گئی ہے لیکن اب میں جان نکال کے جاؤں گا۔ انھیں پتہ ہے کہ آخر رب کے کلیم ہیں۔ رب نے جو کہنا ہے وہ کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی مواخذہ نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا کہ میرے فرشتے تم اُن سے کہو بیل کی جلد پہ ہاتھ رکھیں جتنے بال انکے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال عمر بڑھادی جائے گی۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیشکش کردی۔ آپ نے فرمایا کہ جب یہ سال گذر جائیں گے۔

أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَهْ

اے میرے رب پھر کیا ہوگا۔ اتنے سال جب مزید گذر گئے تو پھر کیا ہوگا۔

قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ

فرمایا کلیم پھر موت ہے۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے۔

قَالَ فَالْآنَ

Marfat.com

پھر مجھے ان سالوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ ابھی میری جان نکالو۔

جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اجازت دے دی کہ میری جان نکال لی جائے۔ (ایسے انبیاء کرام کا اپنا سٹیٹس ہے فرشتے اجازت مانگتے ہیں پوچھتے ہیں۔ اجازت ملتی ہے تو پھر وہ روح نکالتے ہیں۔ عام لوگوں کی طرح آکر دبوچ نہیں لیتے)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا انبیاء کرام کا قرب

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا۔

فَسَأَلَ اللّٰهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ

اے میرے رب میں مرنے کو تیار ہوں میری روح نکل جائے۔ لیکن میری ایک حاجت ہے۔ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے اس جگہ پہ موت نہ آئے۔

أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ

مجھے بیت المقدس کے قریب کیا جائے۔

رَمْيَةً بِحَجَرٍ

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مِنْ فَضَائِلِ مُوسٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ج۲ص۲۶۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)

بیت المقدس کے اتنا قریب ہو جاؤں کہ درمیان میں صرف اتنا فاصلہ ہو جتنا پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جو خود نبی ہیں۔ وہ بھی قبر وہ ڈھونڈنا چاہتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات موجود ہیں۔

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ ایک عظیم تابعی

ان کا زمانہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانے کے بالکل قریب ہے۔ انہوں نے

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی پڑھا حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے بھی پڑھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت جابر، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پڑھا۔

پھر محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ وہ استاد ہیں جنکے شاگرد حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ وہ استاد ہیں جنکے شاگرد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ وہ استاد ہیں جنکے شاگرد حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے ہوں اتنے عظیم فقہا اور محدثین جنکے شاگرد ہوں وہ خود کتنا بڑا امام ہوگا۔

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ۳۱ھ کو ہوئی۔ یعنی ان کا زمانہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانہ کے قریب ہے۔ انہوں نے متعدد صحابہ کرام سے ملاقات کی اور ان سے شرف تلمذ حاصل کیا اور پھر آگے پڑھاتے رہے۔

محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ کیا تھا؟ یہ خود جڑ ہین اور اصل ہیں اس سے پھر ہزاروں اور لاکھوں شاخیں نکلیں یعنی جب امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد ہوں وہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کہ امام بخاری کے اکثر استاد حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

ان سے اوپر ایک مکمل نیٹ ورک ہے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا اور حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کا، اور پھر یہ نیٹ ورک جہاں سے چلا ہے وہ حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں پھر صحاح ستہ والے تمام محدثین انکے شاگرد ہیں۔

Marfat.com

اگر سارا حوض گدلا ہو گیا تو پھر پیچھے بچ کون سکے گا اور پھر آگے وہ پانی پی کون سکے گا۔ حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کا وہ عقیدہ جسکو آج کوئی شرک کا الزام دے اسکو اپنی سوچ کا آپریشن کرانا چاہیے۔ حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ اگر شرکیہ ہے تو پھر وہ ساری حدیثیں جو انکے ذریعے سے پہنچی ہیں غیر معتبر ہو جائیں گی۔

﴿حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا خوبصورت عقیدہ﴾

انکے بارے میں امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں لکھا کہ حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر در رسول ﷺ پہ بیٹھے رہتے تھے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

جب وہ اپنی جانوں پہ ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب وہ تمہارے پاس آجائیں۔

مجرم بلائے آئے ہیں جآءُوْكَ ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ

وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اور رسول پاک ﷺ انکے لئے سفارش کر دیں۔

لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

تو وہ اللہ کو تواب و رحیم پالیں گے۔

یہ رسول اکرم ﷺ کی ظاہری حیات کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ امت نے اسکو ہر زمانے کیلئے عام سمجھا۔ جو وہاں جا سکتا ہے وہ وہاں ضرور جائے جو نہیں جا سکتا سرکار ﷺ کیلئے تو کوئی دوری نہیں ہے۔

Marfat.com

اس لیے کہ بخاری شریف میں ہے کہ

رسول پاک ﷺ اپنا ہاتھ لمبا کریں تو جنت میں ہاتھ پہنچ جائے اور وہاں ہاتھ سے گچھا بھی پکڑ لیں تو پھر اس ہاتھ کو پاکستان آنے میں دیر کیا لگے گی۔

رسول اکرم ﷺ کے روضہ پاک کے قریب حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ بیٹھا کرتے تھے۔

وَكَانَ يَأْتِيْ مَوْضِعًا مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَمَرَّغُ فِيْهِ

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی شریف کی ایک جگہ پہ آ کے لیٹتے تھے اور لوٹ پوٹ ہو جاتے تھے۔

وَيَضْطَجِعُ

اور وہاں لیٹ جاتے تھے۔

فَقِيْلَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ

تو ان سے کہا گیا کہ اسکا سبب کیا ہے؟

فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَوْضِعِ

تو وہ کہنے لگے کہ اگر چہ میں پیدا بعد میں ہوا ہوں مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ دیکھا ہے۔

تو ان کا عقیدہ کیا تھا؟ اسماعیل بن یعقوب کہتے ہیں۔

كَانَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ يَجْلِسُ مَعَ أَصْحَابِهٖ

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے ارد گرد مجمع لگا ہوتا تھا۔

Marfat.com

فَكَانَ يُصِيبُهُ صُمَاتٌ

انھیں ایسا مرض تھا یا کوئی وجہ کی کیفیت تھی کہ زباں چپ کر جاتی تھی۔

خاموشی چھا جاتی تھی۔ ان کیلئے بولنا مشکل ہو جاتا تھا۔

فَكَانَ يَقُوْمُ كَمَا هُوَ

تو حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنا رخسار رسول اللہ ﷺ کی قبر پر رکھ دیتے تھے۔

وہ کتنا اچھا زمانہ تھا۔ وہاں کوئی ایسا دھتورا نہیں کھڑا تھا جو محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کو مارتا کہ سجدہ کر رہے ہو۔ اس وقت قبر مبارک ابھی ننگی تھی۔ رسول اکرم ﷺ کے آرام کی وہ جگہ جو عرش سے بھی افضل ہے اس مقام پر بیٹھے ہوئے جب یہ حالت پیش آتی تو پھر وہ اٹھتے اور اپنا رخسار نبی اکرم ﷺ کی قبر انور پہ رکھ دیتے اور پھر یہ ایک بار نہیں ہوا بلکہ بار بار ایسا ہوا۔ اس لیے کہ اس میں کان ماضی استمراری ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ بار بار ایسا عمل کرتے تھے۔

يَضَعُ خَدَّهُ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ اپنا رخسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پہ رکھتے

ثُمَّ يَرْجِعُ

پھر واپس لوٹ آتے۔

اب تو وہاں پر روضہ رسول ﷺ کے پاس اگر کوئی ہاتھ باندھے تو اس کیلئے قید خانہ ہے ہاتھ کھلائے جا رہے ہیں جو نہیں کھولے گا اسکو اٹھا کے لے جائیں گے۔

Marfat.com

ہاتھ باندھنے کی کیا صورت ہے اور قبر پہ رخسار رکھنے کی کیا صورت ہے۔ یعنی جو سجدے کے قریب ہے خدشہ تھا دیکھنے والا اسے سجدہ نہ سمجھ لے جبکہ آج ہاتھ باندھنے سے ہاتھ کھلائے جاتے ہیں۔

وہی دھتورے جو اپنے بادشاہوں کے قدم چومتے ہیں۔ اپنے اوپر مسلط حکمرانوں کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ ہزار بار تم ان کا ٹی وی پر مشاہدہ کر سکتے ہو انھیں بتوں کی طرح چومتے نظر آتے ہیں۔

لیکن ادھر رسول اللہ ﷺ کے روضہ کے پاس جس نے ہاتھ باندھے ہوں تو وہ شرک شرک کی آواز لگاتے ہیں اور ہاتھ کھلاتے ہیں کہ ہاتھ باندھنے سے بھی شرک ہو جائے گا۔ ادھر ہاتھ نہ باندھو۔

قبر انور سے استعانت

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ جھک کر جب رخسار قبر رسول ﷺ پہ رکھتے تھے۔ تو کسی نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ اب سنو استادوں کے استاذ کا عقیدہ اور سنو ولیوں کے سرتاج کا عقیدہ اور سنو ایک بہت بڑے تابعی کا عقیدہ۔

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کے یہ لفظ ہیں۔

فَقَالَ اِنْ يُصِيبُنِىْ خَطَرٌ فَإِذَا وَجَدْتُ ذٰلِكَ

اگر مجھے خطرہ ہو جب میں یہ محسوس کروں تو

اِسْتَعَنْتُ بِقَبْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم

میں رسول اکرم ﷺ کی قبر سے مدد چاہتا ہوں

Marfat.com

وہی لفظ استعمال کیے جو سورۃ فاتحہ میں موجود ہیں (اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ)

آپ نے فرمایا کہ

اِسْتَعَنْتُ بِقَبْرِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم

میں نے رخسار عبادت کرنے کیلئے نہیں رکھا۔ میں نے رخسار رسول اکرم ﷺ کی قبر مبارک سے مدد چاہنے کیلئے رکھا ہے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ امام ہیں ان کو احتیاط کا پتہ ہے۔

اور پھر یہ رسول پاک ﷺ کے روضہ پاک کی خصوصیت ہے۔

عام قبروں پر جاتے وقت کسی زائر کیلئے یوں جھکنا جائز نہیں ہے۔ اسلیے کہ عوام کو پتہ نہیں کہ حالت سجدہ کس طرح بن جاتی ہے۔ پھر اتہام کا خطرہ ہے۔

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کو ان ساری چیزوں کا پتہ ہے اور رسول پاک ﷺ کی قبر مبارک چونکہ تنگی ہے۔ سرکار علیہ السلام کی قبر کی مٹی کے ساتھ چہرہ لگانے کا موقع میسر ہے اور وہاں لگایا ہے اور لوگوں کو بتایا ہے کہ

اِسْتَعَنْتُ بِقَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

(سیر اعلام النبلاء ج ٦ ص ١٥٩)

میں نے نبی علیہ السلام کی قبر سے مدد چاہی ہے۔

کیا انھیں یاد نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (سورۃ الفاتحہ آیت ۴)

ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں

کیا محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ فاتحہ کے بغیر نماز پڑھتے تھے ؟ کیا محمد بن منکدر

Marfat.com

رحمہ اللہ تعالی کو یہ آیت نہیں آتی تھی ؟ انھیں یہ سورۃ آتی تھی اور یقیناً آتی تھی لیکن پھر بھی وہ مشکل آنے پہ رسول اللہ ﷺ کی قبر سے استعانت کرتے تھے اور پھر ایسے شخص کو جب امام مالک رحمہ اللہ تعالی اپنا استاد بنا رہے ہیں تو انھیں یہ خیال نہ آیا کہ میں کہیں معاذ اللہ مشرک سے تو نہیں پڑھ رہا۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کو خیال نہ آیا وہ آپکے سینکڑوں شاگرد جنکے آگے پھر ہزاروں شاگرد ہیں۔ انہوں نے اس امام سے پڑھا اور اس امام کا عقیدہ اتنا واضح عقیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہمیں اپنے عقیدے کی تاریخ بیان کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ یہ رستہ سید ھا مدینہ شریف جانے والا ہے۔

آئمہ محدثین کا عمل بعد والوں کے لئے حجت

رسول اکرم ﷺ کی امت میں سے محدثین کے عمل کا دوسرے لوگ تقاضا کر رہے تھے۔ اسواسطے محدثین کا عمل تمہارے سامنے پیش کرنے لگا ہوں اور پھر وہ محدثین جن کی سندوں پر پوری حدیثوں کا مدار ہے۔ یہ نہیں کہ دسویں صدی کا کوئی محدث، نویں صدی یا چھٹی صدی کا کوئی محدث،

سب سے پہلے ان استادوں کا عقیدہ بیان کرنے لگا ہوں جہاں سارے شاگرد جا کر اکٹھے ہوتے ہیں اور جنکے شاگرد ہر ہر مسند پر پہنچے اور جنکی روایت کردہ حدیثیں بخاری میں ہیں انکی روایتیں اُن کا احترام کرتے ہوئے قبول کی جاتی ہیں۔ چونکہ فلاں نے یہ حدیث روایت کی ہے لہٰذا یہ حدیث سچی ہے۔ یعنی علم حدیث کی جو بنیاد ہے اور جہاں جا کر سارے کنکشن جڑتے ہیں ہم ان لوگوں کا عقیدہ بیان کریں گے۔

Marfat.com

تو جنہیں ان کا عقیدہ پسند ہے وہی انکی روایت کردہ حدیث مان سکتا ہے ورنہ بدعتی کی حدیث معتبر نہیں ہوتی۔ اور جو شخص مشرک ہو اگر وہ حدیث پڑھائے تو اسکے بارے میں سارے اصول حدیث میں لکھا ہے کہ اسکی حدیث معتبر نہیں اسکو مانا نہیں جاسکتا، اسکو پڑھا نہیں جاسکتا اور اس کو پڑھایا بھی نہیں جاسکتا۔

لہذا راوی کیلئے پہلی شرط یہ ہے کہ اسکا عقیدہ درست ہو۔

جن راویوں کے عقیدے بدعتیوں والے ہوں انکی حدیث غیر معتبر ہوتی ہے۔

اگر آج حدیث کو معتبر مانا گیا اور یقیناً معتبر ہے تو پھر اس عقیدے پر جو عقیدہ اللہ تعالیٰ نے ان محدثین کو خود عطا فرمایا ہے۔

حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

یہ وہ امام ہیں جنہوں نے علم حدیث کی بہت زیادہ خدمت کی ساری زندگی حدیث پڑھتے پڑھاتے گذر گئی۔ بخاری و مسلم کے بعد جو حدیث پڑھانے والے لوگ ہیں ان میں ان کا بڑا منفرد مقام ہے۔

۴۸۸ھ ان کا وصال ہے۔ انہوں نے بخاری و مسلم کو جمع کر کے "جمع بین الصحیحین" ترتیب دیا۔ اسکے علاوہ بہت زیادہ انکی علمی خدمات ہیں۔

جب ان کا وصال ہو گیا تو انھیں بغداد شریف کے مقبرہ باب ابرز میں دفن کیا گیا مگر حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت کے حکمران مظفر ابن رئیس کو وصیت کی تھی کہ جب میرا وصال ہوا تو تم نے میری قبر حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر کے پاس بنانی ہے۔ حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے ولی ہیں۔ بغداد

Marfat.com

شریف میں دریائے دجلہ کے قریب باب الاعظمیہ میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے پڑوس میں ان کا مزار ہے۔

امام حمیدی رحمہ اللہ تعالی نے وصیت کی کہ مجھے تم نے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کے قرب میں دفن کرنا ہے زندہ ہوتے ہوئے اگر کسی قبر والے کے پاس جانے سے کوئی فائدہ نہ ملتا ہو۔تو پھر مر کے وہاں جانے کی ضرورت کیا تھی۔

حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالی شیخ المحدثین

حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالی کا امام ذہبی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں تذکرہ کرتے ہوئے شیخ المحدثین کا لفظ بولا۔یعنی محدثین کے پیر اور محدثین کے استاذ اور پھر انھیں امام القدوہ کہا کہ جنکی اقتداء کی جاتی ہے۔

اور ابن حزم انکے شاگرد ہیں۔اندلس کی سرزمین میں علم وحکمت کا ستارہ ہیں وصال سے قبل انہوں نے وصیت کی اور انھوں نے اپنا نظریہ ظاہر کردیا جس پر وہ پہلے موجود تھے کہ مجھے کسی عام جگہ پر دفن نہ کرنا بلکہ مجھے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی جو ولیوں کے ولی ہیں اور صوفیوں کے صوفی ہیں جنکی ولایت کے ہر طرف چرچے رہے اسکے پڑوس میں دفن کرنا ہے۔

ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالی کے ولی کا پڑوس مل جائے گا تو بعد از وصال بھی قبر ٹھنڈی رہے گی۔اس سلسلہ میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ یہ حدیث کا حصہ ہے۔

صالحین کے قرب کا فائدہ

ان حدیث بخاری و مسلم سے پتہ چلتا ہے کہ قبر کیلئے یہ وصیت کرنا کہ فلاں ولی

Marfat.com

کے پاس ہو اسکا پیچھے اصل موجود ہے اور اسکا سبب موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی واضح کر رہے تھے۔ کہ بیت المقدس میں جو انبیاء کرام کے مزارات ہیں۔ انکی وجہ سے جو بیت المقدس کو تقدس حاصل ہے۔ یہ چاہتے تھے کہ میرا ڈیرہ بھی وہاں لگے جہاں رحمتوں نے پہلے ہی ڈیرہ لگا رکھا ہے۔

﴿ بُرے پڑوس کے نقصانات ﴾

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

اُدْفُنُوْا مَوْتَاكُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِيْنَ (التذکرہ) قرطبی

اپنے فوت شدگان کو نیکوں کے درمیان دفن کیا کرو۔

اسکا سبب کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

فَاِنَّ الْمَيِّتَ يَتَاَذّٰى بِجَارِ السُّوْءِ كَمَا يَتَاَذّٰى الْحَيُّ بِجَارِ السُّوْءِ

بے شک بُرے پڑوس کی وجہ سے میت کو تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو برے پڑوس کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔

جہاں روزانہ مردے کی تفتیش ہوتی ہو۔ عذاب اتر رہا ہو، جسکی دیواریں ساتھ ہوں اسکو بھی تکلیف ہوگی۔ جہاں قبر جنت کا باغ بنی ہوئی ہو تو جسکی قبر اسکے ساتھ ہو اسے بھی خوشبو آسکتی ہے۔ لہٰذا اپنے مردے کو بُرے پڑوس سے بچاؤ۔

لوگ تو کہتے ہیں کہ تیرے ساتھ کسی کی قبر بھی نہیں ہونی چاہیے۔ اسکا پیچھے ایک سبب ہے۔ کہ بُرے پڑوس سے نقصان ہوتا ہے اور اچھے پڑوس سے فائدہ ہوتا ہے۔ جنکی قبریں فوت شدگان کو بھی فائدہ پہنچائیں۔ انکی قبروں کا زندوں کیلئے کتنا فائدہ ہوگا۔

Marfat.com

یہ کسی جاہل کی بات نہیں کسی متوہم کی بات نہیں۔ بلکہ میں شیخ المحدثین کی بات پیش کر رہا ہوں۔ جنکے سینے سے ہزاروں تک حدیث پہنچی اور وہ حدیث کے امام ہیں۔

حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالی وصیت کر کے گئے کہ مجھے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کے پاس دفن کرنا میں دنیا سے چلا جاؤں گا لیکن پھر بھی مجھے ان کا فیض ضرور ملے گا۔

جب امام حمیدی رحمہ اللہ تعالی فوت ہو گئے ورثاء نے کوئی دھیان نہ کیا۔ انکو باب ابرز میں دفن کر دیا گیا۔ پھر انھیں وہاں دو سال گذر گئے۔ اسکے بعد اس حکمران کو خواب میں ملے۔

ان کا عقیدہ دیکھو جو ۴۸۸ھ کے اندلس کے علم کا ستارہ جو بغداد شریف میں آ کر استاد قرار پایا۔ وہ امام حمیدی رحمہ اللہ تعالی وصیت کر گئے تھے کہ حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کے پاس دفن کیا جائے لیکن جب وصیت پہ عمل نہ ہوا تو دو سال صبر کر لیا۔ پھر اسی کے خواب میں آئے جسکو وصیت کی تھی اسے کہا کہ تم نے میری وصیت پوری نہیں کی۔

فَرَاٰهُ بَعْدَ مَرَّةٍ فِي النَّوْمِ يُعَاتِبُهُ

جب بادشاہ مظفر کے خواب میں آئے تو غصے میں تھے ان پر عتاب کیا کہ تجھے میں بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کے پاس دفن کرنے کا کہا تھا لیکن تم نے مجھے ان سے کہیں دور دفن کیا مجھے یہاں سے نکالو اور بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں دفن کرو۔

امام حمیدی رحمہ اللہ تعالی کا بدن دو سال بعد بھی خوشبودار

ثُمَّ اِنَّهُمْ نَقَلُوْهُ بَعْدَ سَنَتَيْنِ اِلٰى مَقْبَرَةِ بَابِ حَرْبٍ

Marfat.com

باب ابرز کے قبرستان سے نکال کر باب حرب کے قبرستان میں لے گئے۔

فَدُفِنَ عِنْدَ بِشْرِ الْحَافِیْ رحمه الله تعالی

(سیر اعلام للنبلاء ج ا ص ۱۸۵)

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کے پاس دو سال بعد انکو دفن کیا گیا انہوں نے یہ اپنے زور بازو سے کروایا۔ حافظ ابن عساکر کہتے ہیں کہ ۴۹۱ھ کو جس وقت ان کا بدن نکالا گیا تو عینی گواہ کہتے ہیں۔

وَكَانَ كَفْنُهٗ جَدِيْدًا وَبَدَنُهٗ طَرِيًّا يَفُوْحُ مِنْهُ رَائِحَةُ الطِّيْبِ

(سیر اعلام للنبلاء ج٦ ص ١٥٥)

کفن نیا تھا بدن تازہ اور اس سے خوشبو آ رہی تھی۔

اس سے پتہ چلا کہ ایسے عقیدے والوں کی ایسی ہی شان ہوتی ہے۔ یہ نیت تھی کہ بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کے قدموں میں برکت ملے گی اور مشکل حل ہو جائے گی اور پھر خود بھی کوئی معمولی درجے کا انسان نہیں جنکے بدن نے یہ بتایا کہ بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کے قدموں سے دور رہ کر بھی اتنی ویلیو تو ہے کہ کفن نیا ہے، بدن تازہ ہے اور انکے بدن سے خوشبو آ رہی ہے۔ یہ اس عقیدے کی صداقت ہے کہ برصغیر اور ہند میں گھڑا نہیں گیا بلکہ یہ عقیدہ پوری امت کا ہر دور میں رہا ہے۔ کہ اللہ تعالی کے ولی جس جگہ پہ دفن ہوتے ہیں وہاں پہنچنے کیلئے مر کے بھی ترستے رہتے ہیں۔

Marfat.com

امام ابوبکر بن خذیمہ رحمہ اللہ تعالی کا عقیدہ

(امام علی رضا کے مزار پر حاضری)

حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں۔

قَالَ الْحَاكِمُ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عِيْسٰى يَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ اِمَامِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ خُزَيْمَةَ وَعَدِيْلِهٖ اَبِىْ عَلِىْ الثَّقَفِىْ مَعَ جَمَاعَةٍ مِّنْ مَشَائِخِنَا

(تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۸۶)

حضرت حاکم نے کہا کہ میں نے محمد بن موئل سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم اہل حدیث (محدثین) کے امام حضرت ابوبکر بن خزیمہ اوران کے ہم پلہ ابوعلی ثقفی کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہمارے مشائخ کی ایک بہت بڑی جماعت بھی ساتھ تھی۔

رسول اکرم ﷺ کا درتو آپ ﷺ کا در ہے سرکار علیہ السلام کی نسلِ پاک کا ایک شہزادہ جو ایران کی سرزمین طوس میں لیٹا ہوا ہے۔ اُس شہزادے کی قبر پر محدثین کے امام باجماعت حاضری دینے گئے۔

وہ شہزادے کون ہیں؟ وہ حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ ہیں وہ بیٹے ہیں حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹے ہیں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹے ہیں امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بیٹے ہیں امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹے ہیں حضرت امام حسین

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور یہ ابن رسول علیہ السلام ہیں یہ ان کا سلسلہ نسب ہے۔

علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ یہ اہلبیت کے عظیم فرزند ہیں جنکا مزار اقدس طوس میں ہے۔ انکے مزار یہ حاضری دینے کیلئے کون گئے۔ تہذیب التہذیب اسماء الرجال کی کتاب ہے۔ جو وفد آپ کے مزار پہ حاضری کیلئے گیا اُس وفد میں کون کون تھے ان کا نام سنیں گے تو سینہ ٹھنڈا ہو جائیگا۔

محدثین کے لئے بہت بڑا مرکز علم

اس وفد میں سے محمد بن مومل اسکو روایت کرتے ہیں۔ یہ نیشاپور کے تھے۔

۳۸۹ھ انکا یوم وصال ہے۔ ان کا علم حدیث میں اتنا بڑا کردار ہے۔

بَنٰی دَارًا لِّلْمُحَدِّثِیْن

انہوں نے باقاعدہ بہت بڑا مرکز بنایا جہاں محدثین کو بلا کے رکھا اور اپنی طرف سے انکے وظیفے بھی مقرر کیے کہ حدیث پڑھو اور پھر حدیث شریف پڑھاتے رہو۔

جبکہ خود ایک بہت بڑے محدث تھے۔

محمد بن مومل کہتے ہیں۔

خَرَجْنَا مَعَ اِمَامِ اَھْلِ الْحَدِیْثِ

ہم اہل حدیث کے امام کے ساتھ نکلے۔

Marfat.com

اہل حدیث سے مراد کون؟

اس اہل حدیث سے مراد ریڑھی لگانے والا نہیں ہے۔ بلکہ ماہرینِ حدیث مراد ہیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہم سارے ماہرین حدیث ہیں ایک ہمارا بھی امام ہے۔ اہل حدیث کے امام سے مراد یہ ہے کہ حدیث کے استاد اپنے امام کی اقتداء میں نکلے۔ وہ امام کون تھے؟ وہ حضرت امام ابوبکر بن خزیمہ تھے۔ ہم انکے ساتھ نکلے۔

امام ابوبکر بن خزیمہ رحمہ اللہ تعالی کا تعارف

حضرت امام ابوبکر بن خذیمہ رحمہ اللہ تعالی کا تعارف بھی ہو جائے تا کہ تمہیں پتہ چلے کہ قبروں کی حاضری دینے والے کون لوگ تھے؟ اگر قبر کی پرستش کا طعنہ دینا ہے تو امام اہل حدیث حضرت ابن خزیمہ رحمہ اللہ تعالی کو بھی ملے گا۔ ان کا نام محمد بن اسحاق رحمہ اللہ تعالیہے انہوں نے ۱۴۰ کتابیں حدیث کی لکھیں اور پھر انکو حافظ الحدیث بھی کہا جاتا ہے۔ اور انکو حدیث میں حجت بھی کہا جاتا ہے۔ ان کو امام الائمہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سارے اوصاف اس وقت کے لوگوں نے اپنی کتابوں میں لکھے۔

یہ وہ استاد ہیں کہ ڈائریکٹ امام بخاری رحمہ اللہ تعالی انکے شاگرد ہیں یعنی امام بخاری رحمہ اللہ تعالی کے استاذ کا عقیدہ کیا تھا۔ ہم صرف محدثین کا عقیدہ بیان کر رہے ہیں۔ صوفیوں کا جو عقیدہ ہے انھیں نہیں چھیڑا۔ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ صوفی ہیں ہمیں کوئی شیخ الحدیث دو، محدث دو۔

اس لیے ہم چن چن کے محدثین کے عقیدے بیان کر رہے ہیں، تا کہ واضح ہو جائے کہ محدثین بھی صوفی ہیں۔

Marfat.com

ابن خزیمہ ۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے اور پھر ۳۱۱ھ میں ان کا وصال ہوا۔

﴿نیشاپور کے لوگوں کا عقیدہ﴾

قال ابو عثمان اِنَّ اللّٰہَ لَیَدْفَعُ الْبَلَاءَ عَنْ اَھْلِ ھٰذِہِ الْمَدِیْنَۃِ لِمَکَانِ اَبِیْ بَکْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ اِسحَاقَ (سیر اعلام النبلاء ج۱۱ص ۳۵۸)

ابو عثمان کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہر کی ساری مصیبتیں جس نام کی وجہ سے ٹالی ہیں وہ حضرت ابن خزیمہ کا نام ہے۔

یعنی اتنے پائے کا ولی ہے۔ اہل حدیث انکے شعبے کا نام ہے لیکن عقیدہ سنی۔ اور پھر شعبہ حدیث پڑھانا ہے۔ ورنہ جو آج یہ لفظ اہل حدیث استعمال کرتے ہیں انکے ہاں یہ عقیدہ نہیں پایا جا سکتا۔ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی بھی (معاذ اللہ) کچھ نہیں دے سکتے ابن خزیمہ کیا دے سکے گا۔

﴿حضرت ابو بکر بن خذیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے وجود سے مشکل کشائی﴾

جبکہ یہاں لوگ یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ لَیَدْفَعُ الْبَلَاءَ عَنْ اَھْلِ ھٰذِہِ الْمَدِیْنَۃِ لِمَکَانِ اَبِیْ بَکْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ اِسحَاقَ۔ (سیر اعلام للنبلاء ج۱۱ص ۳۵۸)

بے شک اللہ تعالیٰ اس شہر والوں سے حضرت ابو بکر محمد بن اسحاق کے مقام اور مرتبے کی وجہ بلاؤں کو ٹال دیتا ہے۔

یعنی حضرت محمد بن اسحاق کے چہرے اور انکے منہ کی قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہر کو مصیبتوں سے بچا رکھا ہے۔

Marfat.com

یہ حضرت ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنکی قیادت میں دوسرے محدثین چلے ہیں کس کی طرف؟ کعبے کی طرف نہیں، مسجد اقصیٰ کی طرف بھی نہیں وہ چلے کدھر ہیں؟ وہ چلے ہیں رسول اکرم ﷺ کے گلشن کے پھول کی قبر کی زیارت کیلئے۔

ان کو وہ حدیث یاد نہ تھی۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ

(صحیح البخاری کتاب التہجد باب فَضْلِ الصَّلَاةِ فِی مَسْجِدِ مَکَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ ج ا ص ۱۵۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

کجاوے نہ باندھنا سوائے تین مساجد کے۔

ادھر امام اہل حدیث ہو اور انھیں یہ حدیث نہ آتی ہو۔

جو آج کے گمراہ لوگ مزارات پہ جانے کے خلاف پیش کرتے ہیں کہ صرف تین جگہ جا سکتے ہو باقی کہیں کا سفر حرام ہے۔ ان سارے محدثین کو یہ حدیث یاد تھی۔ مگر انھیں اس کے مفہوم کا پتہ تھا وہ اسکے مفہوم پہ واردات کرنے والے نہیں تھے۔

حضرت ابو علی ثقفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعارف

محمد بن مومل کہتے ہیں۔

وَعَدِيْلِهٖ اَبِیْ عَلِیٍّ الثَّقَفِیْ

حضرت ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۲۴۴ھ کی ہے۔ وفات ۳۲۸ھ کی ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔

مَعَ جَمَاعَةٍ مِنْ مَشَائِخِنَا

Marfat.com

اور پھر ہمارے ساتھ ایک مشائخ کی پوری جماعت تھی۔ جاہلوں کی جماعت نہیں تھی اور پھر آج کے عرف کے بعض مشائخ نہیں جن پر مشائخ کی تعریف بچی نہیں آتی بلکہ مشائخ سے مراد وہ ہیں کہ جن کے علمی قد کی پیمائش بہت مشکل تھی۔ وہ سارے فقہ حدیث، تصوف کے سمندر تھے وہ تمام امام اہل حدیث حضرت ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں چلے ہیں۔ ایک اللہ کے ولی کے در کی زیارت کیلئے۔

میں پوچھتا ہوں کعبے کی فضاء میں بیٹھ کرامت پر شرک کا فتویٰ لگانے والے خطیب سے اگر یہ گالی آج کے بلاد اسلامیہ کی اکثریت کو دو گے تو اس پوری امت کا کیا بنے گا۔ جو بالجماعت ایک قبر کی زیارت کیلئے جا رہے ہیں۔

انکے نزدیک نیت زیارت سے جانا شرک ہے اور وہ بھی ابو جہل کے شرک سے بڑا شرک ہے اور جہاں جائیں اسکو یغوث کہیں اور بت کہیں۔ یہ ان کا گھڑا ہوا عقیدہ ہے دوسری طرف پوری امت کے محدثین ہیں۔

مبارک ہو اہل حق تمہیں اس لئے کہ ہمیں اپنا نسب بدلنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اگر انہوں نے حدیث لینی ہے تو کوئی نئے لوگ تلاش کریں پہلے ستون سارے ہمارے عقیدے پر ہیں۔ ان تمام محدثین کا عقیدہ وہی تھا جس عقیدے کو بعد میں امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بریلی شریف میں پڑھایا ہے۔

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پہ محدثین کی حاضری

محمد بن مومل کہتے ہیں۔

وَهُمْ إِذْ ذَاكَ مُتَوَافِرُوْنَ

Marfat.com

اس وقت قافلے میں بہت زیادہ مشائخ شریک تھے۔

یہ انحطاط تو اب بعد میں آ گیا ہے۔ لیکن اس وقت مشائخ کی کثیر تعداد تھی اور ہم سب چل پڑے۔ کدھر؟

إِلٰى زِيَارَةِ قَبْرِ عَلِيِّ بْنِ مُوْسٰى الرِّضَا بِطُوْسَ

یہ سفر حرم کا نہیں تھا بلکہ یہ سفر طوس کا تھا۔

حضرت امام علی رضا بن موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت کیلئے طوس گئے۔ تمام محدثین حضرت ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں حضرت امام علی رضا بن موسیٰ کاظم رحمہما اللہ تعالیٰ کی قبر کی زیارت کیلئے وہاں گئے کیا وہ سارے بھول گئے تھے کسی ایک کو بھی یہ مسئلہ یاد نہ رہا۔ نہیں نہیں وہ بھول نہیں گئے تھے بلکہ وہ اصول پر جا رہے تھے۔ یہ انکی بھول نہیں بلکہ اصول تھا۔

قبر کے لئے تواضع، تضرع اور اس کی تعظیم

جس وقت تمام مشائخ ابن خزیمہ کی قیادت میں وہاں پہنچے تو محمد بن مومل کہتے ہیں۔

فَرَأَيْتُ مِنْ تَعْظِيْمِهٖ يَعْنِيْ ابْنَ خُزَيْمَةَ لِتِلْكَ الْبُقْعَةِ وَتَوَاضُعِهٖ لَهَا وَتَضَرُّعِهٖ عِنْدَهَا مَا تَحَيَّرْنَا

(تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۸۸)

میں نے ابن خزیمہ کو دیکھا کہ انہوں نے قبر کی تعظیم کیا اور اس کے لئے تواضع کی اور قبر کے پاس تضرع کیا تو اس نے ہمیں حیرت میں گم کر دیا۔

حضرت امام علی رضا اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر ابن خزیمہ کے جو تین کام میں نے دیکھے تو میں حیرت میں گم ہو گیا۔

Marfat.com

پہلا کام کیا تھا۔

مِنْ تَعْظِيمِه

انہوں نے قبر کی تعظیم کی۔

تعظیم سے مراد یہ نہیں کہ انہوں نے سجدہ کیا۔

تعظیم سے مراد یہ ہے کہ ادب سے کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی۔

روضہ رسول ﷺ پہ غلامان مصطفیٰ ﷺ سے ناروا سلوک

یہاں پر تعظیم کا لفظ ہے۔ وہ جو درِ رسول ﷺ پہ ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے ہیں ان سے لڑتے جھگڑتے ہیں کہ یہ تعظیم کا انداز ہے لہٰذا ہاتھ کھول دو۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہاں اکڑنے کا مقام ہے (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کی دہلیز پہ ہاتھ اس لیے کھلوائیں کہ شرک ہو جائے یعنی ہاتھ کھولو ورنہ شرک ہو جائے گا۔

حضرت امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ کی نسلِ پاک کے ایک بیٹے کے مزار پر تعظیم کر کے بتا رہے تھے کہ ان قبروں کی تعظیم سے شرک نہیں ہوتا بلکہ تعظیم سے شرک کی جڑیں کٹ جاتی ہیں۔

وَتَوَاضُعِهِ لَهَا وَتَضَرُّعِهِ عِنْدَهَا

دوسرے نمبر پہ ہے تواضع اور تیسرے نمبر پر تضرع ہے

محمد بن مومل رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ اُس قبر پر اتنے عاجز بنے ہوئے تھے۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور بڑی عاجزی سے وہاں پر حاضری دے رہے تھے۔ جس تضرع کو آج عبادت کہا گیا۔ جس تضرع

Marfat.com

اور انکسار کو آج ریاضت کہا گیا اور جس تعظیم کو آج عبادت کا نام دیکر شرک کا فتویٰ لگایا گیا۔ وہ تینوں لفظ سارے محدثین کے امام کی سیرت میں موجود ہیں کہ انہوں نے امام علی رضا رحمہ اللہ تعالی کی قبر پر تعظیم بھی کی ہے اور تضرع بھی کیا اور تواضع بھی کی ہے۔ اس قبر کا سجدہ نہیں کیا طواف نہیں کیا۔ تواضع کی ہے تعظیم کی ہے۔ تضرع کیا ہے، مگر قبر کی پوجا نہیں کی۔

آپ دیکھتے ہیں کہ سالہا سال کے بعد جب بخت یاوری کرتا ہے تو ایک بندہ مدینہ شریف کا مہمان بنتا ہے۔ جب وہ چلتا ہے تو آنکھوں میں آنسو ہیں اور جب جہاز سے اترتا ہے کیفیت بدل جاتی ہے۔ رستے میں بھی درود و سلام آنکھوں میں رم جھم ہے۔ مگر ان ظالموں کا فتویٰ ہے کہ مدینہ شریف جاتے وقت آنسو بھی نہ بہاؤ۔ اتنی پابندیاں لگانا چاہتے ہیں کہ یہ عاجزی بن جائیگی اللہ کے سوا کسی کیلئے عاجزی نہیں ہونی چاہیے۔ مدینہ شریف جاتے وقت ہاتھ باندھ کر نہ چلو۔ یہ ساری پابندیاں انہوں نے اپنے پیٹ سے بنائی ہیں۔

جبکہ امت کا یہ عقیدہ ہے تمام محدثین کی جو جماعت حضرت علی رضا بن موسیٰ کاظم رحمہ اللہ تعالی کی قبر پر پہنچی تو جب انہیں دیکھا گیا تو وہاں تعظیم بھی ہے، تواضع بھی ہے، تضرع بھی ہے لیکن شرک پھر بھی نہیں ہے۔ تو یہ محدثین جڑ کی حیثیت رکھتے ہیں تو جسکی جڑ کا عقیدہ یہ ہے اسکے پھلوں کا آج بھی عقیدہ یہ ہے۔

یہ کسی کی بھول ہے کہ وہ ہمارے تسلسل کو خراب کرنے کی کوشش میں کامیاب ہو جائیگا۔ ہم جانتے ہیں کہ ریالوں کے پیسے کافی ملتے ہیں اور ان سے کافی چھوٹے چھوٹے پلندے تیار کر لیے جاتے ہیں۔ مگر حقیقت اصل میں حقیقت ہے اسکو کبھی بھی دبایا نہیں جا سکے گا۔

Marfat.com

اُن محدثین سے لیکر یہاں تک یہ نور کا سلسلہ موجود ہے

عظیم محدث ابن حبان کا عقیدہ

اب میں تمہارے سامنے ابن حبان کا عقیدہ پیش کرتا ہوں انکی وفات ۳۵۴ھ کو ہوئی۔ انہوں نے اپنی کتاب ''کتاب الثقات'' میں اسکو واضح کیا یہ وہ محدث ہیں کہ انکے کہنے پہ راویوں کی ثقاہت کو تسلیم کیا جاتا ہے اس میں انہوں نے ثقہ راویوں کو بیان کیا۔

جس بندے کے کہنے پر گواہی معتبر ہوگی وہ کہہ دے تو راوی سچا ہے۔ وہ کہہ دے تو راوی جھوٹا ہے۔ وہ انسان کتنا بڑا معیار ہوگا۔ آؤ اُس ابن حبان سے پوچھتے ہیں تمہیں قبر پر جانے سے کیا ملتا ہے۔

ابن حبان نے اپنی کتاب (کتاب الثقات) میں حضرت علی رضا رحمہ اللہ تعالی کے حالات لکھے جو کہ ایک بہت بڑے محدث تھے ان کا تذکرہ جب انہوں نے اپنی کتاب میں کیا تو اپنا ایک تجربہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت امام علی رضا رحمہ اللہ تعالی کے مزار پر حاضری اور مشکلات کا حل

ابن حبان کہنے لگے:

مَا حَلَّتْ بِیْ شِدَّۃٌ فِیْ وَقْتِ مَقَامِیْ بِطُوْسَ وَزُرْتُ قَبْرَ عَلِیِّ رَضَا بْنِ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلٰی جَدِّہٖ وَعَلَیْہِ وَدَعَوْتُ اللّٰہَ اِزَالَتَھَا عَنِّیْ اِلَّا اُسْتُجِبَ لِیْ وَزَالَتْ عَنِّیْ تِلْکَ الشِّدَّۃُ

(کتاب الثقات)

Marfat.com

طوس میں رہتے ہوئے مجھے جب بھی مشکل پیش آئی تو میں نے حضرت علی رضا بن موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت کی (اللہ تعالیٰ آپ کے جد امجد پر اور آپ پر رحمتیں نازل فرمائے) وہاں جا کر میں نے رب سے اس کے ازالے کی دعا کی تو میری دعا قبول ہوئی اور مجھ سے وہ مشکل دور ہو گئی۔

یعنی جب میں طوس میں رہا کرتا تھا۔ تو کوئی ایسی مشکل نہیں جو مجھ پہ آئی ہو اور میں علی رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر کے پاس پہنچا ہوں اور وہ مشکل حل نہ ہوئی ہو۔

تو یہ ایک محدث کا عقیدہ ہے۔ کتاب الثقات کا نام لیکر راویوں کو تولنے والو! اس بندے کا عقیدہ بھی تو دیکھو اسکا اپنا عقیدہ کیا ہے۔ بدعتی غیر معتبر ہوتا ہے۔ مشرک غیر معتبر ہوتا ہے۔ اسکو امام نہیں کہا جاتا یہ امام ابن حبان اپنی کتاب میں علی رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے اپنا پرسنل عقیدہ بیان کرتے ہیں۔

مَا حَلَّتْ بِیْ شِدَّةٌ فِیْ وَقْتِ مَقَامِیْ بِطُوْسَ

کوئی مشکل مجھ پہ نہیں آئی جب میں طوس میں ہوتا تھا۔

وَزُرْتُ قَبْرَ عَلِیْ رَضَا بِنْ مُوْسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ

تو میں نے حضرت علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت کی

ایسا نہیں کہ کبھی مشکل حل نہ ہوئی ہو۔ بلکہ یہاں ''کلماتِ حصر'' ہیں فرمایا جب بھی مشکل آئی ہے تو امام کے دربار پہ جا کر دعا مانگنے سے حل ضرور ہوئی ہے۔

یہ ابن حبان کا اس وقت کا عقیدہ ہے۔ ہمیں کوئی بریلویت کی طرف یوں منسوب نہ کرے کہ ہمارا عقیدہ وہاں گھڑا گیا۔ نہیں بلکہ بریلویت اسی حقیقت کا اظہار ہے۔ جو شروع سے آ رہی تھی۔

Marfat.com

ابن حبان کو حضرت امام علی رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر پہ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ پکڑ کر تو نہیں لے گئے بلکہ وہ خود گئے اور پھر وہ کہتے ہیں:

هٰذَا شَيْءٌ جَرَّبْتُهٗ مِرَارًا۔

یہ وہ تجربہ ہے جو میں نے کئی بار کر کے دیکھا ہے۔

جو بھی مجھے مشکل آتی ہے میں آپکے دربار پہ چلا جاتا ہوں۔ میری مشکل حل ہو جاتی ہے۔ اور پھر ابن حبان امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کا نام کتنے ادب سے لیتے ہیں فرماتے ہیں۔

صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلٰى جَدِّهٖ وَعَلَيْهِ

اللہ تعالیٰ کے درود ہوں انکے نانا جی پر اور ان پر

وَدَعَوْتُ اللّٰهَ اِزَالَتَهَا عَنِّيْ

یہ ان کا عقیدہ ہے ورنہ دعا گھر بھی تو ہو سکتی تھی لیکن وہ کہتے ہیں کہ جب مجھے مشکل آتی تو میں حضرت علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پہ جا کر دعا کرتا کس چیز کی۔

اِزَالَتَهَا عَنِّيْ

کہ یہ مشکل مجھ سے زائل کر دے۔

اِلَّا اسْتُجِيْبَ لِيْ وَزَالَتْ عَنِّيْ تِلْكَ الشِّدَّةُ

امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی برکت سے میری دعا قبول ہو جاتی اور مجھ سے ہر شدت کو دور کر دیا جاتا۔

یہ انداز ہمیں محدثین میں نظر آتا ہے۔

آج ان ظلمتوں کو دور کرنے کیلئے کچھ سویروں کا بندوبست ضرور کرنا پڑے گا۔

Marfat.com

ہمارے مخالفین کا انداز کچھ یوں ہے

پنجابی میں کہتے ہیں ''جھوٹا ہوواں تے لے دے جاواں''

اور پھر کہاوت ہے کہ ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے''

جنکے پلّے کچھ نہیں تھا وہ ہماری پیائش کرنا شروع ہو گئے ہم تاریخ والے اور ہم اسلاف والے اور ہم صحابہ کرام کے عقیدے والے اور ہم تابعین کے عقیدے والے اور پھر یہ نہیں کہ۔

''جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا''

اس حقیقت کو بین الاقوامی فورم پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر وقت ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں کہ داتا کے دربار پہ جانے والے گھڑا ہوا عقیدہ نہیں بلکہ صحابہ کرام سے بالواسطہ پڑھا ہوا عقیدہ رکھتے ہیں۔

ابن حبان کی استمداد حضرت امام علی رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر سے ہوئی یا نہ ہوئی کس نے مدد چاہی تھی اور پھر کیوں ایسا کیا ویسے تو وہ جہاں تھے وہیں سے دعا مانگتے انھیں امام علی رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار پہ جانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ وہاں گئے ہیں پھر فرماتے ہیں۔

جَرَّبْتُہٗ مِرَارًا

بار بار یہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ جنت والے جو جنت میں بیٹھے ہیں انکے پاس جائیں تو رب ذوالجلال اچھی سن لیتا ہے۔

امام موفق بن احمد مکی کہتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو سید امام ہیں فقہ کے اور سید امام ہیں حدیث کے یہ امام فقیہ ہونے کیساتھ کیساتھ محدث بھی ہیں۔ ان کا عقیدہ یوں بیان کیا گیا۔

علی بن میمون اسکے راوی ہیں وہ کہتے ہیں:

سَمِعْتُ الشَّافِعِیَّ رَحِمَہُ اللّٰہ تَعَالیٰ یَقُوْلُ

میں نے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا

اِنِّیْ اَتَبَرَّکُ بِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہ تَعَالیٰ

میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے تبرک لیتا ہوں۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ تو فوت ہو گئے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ تبرک کہاں سے لیتے ہیں؟

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَجِیْءُ اِلٰی قَبْرِہٖ

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اگرچہ فوت ہو گئے لیکن انکی قبر تو موجود ہے۔ سوچیں وہ زبانیں جو ہمیں قبر پرست کہیں کہ اس مشروط طریقے سے قبر پر جانے سے اعتراض ہے تو پھر تم اپنی تاریخ کہیں اور سے ڈھونڈو جو تمہیں ڈھونڈھنی چاہیے۔ یہ ساری تاریخ ہم حق پرستوں کی تاریخ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَجِیْءُ اِلٰی قَبْرِہٖ یَعْنِیْ زَائِرًا

Marfat.com

میں زیارت کرنے امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کی قبر پہ جاتا ہوں۔ کیوں جاتے ہیں؟

فرماتے ہیں:

اِذَا عُرِضَتْ لِیْ حَاجَۃٌ

قبر پہ جانے کے مختلف مقاصد ہیں۔ قبر والے کیلئے فاتحہ پڑھنا۔ یا عبرت حاصل کرنا

اے امام شافعی رحمہ اللہ تعالی تم اکثر امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کی قبر پہ کیوں جاتے ہو؟

تو فرماتے ہیں۔

اِذَا عُرِضَتْ لِیْ حَاجَۃٌ

جب کوئی مشکل پیش آتی ہیں، تو میں کیا کرتا ہوں۔

وَجِئْتُ اِلٰی قَبْرِہٖ

اور میں انکی قبر کے پاس آتا ہوں۔

وَسَاَلْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی حَاجَۃً عِنْدَہٗ

پھر انکے پاس بیٹھ کے رب سے اپنی حاجت کا سوال کرتا ہوں۔

فَمَا تَبْعُدُ عَنِّیْ حَتّٰی تُقْضٰی

(مناقب امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی ج ۲ ص ۱۹۹ مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ کوئٹہ)

ابھی ہاتھ نیچے نہیں ہوتے کہ حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

یہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالی سے تبرک لیتے ہیں۔ یہ عدالت ہے۔ وہ خود مستقل فقہ والے ہیں لیکن چونکہ عقیدہ سنیوں والا ہے امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے گستاخ نہیں۔ کہ میری اپنی فقہ ہے اور انکی اپنی فقہ ہے۔ فقہ کا معاملہ اگر چہ جدا ہے لیکن عقیدہ ان سب کا ایک ہے۔

Marfat.com

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے تبرک لیتے ہیں پھر جو کسی سے تبرک لیتا ہے وہ خود بھی متبرک بن جاتا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کی قمیص دھو کر پیا کرتے تھے۔ ابن حنبل مسجدوں کے نام رکھنا آسان ہے۔ مگر ابن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے عقیدے رکھنا مشکل ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قمیص کو کیوں دھویا اور پھر اسکا پانی کیوں پیا۔ یہ کام کر کے وہ بتا رہے تھے کہ جس شخص نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے برکت پائی ہے اسکی قمیص میں بھی برکت آئی ہے۔ جو علم کا سمندر ہے حدیث انکے سینے میں ہے۔ اسکے پاس یہ برکت آئی ہے۔

اسی طرح برکتوں کا عقیدہ امت میں ہمیشہ موجود رہا۔

﴿حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ﴾

وہ محدث جو برصغیر کی ساری حدیث کا سرچشمہ ہیں وہ محدث کہ جنکو محقق علی الاطلاق کیا جاتا ہے۔

وہ فرماتے ہیں۔

پس زیارت برائے امداد مرموتی را واستمداد از ایشان ہر دو باشد بر تفاوت حال زائر و مزور (اشعۃ اللمعات ۴۰۲/۳)

زائر کی حالت کے مطابق اور مزور (جسکی زیارت کی جارہی ہے) کی حالت کے مطابق دونوں کام ہوسکتے ہیں کہ قبر والے کی مدد کی بھی جاسکتی ہے اور اس سے مدد

Marfat.com

لی بھی جاسکتی ہے۔ان مقاصد کی لیے زیارتِ قبور جائز ہے۔

یعنی کچھ ایسے ہوتے ہیں جو قبر والے کو مدد دینے جاتے ہیں۔اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو قبر والے سے مدد لینے جاتے ہیں۔تو ہم پوچھتے ہیں اے امام یہ دونوں طریقے جائز ہیں یا دونوں ناجائز ہیں یا ایک جائز ہے اور دوسرا طریقہ ناجائز ہے۔

تو شیخ محقق فرمانے لگے کہ دونوں مرتبے کے مطابق جائز ہیں۔

امام المحدثین ابن عبدالبرؒ کا عقیدہ

ابن عبدالبرؒ جنکا وصال ۴۶۳ھ ہے۔اور وہ بہت بڑے محدث ہیں۔اور موطا امام مالک کی ساری سندوں پر اس کا تبصرہ موجود ہے۔

انہوں نے کتاب ''الاستیعاب'' میں صحابہ کرام کا تعارف لکھا۔

صحابہ کرام کا تعارف لکھتے لکھتے جب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف کیا جو کہ میزبان رسول ﷺ تھے اور کہا کرتے تھے کہ سرکار ﷺ کی طرف کھانا جاتا تھا۔جب پلیٹ واپس آتی تو وہاں سے کھاتے تھے جہاں سرکار مدینہ ﷺ کی انگلی لگی ہوتی تھی۔جب ان سے پوچھا جاتا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو فرماتے اس لیے کہ ہم سرکار کے ہاتھوں کا تبرک لینے کیلئے ایسا کرتے تھے۔

ان کا وصال استنبول میں ہوا۔فصیل شہر کے قریب ان کا مزار شریف موجود ہے۔

ابن عبدالبرؒ جو امام المحدثین ہیں حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا اب یہاں سے اندازہ لگائیں کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے لیکر ۴۶۳ھ تک کون سا عقیدہ رائج تھا۔

Marfat.com

قبر ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے بارشوں کا نزول

ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں:

قَبْرُ اَبِیْ اَیُّوْب قرب سورها مَعْلُوْمٌ اِلَی الْیَوْمِ

(کتاب الاستیعاب ج ا ص ۱۵۶)

آج تک حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار اپنی جگہ قائم ہے۔ حالانکہ حالات بدلے تھے۔ غیر مسلموں کا انقلاب آیا تھا۔ مگر پھر بھی وہ اتنے زہریلے نہیں تھے۔ جتنے جنت البقیع کو گرانے والے ثابت ہوئے ہیں۔

قبر ابی ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترک کے استنبول میں برقرار رکھا گیا۔ اُس وقت مسلمانوں کا کیا عقیدہ تھا۔ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں۔

مُعَظَّمٌ

انکی قبر کی تعظیم کی جاتی ہے۔

یَسْتَسْقُوْنَ بِهٖ

جب بارشیں نہیں ہوتیں تو قبر کے پاس آ کر بارشوں کی دعا مانگتے ہیں۔

اور اس قبر کے وسیلے سے اہل ترک بارش کی دعا کرتے ہیں۔ تو پھر کیا ہوتا ہے؟ کہتے ہیں۔

فَیُسْقَوْن

(کتاب الاستیعاب ج ا ص ۱۵۶)

جب انکی قبر کے وسیلے سے دعا مانگی جائے تو پھر بارش ہو جاتی ہے۔

یہ ابن عبدالبرؒ ہیں مالکی فقہ کے فقیہ ہیں اور پھر بہت بڑے محدث ہیں اور یہ قبر

Marfat.com

صحابی رسول ﷺ کی ہے تو اس سے پتہ چلا جسکے صحابی کے دربار سے خالی کوئی نہ جائے تو خود ان کے آقا ﷺ کے دربار سے خالی کون جائے گا۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر بھی لوگ جاتے ہیں اور مدد بھی مانگتے ہیں۔

﴿استمداد کے طریقے﴾

قبر پر جا کر استمداد کے تین طریقے ہیں۔

﴿پہلا طریقہ﴾

ایک یہ ہے کہ وہاں جا کر سلام کیا اور پھر فاتحہ شریف پڑھی اور دعا رب سے کی اور کہا کہ یہ مقبول بندے ہیں، جنکے پاس میں آیا ہوں تو انکے صدقے سے میری مشکل آسان کردے۔

﴿دوسرا طریقہ﴾

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سلام کرنے کے بعد فاتحہ خوانی کی اور کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہو تم اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارش کردو۔

انھیں معبود بنائے بغیر سفارشی بنانا جائز ہے۔

لیکن جو آیت میں ہے تو وہ کافر و مشرک بتوں کو سفارشی بناتے تھے۔ انھیں معبود بنا کے ہمارے نزدیک اگر کوئی شخص کسی ولی، کسی قطب کو معبود سمجھ کے اللہ کے دربار کا سفارشی بنائے گا تو مشرک قرار پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کسی ان پڑھ سنی سے پوچھ لو وہ داتا صاحب کو معبود نہیں مانتا۔ بلکہ وہ معبود کا عابد اور بندہ مانتا ہے۔

Marfat.com

تیسرا طریقہ

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ کے ولی میں تیرے پاس آیا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ سے بات کرنے کا سلیقہ نہیں آتا مجھے اللہ تعالیٰ سے لیکر دے۔

' یہ بھی امت کے اندر رائج رہا۔ اس کا مطلب یہ بنے گا کہ ان سے مانگنا کہ مجھے تو دے یہ مجاز اجائز ہے۔'

جسطرح کہ سولھویں پارے میں ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آگئے کہنے لگے۔

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا

(پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۱۹)

بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں

بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کی۔ حالانکہ بیٹے تو رب دیتا ہے۔

یہ مجازاً ایسا جائز ہے۔ اسی طرح یہ بھی مجازاً اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا کرتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہوئے بندے ہی کو کہہ دیا کہ بندے اللہ تعالیٰ سے لیکر دے سکتے ہیں تو اس پر ساری امت کا اتفاق ہے شرک نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ عین اسلام ہے۔

کہا جاتا ہے۔

شَفَى الطَّبِيْبُ الْمَرِيْضَ

فلاں سے دوائی لی تھی میرا مرض ٹھیک ہو گیا۔

طبیب نے مریض کو شفا دے دی۔

حالانکہ قرآن تو کہتا ہے۔

Marfat.com

وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۸۰

اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے

تو پھر کیوں ڈاکٹر کا نام لیتے ہیں کہ مجھے فلاں ڈاکٹر نے شفا دی۔ اگر مومن ہے تو اس کے کہنے مین کوئی حرج نہیں جسکا عقیدہ ہے کہ سب کچھ رب کرتا ہے ڈاکٹر کچھ نہیں کرسکتا تو مجازاً ڈاکٹر کا کہہ دیا اس کی وجہ سے اسکو مومن سمجھا جائے گا۔

اسی طرح اس میں یہ تیسرا طریقہ بھی ہے جو آج تک امت میں اسی طرح رائج ہے۔ جو ڈائریکٹ ان سے مانگتے ہیں وہ جانتے ہیں اپنے طور پر کچھ نہیں کرسکتے، رب کہے تو بہت کچھ کرسکتے ہیں۔ لیکن ان میں محتاط طریقہ سب سے پہلا طریقہ ہے۔ اسکے مطابق حاضری کا اہتمام ہونا چاہیے۔

ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے سے بارش مانگی آج لوگ کہتے ہیں کہ یہ صدقہ لفظ کہاں سے آیا۔ وسیلہ کہاں سے آیا۔ ہم نے کہا یہ صدقہ اور یہ وسیلہ نہ اجمیر شریف میں گھڑا گیا نہ بریلی شریف میں گھڑا گیا نہ سرھند شریف میں گھڑا گیا نہ سیال شریف میں گھڑا گیا نہ شرقپور شریف میں گھڑا گیا نہ بھکھی شریف میں گھڑا گیا نہ علی پور شریف میں گھڑا گیا یہ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس سے پڑھا گیا ہے۔

جبہ مبارک کے پانی سے مریضوں کو شفا

مسلم شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کا جبہ مبارک دھو کے کیوں پیتے ہیں؟

Marfat.com

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى لِنَسْتَشْفِي بِهَا

(صحیح مسلم کتاب اللباس و الزینۃ باب تحریم استعمال اناء الذہب و الفضۃ ج ۲ ص ۱۹۰ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نبی کریم ﷺ یہ جبہ مبارک پہنا کرتے تھے ہم وہ جبہ مبارک دھو کر اس کا پانی مریض کو پلاتے تو اسے شفا مل جاتی تھی۔

پانی کے جبے مبارک سے لگنے کی وجہ سے مریض کو شفا مل جائے گی۔ تو وہ جس کے دل میں سرکار علیہ السلام کا سچا عشق موجود ہو اور سرکار علیہ السلام جسکے سینے میں رہتے ہوں یہ اسکی قبر کے انوار ہو سکتے ہیں۔

اس لیے سب سے بڑی گواہی ابن عبدالبرّ کے حوالے سے پیش کر رہا ہوں۔ یہ زمانہ ۴۶۳ھ کا ہے۔ اُس وقت کے لوگوں کو بریلوی کس نے بنایا تھا؟ اس وقت یہ عقیدہ کیوں تھا؟ میں پوچھتا ہوں اس عقیدے کا اور کوئی سبب نہیں۔ یہ کوئی آوٹ سائیڈر نہیں۔ یہ باہر سے نہیں آیا۔ یہ عقیدہ منگوایا نہیں گیا بلکہ یہ شروع سے چل کے آیا ہے۔

اسواسطے ہم نے جتنے حوالے ان ابتدائی سالوں کے پیش کر دیے ہیں۔ اب کچھ تو حیاء کرو۔ ہمیں جو کہتے ہو کہتے رہو لیکن ان کا تو حیا کرو۔ جنکی تاریخ پر پورا اسلام روشن ہے۔

﴿لاتشد الرحال کا حقیقی معنی ومفہوم اور اس کا مصداق﴾

جہاں تک اس حدیث شریف کا تعلق ہے جو بخاری شریف میں ہے۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ

نہ کجاوے باندھے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف

Marfat.com

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى

(صحیح البخاری کتاب التهجد باب فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ ج ۱ ص ۱۵۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

مسجد حرام اور مسجد نبوی شریف اور مسجد اقصیٰ۔

حدیث میں اِلّا مستثنیٰ متصل ہے

تمام محدثین کے نزدیک سوائے ابن تیمیہ کے یہ استثناء متصل ہے۔

استثناء متصل کا مطلب یہ ہے کہ یہ مسجدوں کے لحاظ سے بات ہو رہی ہے۔ مطلقاً بات نہیں ہو رہی۔ کہ طلب ثواب کیلئے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ریٹ بڑھ جائے گا اگر زیادہ نیکی اور ثواب لینا ہو تو جن مسجدوں کی طرف سفر کرنا چاہیے۔ ساری مسجدوں میں سے وہ تین مسجدیں یہ ہیں۔

حدیث میں اِلّا مستثنیٰ منقطع نہیں

یہ مستثنیٰ منقطع نہیں ہے کہ یہاں یہ کہا جائے کوئی سفر بھی جائز نہیں سوائے ان مسجدوں کے سفر کے اگر اس کو مستثنیٰ منقطع بناؤ گے تو پھر جیو گے کیسے زندگی میں بیٹی کے پاس جانے کا سفر بھی ہوگا۔ بیوی کے پاس جانے کا بھی سفر ہوگا پڑھنے والا، تجارت والا سفر بھی ہوگا پھر ان کو کیسے جائز بناؤ گے مطلقاً سفر سے استثناء نہیں ہے۔ بلکہ مسجدوں کے سفر کے لحاظ سے استثناء کیا ہمارے آقا علیہ السلام نے کہ مسجدوں میں سے جن مسجدوں کی طرف تمہیں سفر کرنا چاہیے زیادہ ثواب لینے کیلئے وہ یہ تین مسجدیں ہیں۔

اسکی مثال یوں سمجھو

کہ آپ اپنے بیٹے کو دروازے پر کھڑا کر دیں کہ فیکٹری کے مزدور آنے والے

Marfat.com

ہیں ان میں سے کسی کو نہ داخل ہونے دو مگر زید، عمرو اور بکر کو صرف اسے یہ کہہ دیا۔ اب وہ دروازے پہ کھڑا ہے نام والے مزدور آتے رہے۔ اتنے میں اسکا ماموں بھی آگیا اسکو داخل کر دیا۔ اسکا باپ ناراض نہیں ہوگا۔ اسکی کلام کا یہ پس منظر تھا کہ یہ جو اجازت والے تین نام ہیں یہ مزدوروں کے لحاظ سے ہیں۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ کوئی رشتہ دار بھی داخل نہیں ہونے دینا۔ مزدوروں سے اجازت صرف تین کو ہے نہ کہ مطلقاً انسانوں میں سے اجازت صرف تین کو ہے۔ اگر اُس کا دادا آجائے تو اسکو بھی اندر جانے دو۔ اسکا ماموں آجائے تو اسے بھی اندر جانے دو۔ استثناء متصل کا یہ قانون ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جو ارشاد فرمایا:

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى

(صحیح البخاری کتاب التھجد باب فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ ج ۱ ص ۱۵۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نہ کجاوے باندھو مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی شریف کی طرف۔

مسجدوں میں سے جس مسجد کا قصد کر کے سفر کرنا ہے طلب ثواب کے لحاظ سے وہ یہ تین مسجدیں ہیں۔ باقی مزارات پہ حاضری اور باقی تجارتی سفر اور دیگر معاملات کیلئے سفر اس سے جدا ہیں۔

یہ ظالم اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کے دربار کی حاضری کے خلاف پڑھتے ہیں اگر گھر سے جانا ہے تو مسجد کی نیت سے جائیں۔ میں پوچھتا ہوں مسجد نبوی نبوی بنی کیسے؟ مسجد تو سرکار علیہ السلام کے بغیر نبوی بن ہی نہیں سکتی۔ پھر مسجد کا یا تو نام بدلہ

Marfat.com

جائے۔ اگر تمہیں سرکار علیہ السلام سے اتنی نفرت ہے۔ (معاذ اللہ) اسواسطے جنکے صدقے ریاض الجنۃ اور جنکے صدقے سے مسجد نبوی شریف، اگر ان کو منفی کر کے جانا ہے تو پھر ادھر جانا کیوں ہے ؟

اسواسطے امام اعلیحضرت الشاہ احمد رضا خان قادری رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے:

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے

اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

حدیث میں ہی لاتشد الرحال کے مصداق کا بیان

امام عینی نے اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا اور بالخصوص مسجدوں کے لحاظ سے حصر دوسری حدیث میں بھی ہے۔ جو اصل سند سے ثابت ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکے راوی ہیں کہتے ہیں:

قال رسول اللّٰہ ﷺ لاینبغی للمطیّ ان یَشُدَّ رِحَالُہٗ اِلٰی مَسْجِدٍ یَبْتَغِیْ فِیْہِ الصَّلٰوۃَ غَیْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِ ھٰذَا

(عمدۃ القاری ج۵ص۵۶۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف سوائے ان تین مسجدوں کے سفر نہ کیا جائے۔

یہاں پر خود مسجد مستثنیٰ منہ میں موجود ہے۔ کہ مطلقاً سفر کی بات نہیں کی جارہی بلکہ مسجدوں کے سفر کے لحاظ سے بات کی جارہی ہے۔ بخاری کی حدیث کا جو ہم نے معنیٰ بیان کیا وہی اس حدیث شریف میں حصر کے ساتھ موجود ہے۔

یہ بھی بڑے لیول کا انداز ہے۔ ورنہ قبا میں نفل پڑھیں تو عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ تو کیا جو قبا میں نفل پڑھنے کی غرض سے جائے گا وہ مجرم ہوگا۔ نہیں بلکہ مطلب یہ

Marfat.com

ہے کہ بہت زیادہ جہاں ثواب ملتا ہے۔ وہ یہ ہیں ان کیلئے جانا چاہیے۔ اسکو جو حدیث میں آگیا اسکو کوئی خارج نہیں کر سکے گا۔

امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نظریہ

اس لیے امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا:

اَمَّا قَصْدُ غَيْرِ الْمَسَاجِدِ مِنَ الرِّحْلَةِ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَفِي التِّجَارَةِ وَالتَّنَزُّهِ وَزِيَارَةِ الصَّالِحِيْنَ وَالْمَشَاهِدِ وَ زِيَارَةِ الْاِخْوَانِ وَنَحْوِ ذَالِكَ فَلَيْسَ دَاخِلاً فِي النَّهْيِ

(مسند امام احمد، عمدۃ القاری ج ۵ ص ۵۶۶)

لیکن مساجد کے علاوہ سفر کا ارادہ کرنا، طلبِ علم کا سفر کرنا، تفریح کے لیے سفر کرنا، تجارت کا سفر کرنا، صالحین کی زیارت کے لیے سفر کرنا، مزارات کی زیارت کا سفر کرنا، بھائیوں کی ملاقات کا سفر کرنا اس نہی (منع) میں داخل نہیں ہے۔

اس حدیث سے طلب علم کا سفر حرام نہیں ہوتا، تجارت کا سفر بھی حرام نہیں ہوتا، سیر و تفریح کا سفر بھی حرام نہیں ہوتا، صالحین کی زیارت کا سفر بھی حرام نہیں ہوتا اور انکے مزارات کی حاضری کا سفر بھی حرام نہیں ہوتا، بھائیوں کی ملاقات کا سفر بھی اس حدیث سے حرام نہیں ہوتا اس لیے کہ اس میں صرف مسجدوں کی بات ہو رہی ہے۔

مسجدوں کے لحاظ سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے وہ حدیث بتادی۔

یہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا فرمان ہے جسکو حضرت ابو سعید ری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں پہلے آپ نے مسجد کا ذکر کیا کہ مسجدوں میں سے جن کی طرف طلب ثواب کیلئے سفر کرنا چاہیے وہ یہ تین مسجدیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس حق کو آگے پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر
3

پاکستان اور اہلسنت کا باہمی رشتہ

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ
وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اما بعد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور پرنور شافع یوم النشور، دستگیر جہاں، غمگسار زماں، سید سروراں، احمد مجتبیٰ، جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کے دربار گوھر بار میں ھدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد!

وارثان منبر ومحراب اربابِ فکر ودانش

نہایت ہی معزز حضرات وخواتین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیراہتمام 11 ویں درس میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

ہماری آج کی گفتگو کا موضوع ہے:

"پاکستان اور اہلسنت کا باہمی رشتہ"

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقائق سمجھنے اور حقائق پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر آباد کیا اور اللہ تعالیٰ نے وطن کی محبت انسان کے دل میں ڈالی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ ۔

بے شک ہم نے تمہیں زمین میں رہائش دی۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ

اور تمہارے لئے زمین میں زندگی بسر کرنے کے اسباب فراہم کیے۔

قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ

پارہ نمبر ۸ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۰

Marfat.com

بہت تھوڑا تم شکرادا کرتے ہو۔

برصغیر کی تاریخی عظمت

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے جس خطہ کو چنا یہ زمین عہد قدیم سے ارض ہند کہلاتی تھی۔ رب ذوالجلال نے اس سرزمین کو تاریخی عظمتوں سے سرفراز فرمایا:

یہاں تک کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے آپ فرماتے ہیں:

اِنَّ اَوَّلَ مَااَھْبَطَ اللّٰہُ آدَمَ اِلَی الْاَرْضِ الْھِنْدُ

ھذا حدیث صحیح الاسناد (المستدرك للحاكم كتاب تواريخ المتقدمين من الانبياء و المرسلين باب ذكر آدم عليه السلام حديث نمبر ۴۰۴۷ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۰۸)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے جس زمین پر نازل کیا وہ یہی ہندوستان کی زمین تھی۔ آپ جنت سے جس وقت دنیا پر تشریف لائے تو جس زمین پر آپ کا نزول ہوا اور جس زمین نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کو چوما وہ یہ برصغیر پاک وہند کی زمین ہے۔

برصغیر کی زمین میزبانِ اول

اس لحاظ سے پوری انسانیت کی میزبان اول جس زمین کو کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہماری سرزمین ہے۔ کہ پہلے انسان جب اس دنیا پر جلوہ گر ہو رہے تھے تو انکی میزبانی کا شرف اس خطہ ءِ پاک کو حاصل ہو رہا تھا۔

برصغیر میں توحید ورسالت کے نغمے

اور پھر روئے زمین پر سب سے پہلے جہاں ربّ ذوالجلال کی توحید کا نغمہ گونجا اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا تذکرہ ہوا وہ زمین بھی برصغیر پاک وہند کی زمین ہے۔

Marfat.com

سری لنکا میں حضرت آدم علیہ السلام کا اِجلالِ ورود

چونکہ روایات میں موجود ہے کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام زمین پہ نازل ہوئے اور یہاں جلوہ گر ہوئے تو ان کو زمین پر وحشت محسوس ہوئی۔ چونکہ نیا ماحول تھا نئی جگہ تھی۔ سری لنکا میں جس وقت آپ کا اجلال ورود ہوا تو پھر آپ کو ایک وحشت محسوس ہوئی تو اس وحشت کو دور کرنے کے لیے ایک آواز بلند کی گئی۔ وہ آواز وہ ہے جو آج ہماری مساجد سے اذان کی شکل میں گونجتی ہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

یہ کلمات اس برصغیر کی زمین پر اس وقت گونج رہے تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کا اس زمین پر ظہور ہو رہا تھا۔

ابھی تک ان کا سفر حجاز یا میدان عرفات کی طرف نہیں ہوا تھا۔ سب سے پہلے روئے زمین پر ہماری اس زمین کو شرف حاصل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا ورود اور اللہ تعالیٰ کی توحید کے نغمے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہیاں کائنات میں جس جگہ پہلے گونجیں اور فضاؤں کو معطر کیا گیا۔ وہ زمین یقیناً برصغیر پاک و ہند کی زمین ہے۔

برصغیر کی خوشگوار آب وہوا

حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اَطْيَبُ رِيْحٍ فِي الْاَرْضِ الْهِنْدُ

(المستدرك للحاكم كتاب تواريخ المتقدمين من الانبياء و المرسلين باب اطيب ريح فى الارض الهند حديث نمبر ٤٠٢٨، جلد نمبر ٣، صفحہ نمبر ٤٠٨)

Marfat.com

ساری روئے زمین پر جہاں کی آب وہوا بہت ہی خوش گوار ہے وہ برصغیر پاک وہند کی سرزمین ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہوا کی خوشگواری کے لحاظ سے تاریخ کا ایک بہت بڑا حصہ ہے۔

﴿برصغیر میں مذہبی رنگ خصوصی عطا﴾

اللہ تعالیٰ کی اس زمین کے لیے یہ ایک خصوصی عطا ہے اور آج بھی پوری کائنات میں برصغیر پاک وہند میں جو مذہبی رنگ ہے اس کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے۔

میں خود عربوں میں موجود رہا ہوں عرب جس وقت اپنی محافل میں بیٹھتے ہیں اور شریعت مطہرہ اور دین کے رنگ کا تذکرہ چھڑتا ہے۔ تو آج بھی اس خطے کے لوگوں کو خراج تحسین اس لحاظ سے پیش کرتے ہیں کہ جتنی دین کی پختگی ان لوگوں میں ہے اتنی اور کہیں نظر نہیں آتی۔

جتنے دستار والے لوگ پاکستان ہندوستان بنگلہ دیش میں نظر آتے ہیں اور داڑھی والے اور دین کے ساتھ پختہ تعلق والے حضرات اس سرزمین پر اس وقت بھی موجود ہیں اتنے اس لیول کے حضرات دوسرے مقام پر موجود نہیں ہیں۔

اقبال کہا کرتے تھے۔

میر عرب ﷺ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

سید عالم ﷺ حجاز مقدس میں بیٹھ کے یہاں کے عاشق جو آنے والے تھے ان کے دلوں کی محبت کی ٹھنڈی ہوا کو محسوس کر رہے تھے۔

Marfat.com

تمام روئے زمین پر مکہ و مدینہ کی فضیلت

ہم اس تمام تر تناظر میں جو فضیلت مانتے ہیں تو وہ خاک عرب کی مانتے ہیں اور تمام روئے زمین پر مکہ شریف اور مدینہ شریف کی عظمتوں کو جس طرح رسول اکرم ﷺ کی نسبت سے اجاگر کیا گیا وہ ہمارا ایمان ہے اور پھر بحیثیت مؤمن ہمارے لیے کوئی جغرافیائی حدود پر جغرافیے کی وجہ سے فخر کرنا ہمارے ایمان سے خارج ہے۔ ہم جغرافیائی حدود پر یقین نہیں رکھتے ہم اپنے معبود پر یقین رکھتے ہیں جو بھی کلمہ اسلام پڑھتا ہے خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں ہو۔ کسی زمین پر ہو اور کسی جگہ پہ ہو وہ ہمارا بھائی ہے اور اللہ نے اس کو ایک ہی لڑی کا موتی بنا دیا ہے۔

برصغیر میں حق کی اذان دینے والے

اس تاریخی پس منظر کو بیان کرنے کے ساتھ یہاں اسلام جس وقت پہنچا۔ اس وقت سے کلمہ پڑھنے والوں کی ایک جستجو تھی کہ اس زمین کے اندر ہمارے رب کا نظام رائج ہو ہمارا دین غالب آجائے۔ بعض اسلامی حکمرانوں کے زمانے میں دین نافذ بھی ہوا۔

جب سے پہلے بندے نے کلمہ پڑھا تھا اس وقت سے لے کر 1947 تک اور قیام پاکستان کی تحریک کی کامیابی تک مسلسل کسی نہ کسی شکل میں یہ تحریک موجود رہی اور یہ تڑپ اور جستجو موجود رہی اور آج تک اس منزل کے حقیقی حصول کے لیے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ تو اوّل سے لے کر آخر تک اہلسنت و جماعت کی کوشش سے عبارت ہے۔

اگرچہ آج کے حالات میں ہم اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہے لیکن پوری روشن اور تابناک تاریخ کو دیکھا جائے تو اس روئے زمین کا جو مقدر جاگا اور یہاں ہند

Marfat.com

کی رات میں جو فجر کے جلوے طلوع ہوئے اور ہند کے خارزاروں میں توحید کے گلاب کھلے اور سجدوں کی بہار آئی تو اس کے پیچھے جتنی جدوجہد ہے۔ وہ اہلسنت کے اولیاء ومشائخ اور علماء کرام کی ہے۔

ہم اپنی گفتگو کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

پاکستان اور اہلسنت کا جو باہمی رشتہ ہے۔

1) ایک حصہ اس جدوجہد کا وہ ہے جو حصول پاکستان کی حسی تحریک سے پہلے جاری رہا۔

2) دوسرا وہ حصہ ہے جب پاکستان کے حصول کی تحریک زوروں پر تھی۔

3) تیسرا حصہ پاکستان کی آزادی کے بعد کے معاملات پر مشتمل ہے۔

﴿پہلا دور﴾

﴿برصغیر میں اہلسنت کی تاریخی خدمات﴾

اس میں اگر آپ اہلسنت کی خدمات کو دیکھنا چاہتے ہیں تو برصغیر کی صدیوں پر مشتمل تاریخ ہے۔ اس پوری تاریخ کے اندر جتنے اولیاء، صوفیاء اور فاتحین ہیں سب کے سب مسلک اہل سنت سے وابستہ تھے۔

تاریخ میں ان کے معمولات اور ان کے عقائد اور تاریخ کے اندر ان کے نظریات کا تفصیلاً تذکرہ موجود ہے۔

اگر آپ اولیاء کی لسٹ دیکھیں تو پھر بھی پورا نکہت و نور کا سلسلہ ہمارے مقدس نفوس سے آباد ہے۔ اگر فاتحین اور عادل حکمرانوں کی لسٹ دیکھیں تو وہ سارے کے سارے ہماری فقہ اور ہمارے مسلک پر موجود ہیں۔

Marfat.com

برصغیر میں شمع حق روشن کرنے والے

آپ دیکھتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند کی زمین میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ تعالی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ تعالی اور اس طرح کے ہزاروں اولیاء کرام جو مختلف زمانوں میں یہاں شمع حق کو روشن کرتے رہے اور انہوں نے اپنی زندگی کی آخری سانس تک دین پر پہرہ دیا۔

وہ سارے کے سارے ہی اسی مسلک کے تھے اور وہ سارے ہمارے عقیدے کے ترجمان تھے۔ انہوں نے ہندومت' بدھ مت' سکھوں اور ہر باطل طاقت کا مقابلہ اپنے اخلاق سے بھی کیا اور اپنی تعلیمات سے بھی کیا۔ جس کے نتیجے میں یہاں پر دین محفوظ رہا۔ جس کے نتیجے میں یہاں پر ایمان کی شمع روشن رہی اور وہی نتیجہ آج ہمارے سامنے ایمان کی شکل میں موجود ہے۔

لہذا ہم بہ بانگ دہل کہتے ہیں:

داتا ہجویری بھی حنفی، خواجۂ اجمیر بھی
یہ ملک تو حنفیوں کی اس لیے جاگیر ہے
حنفیو اٹھو! بناؤ ملک کو حنفی سٹیٹ
وقت کا یہ فیصلہ ہے قوم کی تقدیر ہے

جن لوگوں نے یہاں اسلام پہنچایا ان کا اسلام معتبر ہے تو پھر ان کا اسلام کے اندر جو تعارف ہے وہ بھی معتبر ہے اور پھر ان لوگوں کے نظریات بھی معتبر ہیں۔

Marfat.com

برصغیر میں اولیاء کا فیضان

برصغیر کی مٹی اولیاء کرام رحمہم اللہ کے فیضان کی مرہونِ منت ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ پوری تاریخ میں ہمارے ان قد آور بزرگوں کے مقابلے میں کسی دوسرے مسلک کا کوئی قد آور تو کیا کوئی بونا سا انسان بھی نظر نہیں آتا کہ جس نے ان اندھیروں کے اندر دین کی شمع روشن کی ہو۔

جس وقت برصغیر کے اندر داتا علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ حق کا جھنڈا لے کر نکلے تھے دوسرے مسلک والے بتائیں ان کا کوئی نام ملتا ہو؟ جس نے اس وقت حق کی حمایت میں کوئی کردار ادا کیا ہو۔

☆ جس وقت حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ لاکھوں کو کلمہ پڑھا رہے تھے اس وقت دوسرے لوگ اپنی تاریخ پیش کریں ان کی تاریخ کا اس وقت عالم کیا تھا؟

☆ جس وقت حضرت بابا فرید گنج شکر رحمہ اللہ تعالیٰ اس زمین پر حق کے جھنڈے لہرا رہے تھے اس وقت ان لوگوں کی تاریخ کا کونسا حوالہ ہے؟

☆ جس وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ جبر کے دانت توڑ کر دین پر پہرہ دے رہے تھے اس وقت دوسرے لوگ اپنا کوئی لیڈر کوئی قائد پیش کریں۔

☆ جس وقت امام فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے برطانوی سامراج کے جبڑے چیرتے ہوئے اس دین متین پر پہرہ دیا تھا، اس وقت دوسرے مسلک والوں کا کونسا لیڈر تھا جس نے انگریزوں کے دانت کھٹے کیے ہوں اور اس سرزمین کو استعمار کے اثرات سے بچایا ہو؟

Marfat.com

لہذا اس پوری تاریخ میں ان کا کردار بہت زیادہ ہے

جن کی گفتار میں اثر تھا اور جن کی تبلیغ میں سوز تھا۔

اور جن کے افکار نے راتوں کو دنوں میں تبدیل کیا۔

وہ جتنے حضرات تھے اللہ کا فضل ہے

ہم ان لوگوں کے وارث ہیں،

ہم ان لوگوں کے عقیدہ پر ہیں،

ہم ان لوگوں کے نظریے پر ہیں

اور اس سرزمین کا چپہ چپہ ان لوگوں کی تاریخ کو آج بھی محفوظ کیے ہوئے ہے۔

اس برصغیر پاک و ہند کا نام دیکھ لو! اس کے دیہاتوں اور شہروں کے نام جو ولیوں کے ناموں پر آج بھی موجود ہیں۔ وہ اس حقیقت کو واضح کر رہے ہیں کہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے یہاں حق کا پیغام پہنچایا ہے، حق کی تخم ریزی کی ہے اور اسکے بیج بوتے رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں فصل پکی ہے اور آج اس کھیتی کا ثمرہ ہمارے سامنے پاکستان کی شکل میں موجود ہے۔

لہذا اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ تھوڑا ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے کسی پگڈنڈی کا راہی نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں شاہراہ پہ رکھا ہے یعنی

وہ مین روڈ جس پر داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ چلتے نظر آتے ہیں

اور جس پر خواجہ غریب نواز صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ چلتے نظر آتے ہیں

جس پہ حضرت شیر ربانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ چلتے ہوئے نظر آتے ہیں

Marfat.com

جس پہ حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ چلتے ہوئے نظر آتے ہیں
اور حضرت پیر سیال رحمۃ اللہ تعالیٰ جیسے بزرگ چلتے نظر آتے ہیں
اس شاہراہ پر ہم بھی پیچھے چلتے جارہے ہیں۔

لہذا ہمارے افکار کی اساس اور بنیاد مکہ شریف کے اس پیغام سے ہے جو سیّدِ عالم ﷺ نے پیش فرمایا تھا اور عظیم اکابر نے اسے ہم تک پہنچایا ہے۔ ہم اور کسی چیز کی طرف توجہ نہ بھی کریں یہ حقانیت کائنات میں ہماری طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین پر حق کی سربلندی اور حق کا علمبردار ہونے کا جو سہرا ہے وہ ہمارے مسلک کے لوگوں کو عطا فرمایا ہے۔

سپہ سالارانِ اسلام کا مسلک

تاریخ میں جو مشکل مقامات تھے وہاں پر جو حق پرستوں نے پہرہ دیا تو اس وقت بھی عقیدہ ہمارا تھا۔ وہ فاتحین خواہ وہ احمد شاہ ابدالی ہوں یا سلطان محمود غزنوی ہوں یا ٹیپو سلطان ہوں، ان تمام لوگوں میں ہمارا مسلک اور عقیدہ جلوہ گر تھا۔ وہ فاتحانہ حملوں میں تبرک کے حصول کے لیے اپنے پیرانِ طریقت کے پاس جا کے بھیک مانگتے تھے اور مفتوحہ علاقوں میں اپنے بزرگوں کی تعلیمات کو پیش نظر رکھتے تھے یہ سارے کا سارا ہماری تاریخ کا حصہ ہے۔

برصغیر میں امامِ اہلسنت مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا کردار

پھر جس وقت برصغیر پہ کربلا کا وقت آیا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اکبر کے دینِ الٰہی کا اس انداز میں مقابلہ کیا۔

Marfat.com

اقبال کہنے لگے!

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار

اقبال کہنے لگے وہ ہے تو مٹی لیکن اس مٹی میں ستاروں سے بڑھ کر چمک ہے کیوں کہ اس قبر میں مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی لیٹے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اس وقت کی روشن خیالی کا مقابلہ کیا اکبر کے فتنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے بڑی سخت سزائیں برداشت کیں۔ مگر بالآخر آپ کی تحریک کامیاب ہوگئی۔ کردار اتنا واضح ہو گیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی کے پاس جہانگیر قدموں میں حاضر ہوا اور کانگڑہ کا قلعہ جو کبھی بھی فتح نہیں ہوا تھا جب وہ قلعہ فتح ہوا اور سولہواں جلوس شاہی تھا تو جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ آپ اس قلعے کا افتتاح کریں۔

اسلام کا آج بڑا تاریخی موقع ہے کسی فاتح سے بھی یہ قلعہ فتح نہیں ہوا تھا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا میں اس شرط پر قلعہ پر قدم رکھوں گا کہ جب میں قدم رکھوں گا تو فوراً گائے کو ذبح کیا جائے گا اور پھر آذان کی آواز گونجے گی اور قلعے میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔

Marfat.com

جہاں انکی یورشیں ہیں وہیں آشیاں بنے گا
کوئی بجلیوں کو جا کے یہ فیصلہ سنا دے

اکابرینِ اہلسنت کا روشن کردار

ہمارے اسلاف نے انگریز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے اس کا مقابلہ کیا ،اور پھر جس وقت ایسٹ انڈیا کمپنی کی شکل میں انگریز اپنے قدم جما چکا تھا اور مسلسل اس کی خرافات یہاں پر آ چکی تھیں ،تو ایک مردِ حُر جن کو امام فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کہا جاتا ہے جنہوں نے کالے پانی کی سزا ہنس کے قبول کی مگر اپنے فتوے سے دست بردار نہیں ہوئے جن کے فتووں سے برطانوی سامراج کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ جزیرہ انڈیمان کے اندر روح نکل گئی آج بھی خلیج بنگال کے مشرق میں ان کی قبر حریت کی اذانیں پڑھ رہی ہے۔وہ امام فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کس کے عقیدے کے تھے؟ وہ ہمارے امام تھے وہ مفتی کفایت احمد کافی رحمہ اللہ تعالیٰ جو نعت شریف پڑھتے ہوئے تختہ دار پر چڑھ گئے اور مفتی عنایت احمد کاکوروی کا جھاد،ان لوگوں نے ہر دور کے اندر ہمارا سر اونچا رکھا اور تاریخ کے ہر موڑ کے اوپر یہ لوگ ہیں جو ہمارے بزرگ اور اسلاف ہیں اور انہوں نے برصغیر کو بچانے کے لیے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

دوسرا دور

دو قومی نظریہ اور اس کے وارث

وہ دو قومی نظریہ جو اصل میں مکی اور مدنی نظریہ ہے۔اس کو ہمارے اولیاء نے

Marfat.com

یہاں پر پروان چڑھایا اور اس کی پرورش کی اس کے ثمرات جس وقت قریب آنے لگے تو ہندوستان میں ایک فتنہ اٹھا جو متحدہ قومیت کا فتنہ تھا۔

متحدہ قومیت کا نعرہ لگایا گیا اور پھر اس نعرہ کے لیے کچھ اصحاب جبہ و دستار کو خریدا گیا۔ جس وقت ہندوؤں نے یہ سمجھا کہ اب یہاں پر انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کی تحریک کامیاب ہو جائے گی تو پھر یہ اس زمین کے وارث ہونگے۔

تو ہندوؤں نے مسلمانوں کو اتحاد کی پیشکش کی کہ ہم اور تم مل کے انگریز کے خلاف جہاد کرتے ہیں۔ ان کا مطلب تھا کہ ہماری اکثریت ہے اگر ہم انگریز کو بھگانے میں کامیاب ہو گئے تو کل ہند ہمارا ہوگا، مسلمان ہمارے غلام ہونگے۔

اعلیحضرت رحمہ اللہ علیہ کا ہندوؤں کے خلاف جہاد

ہندوؤں نے جس وقت یہ جال پھینکا تو کئی مسلمان لیڈر اس سازش میں پھنس گئے۔ ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ لگایا اور اس کی بنیاد جغرافیہ کو بنایا جا رہا تھا چونکہ ہماری زمین ایک ہے، ہماری بولی ایک ہے ہماری معاشرت ایک ہے، اس واسطے ہم ایک ہیں۔ اگرچہ ہم ہندو ہیں تم مسلمان ہو، ہمارا کوئی فرق نہیں۔

یہ آواز اس وقت کے ہندوؤں نے بلند کی، بدقسمتی سے ان کو کچھ داڑھیوں والے ایسے میسر آ گئے اور کچھ جبوں اور پگڑیوں والے ایسے لوگ مل گئے کہ جنہوں نے اس نظریے کی دین سے بنیاد تلاش کرنا شروع کر دی اور منبروں پر بیٹھ کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہندو اور مسلمان کی قومیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

یہ دلائل دے رہے تھے چونکہ ہمارا گھر ایک ہے، ہماری جگہ ایک ہے، ہمارا علاقہ

Marfat.com

ایک ہے، ہمارا ملک ایک ہے اس واسطے ہم ایک ہیں۔ یہ فتنہ جس وقت مسجد اور منبر اور مدرسہ سے اٹھا تو اس کے مقابلے میں جنہوں نے دو قومی نظریہ پر پہرہ دیا وہ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

آپ نے فرمایا یہ غلط سوچ ہے کہ انگریز کے ساتھ جہاد کرنا ہو تو ہندوؤں کو ساتھ ملا لیں یہ تو یونہی ہے:

فَرَّمِنَ الْمَطَرِ وَقَامَ تَحْتَ الْمِيزَابِ

بارش ہو رہی ہو اور بندہ بارش سے بچنے کے لیے دوڑتا ہوا آ جائے اور پرنالے کے نیچے کھڑا ہو جائے۔ آپ نے فرمایا پھر اسے بارش سے بچ کے دوڑنے کا فائدہ کیا ہے۔ اگر اس نے کھڑا ہی پرنالے کے نیچے ہونا تھا۔

تو حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارا جہاد جیسے انگریز کے خلاف ہوگا ایسے ہی ہندوؤں کے خلاف بھی ہوگا یہ ہمارے ہم قوم نہیں ہیں ہماری قومیت کیا ہے؟

حضرت محمد ﷺ نے جب مکہ شریف میں کہا تھا:

خدا ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں۔

تو اس سے کس چیز کو واضح کیا تھا کہ جس نے میرا کلمہ پڑھا وہ جہاں بھی ہے میرا ہم قوم ہے اور اگر یہ کلمہ ابولہب نہیں پڑھتا تو یہ ہماری قوم کا نہیں ہے۔ جس بنیاد پر رسول اکرم ﷺ نے قومیت کی بنیاد رکھی تھی برصغیر میں اس نظریے کو اگر محفوظ کیا ہے تو ہمارے بزرگوں نے محفوظ کیا ہے۔

Marfat.com

گاندھی نواز علماء

جب برصغیر میں اہلسنت دو قومی نظریے کی اذان دے رہے تھے اس وقت دیوبندی مکتبہ فکر کی طرف اکھنڈ بھارت اور وحدت ھند کا راگ الاپا جا رہا تھا۔ حسین احمد مدنی اور عطاء اللہ بخاری جیسے لوگ متحدہ قومیت کے مبلغ تھے

اور گاندھی کو منبروں پہ ''رسول السلام'' کہا جا رہا تھا، اس وقت بھی حق والوں نے گاندھی کی آندھی کا مقابلہ کیا۔

جب دوسری طرف سے گاندھی کے فضائل بیان ہو رہے تھے اس دور کے اندر بھی اگر منبر کی لاج رکھی ہے اور مسجد کا وقار برقرار رکھا ہے اور دین کی شان کو اجاگر کیا ہے تو وہ اہلسنت کا کردار ہے۔

اس وقت اس قدر حالات خراب ہو گئے تھے کہ ابو الکلام آزاد کی ہر تقریر ہندو قومیت کے بارے میں اور اکھنڈ بھارت کے بارے میں ہوتی تھی۔ اور تقسیم کو اسلام کے خلاف قرار دیا جا رہا تھا کہ برصغیر تقسیم نہیں ہونا چاہیے۔ دو ملک نہیں بننے چاہییں۔ پاکستان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

چلتے چلتے اس نے اپنی کتاب ''India wins freedom'' میں اسلامی قومیت پر (معاذ اللہ) اعتراضات کر دیئے اور سید عالم ﷺ کی دی ہوئی قومیت جو کلمہ کی قومیت ہے اس پر اعتراض کرتے ہوئے ابوالکلام آزاد نے کہا:

"Aftar the first century of islam was not able to unite all the muslim countries into one state."

Marfat.com

پہلی صدی گزرنے کے بعد اسلام اس قابل ہی نہیں تھا کہ تمام ملکوں کو محض دین کی وجہ سے متحد کر سکے (معاذ اللہ)۔

ایک صدی کے گزر جانے کے بعد ابوالکلام آزاد کی طرف سے اسلام کو اپنی حیثیت کھو دینے کے مترادف قرار دیا جا رہا تھا۔ اور انڈیا کو اپنی شناخت قرار دیا جا رہا تھا۔

جس وقت یہ زہر گھولا گیا تو یہ بریلی شریف اور سواد اعظم اہلسنت کی آواز تھی۔ جس نے کہا ہم انڈیا کے ہیں مگر دین ہمارا مدینہ شریف کا ہے۔ اگرچہ ہم اس جگہ کے ہیں مگر ہمارے اندر سوز مکہ شریف کا ہے یہ بنیاد سامنے رکھی گئی تو اس کے نتیجے میں اللہ نے ہمیں علیحدہ ملک پاکستان عطا فرمایا۔

دیوبند اقبال کی نظر میں

ایسے خطبوں کے جواب میں علامہ اقبال کو یہ کہنا پڑا:

عجم ہنوز نداند رموز دین ورنہ
زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر زمقام محمد ﷺ عربی است
بمصطفیٰ ﷺ برساں خویش راکہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

عجم کو ابھی تک دین کی رمز کا پتہ ہی نہیں چلا یہ عجم کے لوگ کیسے ہیں۔

زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

Marfat.com

دیوبند کے حسین احمد سے یہ کیا حماقت سرزد ہوئی ہے۔

یہ شعر کلیات اقبال میں آج بھی موجود ہے اور بڑی کوشش کی گئی کہ یہ شعر کلیاتِ اقبال سے نکال دیا جائے اس میں ہماری سبکی ہوئی ہے۔ مگر اقبال کے وارثوں نے کہا کہ اقبال کا یہ پیغام باقی رہے گا جس نے غلطی کی تھی اس کو غلطی کی سزا بھگتنا پڑے گی۔

سرود بر منبر که ملت از وطن است

یہ منبر پہ بیٹھ کے تقریر کرتا ہے کہ ہماری ملت وطن سے ہے۔

یہ وطن کا پجاری بن گیا اس نے وطن کو اسلام پر مقدم کر دیا۔

چه بے خبر زمقام مصطفی ﷺ عربی است

جس کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقام کی خبر ہو وہ ایسی غلط باتیں نہیں کر سکتا۔ چونکہ یہاں ملت وطن سے نہیں بنتی، ملت کلمہ اسلام سے بنتی ہے۔

بمصطفی ﷺ برساں خویش را که دین ہمه اوست

سب کچھ چھوڑ دو، وطن چھوڑ دو، ثقافت چھوڑو، کلچر چھوڑو، جغرافیہ چھوڑ و اور حضرت محمد ﷺ کے قدموں میں پہنچ جاؤ کیونکہ دین تو اس ذات کا نام ہے۔

گر به او نرسیدی تمام بولہبی است

اگر رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نسبت مقدم نہیں ہے تو پھر تمام بولہبی ہے پھر کوئی مسلمانی نہیں ہے۔ علامہ اقبال نے ان کو جھنجوڑا اور پھر ایک مقام پر یہ لفظ بھی کہنے پڑے۔

سطوت توحید قائم جن نمازوں سے ہوئی
وہ نمازیں ہند میں نذر برہمن ہو گئیں

Marfat.com

کہ جن نمازوں سے توحید کو وقار ملا برصغیر میں کچھ نمازی ایسے ہیں کہ انہوں نے برہمنوں کی نذر کر دیں۔ مطلب تھا گاندھی کو مسجد میں بٹھا کر اس کے نعرے لگوانا اور ایک قومیت کی بات کرنا، دو قومیتوں کی نفی کرنا۔

لیکن اس دو قومی نظریے کو پروان چڑھایا تو ہمارے بزرگوں نے چڑھایا تھا۔

عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے لوگ اور حسین احمد جیسے لوگ شور و غوغا کر رہے تھے کہ ہم ایک قوم ہیں مگر سنی بچہ بچہ کہہ رہا تھا ہم دو قومیں ہیں ہندو اور ہیں مسلمان اور ہیں۔ اقبال کہنے لگے!

کسے کہ پنجہ زد ملک ونسب را

نہ داند نکتہ دین عرب را

اگر قوم از وطن بودے محمد

ندادے دعوت دیں بو لہب را

جو ملت کی بنیاد ملک ونسب کو بنا رہا ہے وہ دین عرب کے نکتہ کو نہیں سمجھتا اگر قوم وطن سے بنتی ہوتی تو حضرت محمد ﷺ ابولہب کو دین کی دعوت نہ دیتے۔

عرب کے دین کا فلسفہ کیا ہے اگر قوم وطن سے بنتی ہوتی ہے۔

جس طرح قومیت پرست لیڈر اعلان کر رہے تھے کہ ہمارا چونکہ وطن ایک ہے۔

ندادے دعوت دیں بو لہب را

اگر وطن سے قوم بنتی ہوتی تو نبی علیہ السلام ابولہب کو کلمہ کی دعوت کبھی نہ دیتے۔

چونکہ ابولہب کا وطن تو وہی تھا، ابوجہل کا وطن تو وہی تھا پھر ان کو دعوت دینے کی ضرورت کیا تھی؟ پھر بدر اور حنین کے معرکوں کی ضرورت کیا تھی؟

Marfat.com

اگر نبی اکرم ﷺ تلوار لیکر نکلے ہیں اور اپنے جغرافیے کے لوگوں کے خلاف جہاد کیا ہے اور پھر بدر میں کیا فرق تھا۔ کیا دو رنگوں والے، دو نسلوں والے تھے؟ دو زبانوں والے تھے؟

نہیں نہیں انکی زبان ایک تھی رنگ ایک تھا علاقہ ایک تھا مگر لڑے کیوں ہیں؟ ایک طرف خدا والے تھے دوسری طرف بتوں والے تھے تو اس بنیاد پر اقبال کہنے لگے۔ سارا دین ان لوگوں نے بیچ دیا اور ہندوؤں کی محبت میں دین کو ملیامیٹ کرنے کا منصوبہ بنالیا۔ لیکن یہ علماء اہلسنت ہیں کہ جنہوں نے اس وقت حق کا علم بلند کیا۔

اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو پاکستان بنانے کا کوئی مقصد ہی نہیں تھا۔

اسکا کوئی سبب ہی نہیں تھا۔ یہ بنیاد تھی کہ ہندوؤں کے ساتھ ہمارا گزارا نہیں ہوتا۔ ہمارا مذہب اور، ہمارا کلچر اور، ہمارے شعائر اور ہیں ہم ان سے جدا، وہ ہم سے جدا ، اس کیس (Case) کو جناب محمد علی جناح نے اس بیس (Base) پر علماء کرام کی وکالت کرتے ہوئے سامنے رکھا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاکستان جیسا ملک عطا فرمایا۔

﴿ہمارا اور پاکستان کا جسم و جان کا تعلق﴾

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا عظیم ملک عطا فرمایا ہے کہ اس ملک پاکستان کے ساتھ ہمارا تعلق ایسا ہے جیسا جسم و جان کا تعلق آپس میں ہوتا ہے ۔

اس لئے کہ پاکستان بننے سے پہلے کی صدیوں کی جو تاریخ ہے وہ بھی ہماری ہے اور پھر انگریز کو بھگا کر ہند کو آزاد کرنے میں کردار بھی ہمارا ہے اور جس بنیاد پر پوری دنیا

Marfat.com

میں منفرد ملک پاکستان بنا۔ اس بنیاد پر پہرہ دینے کا تاج بھی ہمارے علماء و مشائخ کے سر ہے۔ پاکستان کی بقا کا سلسلہ بھی ہمارے علماء و مشائخ کے زندہ کردار کی وجہ سے ہے

﴿پاکستان آبادی کے لحاظ سے ساتواں بڑا ملک﴾

پاکستان پوری دنیا میں آبادی کے لحاظ سے ساتواں بڑا ملک ہے اور اسلامی ممالک میں صرف انڈونیشیا کے علاوہ باقی سب سے بڑی سٹیٹ (State) ہے

﴿پاکستان سے محبت کی وجہ﴾

جس نظریے پر یہ ملک بنا ہے اس نظریے پر پوری روئے زمین پر مدینہ شریف کی سٹیٹ کے بعد کوئی ملک نہیں ہے، باقی ملکوں کے پیچھے جغرافیہ ہے۔ برادری، رنگ ہے، نسل ہے۔ لیکن پاکستان ایک رنگ کی وجہ سے نہیں، ایک نسل کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ نظریے کی وجہ سے بنا ہے۔ ہمیں پاکستان سے صرف اس لئے پیار نہیں کہ یہ ہمارا ملک ہے۔

خدا کی قسم ہے ہمیں پاکستان سے پہلے نمبر پر اس لئے پیار ہے کہ جو نظریہ دے کر ہمارے آقا علیہ السلام نے مدینہ شریف میں سٹیٹ (State) بنائی تھی اس نظریے پر پوری دنیا میں اگر کوئی ملک بنا ہے تو وہ پاکستان بنا ہے کہ مدینہ شریف میں سٹیٹ (State) کی بنیاد بھی یہی نظریہ تھا۔

آج کے ملکوں میں جغرافیے ہیں اور برادریوں کی بنیاد پر ملک کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ عربوں کی چھوٹی چھوٹی سٹیٹس (States) بن گئیں۔ لیکن نظریے پر کوئی نہیں بنا۔

اگر غلط نظریے پر بنا ہے تو وہ اسرائیل بنا ہے اور صحیح اسلامی نظریے پر بنا ہے تو

Marfat.com

وہ اس پوری دنیا میں پاکستان بنا ہے۔ کسی نے کہا تھا:

نقش ہیں جو دل پہ وہ تصویر پاکستان ہے
جذبہ الفت کی ایک تعبیر پاکستان ہے
کون اب تسخیر کر سکتا ہے ارض عشق کو
مصطفےٰ ﷺ کے نام کی جاگیر پاکستان ہے

ہم پاکستان کا نام عبادت سمجھ کے لیتے ہیں اور ہمارا پاکستان سے تعلق ایمان والا تعلق ہے۔ اس لیے نہیں کہ اس زمین پر بیٹھتے ہیں اور یہاں کی زمین کا اناج کھاتے ہیں۔ ہم پاکستان سے اس لئے پیار کرتے ہیں کہ یہ اس نظریے کا عملی نمونہ ہے جو نظریہ ہمارے محبوب علیہ السلام نے طائف کے بازار میں پتھر کھا کے بھی پیش فرمایا تھا۔

تصور پاکستان اور اکابرین اہلسنت

اس بارے میں یقیناً ہم سمجھتے ہیں کہ تصور پاکستان اور ہمارے ملی شعائر جن کے معتقدات ہمارے ساتھ مطابقت کرتے ہیں اور جو باقاعدہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالی سے فتویٰ لے کر اپنی رائے بتاتے تھے۔

1920ء میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں واضح طور پر تصور پاکستان پیش کیا۔

حضرت عبدالقدیر بدایونی رحمہ اللہ تعالی کا تصور پاکستان

حضرت عبدالقدیر بدایونی رحمہ اللہ تعالی نے اس ہند کی تحریک کا احاطہ کرتے ہوئے تصور پاکستان پیش کیا تھا تو ان کی خدمات کو سامنے لانا بہت ضروری ہے۔

Marfat.com

بہت بڑے مؤرخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی جو کہ سابق وزیر تعلیم بھی ہیں۔
اور کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی رہے ہیں۔

انہوں نے کتاب "The struggle for pakistan" میں اس
حقیقت کو لکھا ہے۔

In march and april 1920 the Dhul.Qurnain of Badaun pablished an open letter from one Muhammad Abdul Qadir Bilgrami to gandhi advocating partition of the sub.Continent,in which he gave even a list of muslim districts which is generally speaking,not too different from the present boundaries of East and West pakistan.

ڈاکٹر اشتیاق حسین نے کہا کہ مارچ اور اپریل 1920ء میں بدایون کے اخبار ذوالقرنین نے ایک صاحب محمد عبدالقدیر بلگرامی رحمہ اللہ تعالی کا گاندھی کے نام ایک کھلا خط شائع کیا تھا۔ جس میں برصغیر کی تقسیم کی تجویز پیش کی گئی تھی اس میں انہوں نے مسلم اضلاع کی فہرست تک دی تھی جو مشرقی و مغربی پاکستان کی موجودہ سرحدوں سے کچھ زیادہ مختلف نہ تھی۔

کہاں 1947ء اور کہاں 1920ء اور کہاں علامہ اقبال کا تصور پاکستان، علامہ محمد اقبال کی طرف سے تصور پاکستان پیش کیے جانے سے کتنے سال پہلے 1920ء میں ایک بہت بڑے عالم دین عبدالقدیر بلگرامی رحمہ اللہ تعالی تصور

Marfat.com

پاکستان پیش کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین اس خط کو لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ بعد میں جب پاکستان بنا تھا تو اس کے سارے وہی اضلاع تھے۔ جو 1920 میں عبدالقدیر بلگرامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پیش کیے تھے۔ جن جن ضلعوں کا نام انہوں نے پیش کیا تھا۔ اسی نقشے کے مطابق بعد میں پاکستان بنا ہے۔ اس واسطے پاکستان کے بنانے میں تصور دینے کا جو اصل کام ہے وہ ہمارے ان بزرگوں کا ہے۔ جنہوں نے تصور بھی دیا اور عملی کوششیں بھی کیں اور پھر اپنا خون دے کر ہمارے لیے علیحدہ ملک کا بندو بست بھی فرما دیا۔

﴿قیام پاکستان کے مخالفین﴾

آل انڈیا سنی کانفرنس کا کردار ہر شخص کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔

جس وقت احراری کمپنی گاندھی کے چرنوں میں چر رہی تھی۔ مجلس احرار بھی ادھر تھی اور جمعیت علماء ہند گاندھی کے نعرے لگا رہے تھے۔

جماعت اسلامی کا ترجمان القرآن فروری 1946ء میں یہ کہتا تھا کہ پاکستان کا نام لینے والے اور بتانے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔

جس وقت عطاء اللہ شاہ بخاری مجمع عام میں یہ کہہ رہا تھا کہ

''اگر پاکستان کی پ بھی بن جائے تو میری داڑھی گدھے کے موت اور پیشاب سے مونڈ ڈالنا''

(ماہنامہ عرفات لاہور مارچ ۱۹۷۹ء، ص ۵،۴، بحوالہ ماہنامہ کنز الایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء)

جس وقت یہ لوگ ہندوؤں کی محبت میں اسلام کے خلاف بھڑاس نکال رہے تھے اللہ کا فضل ہے کہ ایسے کڑے وقت میں سنی بچے بچے نے پوری تحریک کو منظم کر کے ان

Marfat.com

ہندوؤں کو شکست دیتے ہوئے پاکستان کا وہ منظر حاصل کر لیا۔ جس کی روشنی آج بھی تمہارے سامنے موجود ہے۔

آج بھی نوائے وقت کے اداریے اس حقیقت کو بیان کرتے ہیں۔

وہ لوگ جنہوں نے اس کو ''پلیدستان'' کہا اور قائداعظم کو ''کافراعظم'' کہا۔ جنہوں نے ''مسلم لیگ کو اس وقت ووٹ دینا سور کھانے کے مترادف قرار دیا'' یہ ان لوگوں کا کردار تھا۔

رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص: ۲۷۵

آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا کردار

لیکن اس وقت ہمارے علی پور سیداں شریف کے پیر جماعت علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہہ رہے تھے

''جو مسلم لیگ کو ووٹ نہیں دے گا اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہیں کرنے دیا جائے گا''

یہ حمایت کر رہے تھے اور بتا رہے تھے لوگو! یہ دین کا مسئلہ ہے لہذا ہمیں اس پر فخر ہے کہ کبھی بھی ہم تاریخ کے اندھیروں میں نہیں رہے۔ بلکہ سُنّی ہر وقت تاریخ کے سویروں میں موجود رہے ہیں جس وقت تحریک چل نکلی اور ہندو مسلم اتحاد والے سارے خواب چکنا چور ہو گئے اور اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو سن کر لوگوں نے اپنے قبلے سیدھے کیے۔

تو آل انڈیا بنارس سنی کانفرنس منظر ہی کچھ اور پیش کر رہی تھی جس کے نتیجے میں پاکستان کا قیام یقینی بنا۔ مگر اندرونی حالات کو دیکھ کر اور ہمارے علماء کی فکر کو سن کر تا ئب

Marfat.com

ہو گئے اور پھر جا کر مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے کوشش شروع کردی۔

اب یہ مقابلہ تھا ایک طرف کانگرسی ملّاں تھے جو کہتے تھے کانگریس میں شامل ہونا فرض ہے اور وہ کہتے تھے کہ ہم کانگرسی ہیں۔

دوسری طرف ہم حق پرست تھے ہمارے مشائخ نے کہا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور اس کی بیعت ٹوٹ گئی ہے۔ جس نے پاکستان مسلم لیگ کو ووٹ نہ دیا پاکستان بنانے کے لیے جو ووٹ دے گا وہ ہمارا مرید ہو سکتا ہے لہذا پوری پاور کے ساتھ جنہوں نے پاکستان کو بنایا وہ اہلسنت ہیں۔

اس واسطے ہم اور پاکستان آپس میں یوں ہیں جیسے جسم اور جان کا آپس میں تعلق ہوتا ہے۔

ہمارے وہ عظیم مشائخ جنہوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کی 1925ء میں بنیاد رکھی۔ پھر ہر شہر میں سُنّی کانفرنسیں کیں اور رائے عامہ کو استوار کیا۔

حضرت شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمہ اللہ تعالی سفیر اسلام

پھر جس وقت منزل بالکل قریب آنے کو تھی تو قائد اہل سنت علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالی کے والد گرامی حضرت شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمہ اللہ تعالی جو اعلیٰ حضرت کے بڑے خلیفہ تھے۔ ان کو قائد اعظم محمد علی جناح نے کہا کہ تم میرے نزدیک سفیر اسلام ہو سارے ملکوں کی زبانیں بھی جانتے ہو۔ جاؤ پوری دنیا میں پاکستان کا مقدمہ پیش کرو۔ عربوں کو بھی بتاؤ، عجم کو بتاؤ، برٹش کو بھی بتاؤ کہ ہماری مجبوری کیا ہے؟ ہم پاکستان کیوں چاہتے ہیں؟

Marfat.com

پھر انہوں نے پوری دنیا میں دورے کر کے لوگوں کو اس بات پر قائل کیا اور بیدار کیا کہ ہم کوئی ایسا ٹکڑا نہیں چاہتے کہ جہاں جاگیردارانہ نظام ہو ہم ایسا ٹکڑا چاہتے ہیں جہاں قرآن وسنت کے قانون کو نافذ کر کے دکھا دیا جائے۔

﴿آل انڈیا بنارس سنّی کانفرنس میں مطالبہ پاکستان﴾

آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے موقع پر جب کوشش آخری مراحل تک پہنچی تو انڈیا کے شہر بنارس میں پانچ ہزار علماء مشائخ اکٹھے ہو گئے اور بنارس سنی کانفرنس میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ اگر محمد علی جناح مطالبہ پاکستان سے دستبردار بھی ہو جائیں تو ہم پھر بھی پاکستان بنا کے چھوڑیں گے۔

اس لیے کہ وہ ہمارے وکیل ہیں اگر وہ وکالت کریں گے تو ہم ان کے ساتھ ہیں اور اگر کسی طرح ان کو راستے سے ہٹا دیا گیا تو ہم پھر بھی اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ تو یہ کون لوگ تھے۔ یہ ہمارے سُنّی علماء و مشائخ تھے۔

☆ .... حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ .... مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ .... مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ .... پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ .... پیر عبدالرحمان بھرچونڈی شریف رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ .... پیر سید مغفور القادری رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ .... مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ .... مولانا عبدالحامد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

☆.........مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ تعالی

☆.........مولانا عبدالعلیم میرٹھی رحمہ اللہ تعالی

☆.........مولانا محمد ابراہیم علی چشتی رحمہ اللہ تعالی

☆.........مولانا محمد امین الحسنات پیر مانکی شریف رحمہ اللہ تعالی

☆.........مولانا مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمہ اللہ تعالی

☆.........علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالی

☆.........شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی رحمہ اللہ تعالی

☆.........مولانا غلام قادری اشرفی رحمہ اللہ تعالی

☆.........مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی رحمہ اللہ تعالی

☆.........مولانا محمد احمد مجددی ابن حضرت مفتی مظہر اللہ رحمہ اللہ تعالی

☆.........دیوان سید آل رسول علی خان رحمہ اللہ تعالی

☆.........مفتی محمد برھان الحق جبل پوری رحمہ اللہ تعالی

اور انکے علاوہ ہزاروں مشائخ اور آستانوں کے گدی نشین تھے۔ جنہوں نے یک زبان ہو کر آواز بلند کی تھی تو رب ذوالجلال نے ہند کی اس مخلوق کو آزادی عطا فرمائی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد کا دور

آل انڈیا بنارس سنی کانفرنس قیام پاکستان کے بعد سمجھنے لگی کہ جن کو ملک بنا کے دے رہے ہیں وہ خود ہی ملک میں نظام مصطفے کو نافذ کر کے قرآن وسنت کے مطابق اپنی زندگی گذار سکیں گے لیکن بد قسمتی سے مسلم لیگ اپنی راہ سے ہٹ گئی تو پھر ہمارے علماء ومشائخ نے جمعیت علماء پاکستان کے نام سے اس کوشش کو شروع کیا اور وہ کوشش آج تک جاری ہے۔ مگر جو کمی ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ اور پھر بالخصوص ہمیں اس

Marfat.com

بات پر زیادہ افسوس ہے۔

تلقین اعتماد وہ بھی کر رہے ہیں آج
راہ طلب میں جو کبھی معتبر نہ تھے
نیرنگی سیاست دوراں تو دیکھیے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

مخالفین پاکستان کی ستم ظریفی کا تسلسل

(خودکش دھماکے)

جنہوں نے کہا تھا کہ "یہ احمق لوگ ہیں جو پاکستان کی بات کر رہے ہیں"
اور کہتے تھے "کون ہے مائی کا لعل جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے"

آج وہ پاکستان کے مامے بنے پھرتے ہیں وہ ڈیزل قسم کے لوگ اب پاکستان کو اپنی جائیداد سمجھ چکے ہیں۔

اور پاکستان کو کھوکھلا کرنے کے لیے آج کتنے غلط لوگ متحرک ہو چکے ہیں۔ روزانہ کے دھماکے اور خودکش حملے یہ کس کی کارستانیاں ہیں۔ ہمیں پلٹ کر پھر وہ منظر یاد آتا ہے کہ جنہوں نے دل سے پاکستان کو قبول ہی نہیں کیا تھا۔ اور کہتے تھے کہ یہ ایک احمقوں کی بات ہے۔ پھر اس باڈر کو جو (۲۰) بیس لاکھ شہیدوں کو خون سے بنایا تھا۔ اسے آج معاذ اللہ مٹانے کی کوشش ہو رہی ہیں۔

تحریک پاکستان میں سنی مسلمانوں کی قربانیاں

اس واسطے اہلسنت علماء ومشائخ اور عوام اہلسنت نے اگر آج بیداری کا مظاہرہ نہ

Marfat.com

کیا اور اپنے ملک کو بچا کر اس میں نظام مصطفے ﷺ کو لانے کے لیے کوشش نہ کی تو تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی۔

میرے بھائیو! جو کرائے کا رہائشی ہو اسے مکان سے دلچسپی کوئی نہیں ہوتی اور جس نے خود بنایا ہو مٹی کی اینٹوں سے نہیں۔ جگر کے لہو سے بنایا ہو تو اس کو اپنے گھر کی خبر ہوتی ہے۔ ہم نے پاکستان اس انداز میں حاصل کیا۔

بیس (۲۰) لاکھ مسلمانوں نے خون دیا، دو کروڑ مسلمانوں نے گھر چھوڑا، 90 ہزار عورتوں کی عزتیں لوٹیں گئیں۔ پھر یہ پاکستان بنا۔

آج وہ پاکستان ہم سے مطالبہ کر رہا ہے ہم اس کے تقدس کو برقرار رکھیں۔ پاکستان بنانے کا مقصد کسی کی چودھراہٹ کو عروج دینا نہیں تھا۔ پاکستان بنانے کا مقصد تو یہ تھا کہ مدینہ شریف کا رنگ نظر آئے۔ مکہ شریف کا رنگ نظر آئے۔ شریعت مطہرہ کا ماحول ہو سنت نبوی کا چرچا ہو۔ یہی پشاور کانفرنس میں قائد اعظم محمد علی جناح نے کہا تھا۔

پاکستان قرآن وسنت کی لیبارٹری

ہم زمین کا ٹکڑا نہیں چاہتے تھے۔ ہم تو قرآن وسنت کی لیبارٹری چاہتے تھے۔ ہم قرآن وسنت کے لیے پاکستان لینے والے ہیں۔

یہ کمیونسٹ خیال کے لوگوں کی تردید ہے کہ بانی پاکستان نے باقاعدہ طور پر قرآن وسنت کے لاء کی بات کی ہے۔ اور پھر یہ سعادت ہمیں حاصل ہے۔

حضرت امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمات

جب دستور پاکستان کا نام رکھنے کی بات آئی تھی تو اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رکھوایا تھا۔ پہلے محض پاکستان تھا جب یہ کہا گیا کہ اس کا سرکاری مذہب کیا ہوگا اور یہ بات دستور میں طے ہو رہی تھی تو وہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے جنہوں نے کہا تھا کہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔

اور جس وقت یہ طے کیا جا رہا تھا کہ پاکستان کی جو مین (Main) پوسٹیں ہیں۔ ان پر کوئی قادیانی نہیں آسکتا تو یہ کوششیں امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تھیں۔ اور جس وقت پاکستان میں نظام اسلام کی جدوجہد کو عروج دیا جا رہا تھا تو اس وقت مولانا عبد الستار خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے

مگر این جی اوز (NGO,S) اور مختلف قسم کی ایجنسیوں نے اس کاروان حق کو ہر دور میں نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور لوٹنے کی کوشش کی۔ لیکن آج بھی وہ حرارت باقی ہے اور آج بھی وہ جذبہ باقی ہے۔ یہ آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے۔

کشتی حق کا زمانے میں سہارا تو ہے
عصر نو راد ہے دھندلا سا ستارہ تو ہے

ہر طرف اندھیرے چھا گئے ہیں۔ روشنی کی کرن اہلسنت و جماعت ہیں۔ ان شاء اللہ یہی آگے بڑھیں گے اور اس گھر کی حفاظت کریں گے۔ اس کے ساتھ گفتگو کو ختم کر رہا ہوں۔

پاکستان بنایا تھا پاکستان بچانا ہے
تن من دھن سب وار کے ہم نے یہ جھنڈا لہرانا ہے
یاد ہے تم کو ہندوستان پہ جب انگریز کا سایہ تھا
گنگا جمنا کی دھرتی پہ کفر کا بادل چھایا تھا

Marfat.com

مسلم لیگ نے گھر گھر جا کے قوم کو پکڑ جگایا تھا
آل انڈیا سنی کانفرنس نے پاکستان بنایا تھا
اب اس دیس کے والی ہم ہیں ہم نے اسے سجانا ہے
پاکستان بنایا تھا پاکستان بچانا ہے

شیخ مجدد نے جو تخم عرض ہند میں ڈالا تھا
خیرآبادی نے لہو دے کر اس گلشن کو پالا تھا
فکر رضا نے اس گلبن میں ہر سو کیا اجالا تھا
آل انڈیا سنی کانفرنس نے اس کا ثمر سنبھالا تھا
اس نظریے کو اب ہم نے پھر جگ میں پھیلانا ہے
پاکستان بنایا تھا پاکستان بچانا ہے

امن سکون سے بیٹھے والو آج اونچے ایوانوں میں
ان کی بھی تو یاد کرو جو کٹ گئے تھے میدانوں میں
کتنی غیرت تھی ان میں اور قوت تھی ایمانوں میں
آج وہ ہم سے کہتے ہیں فردوس کے بالا خانوں میں
ہم نے جس کو خون دیا تھا تم نے اسے چلانا ہے
پاکستان بنایا تھا پاکستان بچانا ہے

کچھ ایسے ہیں جو لہو مل کر آبیٹھے ہیں شہیدوں میں
ان کی ملت بنی وطن سے خود کہتے تھے جریدوں میں
وحدت ہند تھی لیلیٰ ان کی ہر جا غزل قصیدوں میں
بڑی خوشی سے بیٹھتے تھے یہ گاندھی جی کے مریدوں میں

Marfat.com

ہم نے ایسے ستم گروں کو بھی شیشہ دکھلانا ہے
پاکستان بنایا تھا پاکستان بچانا ہے
کب سے اس گلشن پہ دیکھو حملے کیے بجزاؤں نے
اس کے غنچوں کا رس چوسا ہے سوتیلی ماؤں نے
اس کے صحن میں ڈیرے ڈالے ہیں بے رحم بلاؤں نے
اس کا مالی سویا ہوا ہے استعمار کی چھاؤں میں
اس گلشن سے ہر غاصب کو ہم نے مار بھگانا ہے
پاکستان بنایا تھا پاکستان بچانا ہے
میرے دیس کے ہر چپے پہ یارب امن کے پھول کھلیں
شام سحر کے ہر لمحے میں عدل واحسان کے دیپ جلیں
اس کے ہر باسی کو یارب علم حلم کے جام ملیں
اس کے دشمن جل جل کے خود اپنی موت میں آپ مریں
آصف ہم نے اپنے دیس میں اپنا دین چلانا ہے
پاکستان بنایا تھا پاکستان بچانا ہے

﴿و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین﴾

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر
4

مائیں جب فرمائیں

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اما بعد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ

مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور پرنور شافع یوم النشور دستگیر جہاں غمگسار زماں سید سروراں احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے دربار گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد!

وارثان منبر ومحراب ارباب فکر ودانش

نہایت ہی معزز حضرات وخواتین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام 12ویں درس میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

ہماری آج کی گفتگو کا موضوع ہے۔

''مائیں جب فرمائیں''

میری دعا ہے کہ خالق کائنات ہمیں قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اس کے ابلاغ وتبلیغ کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ اور جن کی ماؤں کا وصال ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ماؤں کو فردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ

اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو

الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

وہ رب جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔

وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا

Marfat.com

اسی میں سے اُس کا جوڑا بنایا

وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَآءً

(پارہ ۴ سورۃ النساء آیت ۱)

اور ان دونوں سے بہت سے مرد وعورت پھیلا دیئے۔

ماؤں کی شفقت کا انداز

آج کی گفتگو ان چند عظیم ماؤں کے اقوال کی روشنی میں ہے۔ جو ان کی زبان سے اپنے فرزندان کے حق میں صادر ہوئے۔

مشکل وقت میں کڑی آزمائش کی گھڑیوں میں جب اپنی ماؤں سے عظیم بیٹوں نے مشورے کیے یا مشکل اور کڑے وقت میں ماؤں نے اپنی اولاد پر شفقت کرتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کیا تو اس سلسلے میں بھی ایک روشنی ہے پہلے اس کو پیش کریں گے۔

بالخصوص ماں کا دل جو سمندروں سے بھی زیادہ گہرائی رکھتا ہے۔ جب اس کے جذبات سے کوئی آواز نکلتی ہے تو عرش عظیم تک وہ ایک دستک کی طرح پہنچتی ہے اور رب ذوالجلال کسی کی ماں کے جملوں کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے اور ایسی دعاؤں اور ایسے الفاظ کو قبولیت تامہ عطا کی جاتی ہے۔ کائنات میں سب سے بڑی ماں اور سب سے عظیم خاتون کے مقدس الفاظ سے اپنی گفتگو کو شروع کرتے ہیں۔

وہ سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کے فرزند ارجمند پوری کائنات میں بڑے سے بڑے ہر شخص سے بڑے ہیں اور ہر اعلیٰ سے اعلیٰ ہیں اور مخلوق میں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر جہت سے عظمتیں عطا فرمائی ہیں۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آخری لمحہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو

Marfat.com

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اور ہمارے آقا علیہ السلام کا سفر مدینہ شریف سے واپسی کا تھا۔ جب محبوب علیہ السلام کی عمر مبارک تقریباً چھ سال تھی اور شریک سفر حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ مدینہ شریف میں اپنے ننھیال سے ہو کر واپس آتے ہوئے سید عالم ﷺ جب اپنی عظیم ماں کے ساتھ اونٹنی پر سوار تھے کہ ابواء کا علاقہ آ گیا۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا علیل ہو گئیں۔ ابواء کی ایک پہاڑی پر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا لیٹ گئیں۔ آخری لمحات میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنے عظیم فرزند کے چہرے کی طرف دیکھا اور اپنے ان جذبات کا اظہار کیا۔

اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِی الْمَنَامِ
فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنَامِ

جو خواب میں نے دیکھے ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو یقیناً آپ اللہ کے رسول علیہ السلام ہو۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنی آخری نگاہ اپنے عظیم فرزند کے چہرے کی طرف اٹھاتے ہوئے۔ یہ کلمات بولے!

کُلُّ حَیٍّ مَیِّتٌ

ہر زندہ فوت ہو جانے والا ہے۔ جو بھی مخلوق میں زندہ ہے اسے فوت ہونا ہے۔

وَکُلُّ جَدِیْدٍ بَالٍ

ہر نئی چیز نے پرانا ہو جانا ہے۔

وَکُلُّ کَبِیْرٍ یَفْنٰی

اور ہر بڑی عمر والا فنا ہو جائے گا۔

اَنَا مَیِّتَۃٌ وَذِکْرِیْ بَاقٍ

Marfat.com

میں دنیا سے جا رہی ہوں مگر میرے بیٹے میرا ذکر باقی رہے گا۔

وَقَدْ تَرَکْتُ خَیْرًا وَوَلَدْتُ طُھْرًا

(مواہب الدنیہ باب ذکر رضاعہ ﷺ ج ا ص ١٦٩)

اس واسطے کہ میں نے دنیا کو خیر دی ہے اور میں نے طہارت کو جنم دیا ہے۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی یہ گفتگو جو آخری لمحے ہمارے آقا علیہ السلام کے ساتھ تھی۔ جس پر حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا گواہ ہیں۔

یہ ہر لحاظ سے ایک جامع اور اصولی گفتگو کا ایک باب ہے۔ جس میں انہوں نے ایک مفکرانہ انداز میں پوری کائنات کی تاریخ اور حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اشعار ارشاد فرمائے۔ اور دنیا سے جاتے وقت ان کے دل کو ایک اطمینان اور سکون تھا کہ اگر چہ میری زندگی ختم ہو رہی ہے۔ مگر میں نے کائنات میں زندگی بانٹی ہے اور میرے فرزند ایسے ہیں ہر بہار کے اندر اسی پھول کی خوشبو موجود رہے گی اور ہر ایوان کے اندر اسی آفتاب کا نور جلوہ گر رہے گا اور کائنات میں ہدایت انہیں کے صدقے تقسیم ہوتی رہے گی۔ اور جدھر بھی چمک پڑے گی اس چمک کے تذکرہ کے ضمن میں میرا بھی تذکرہ ضرور کیا جائے گا۔

ماں کی دعا سے فوت شدہ بیٹے کو زندگی ملی

سید عالم ﷺ کے عظیم صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں ۔ ہم ایک انصاری نوجوان کی عیادت کے لیے گئے۔ وہ بالکل نوعمر صحابی تھے اور شدید بیمار تھے۔ ہم جس وقت ان کی عیادت کر کے اٹھے ہی تھے کہ ان کی روح نکل گئی۔ ان

Marfat.com

کے اوپر چادر ڈال دی گئی۔ جس وقت ہم نے اس کی والدہ کو خبر دی کہ تمہارے نوجوان بیٹے کا وصال ہو گیا ہے اور تم اس پر صبر کرو۔

تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ان کی والدہ نے ہم سے سوالیہ انداز میں پوچھا!

وَقَدْ مَاتَ؟

کیا میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔

تو ہم نے کہا ''نَعَمْ'' ہاں تمہارا بیٹا فوت ہو چکا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اس ماں نے اپنے ہاتھ برجستہ آسمان کی طرف اٹھا لیے اور اپنے سادے انداز میں یہ دعا مانگی اور کہا!

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ آمَنْتُ بِكَ

اے اللہ میں تجھ پہ ایمان لائی۔

میں کافرہ تھی۔ بتوں کو چھوڑا اور تیرا کلمہ پڑھا۔

وَهَاجَرْتُ اِلٰی رَسُوْلِكَ

اور میں نے سب کچھ چھوڑ کے تیرے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کی۔

فَاِذَا نَزَلَتْ بِیْ شِدَّةٌ دَعَوْتُكَ فَفَرَّجْتَهَا

آج تک جب بھی کوئی مشکل مجھ پہ آئی ہے۔ اے میرے رب میں نے تجھے آواز دی تو تو نے میری مشکل کو حل کیا۔ اور تو نے میری مدد کی ہے۔

اتنی بات کہنے کے بعد کہنے لگی۔

Marfat.com

أَسْأَلُكَ اللّٰهُمَّ لَا تَحْمِلْ عَلَيَّ هٰذِهِ الْمُصِيبَةَ

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں۔ مجھ پر اس مصیبت کا بوجھ نہ ڈال۔ میں جیتے جی اپنے بیٹے کا صدمہ برداشت نہیں کر سکتی۔ اور تو نے میرا بیٹا فوت کر دیا ہے اور میری یہ دعا ہے کہ میرے بیٹے کی روح واپس کر دے تا کہ جب تک میں زندہ رہوں تو میں اپنے بیٹے کو دیکھتی رہوں اور جب تو میری پہلی دعائیں قبول کرتا رہا ہے تو میرے رب میری اس دعا کو بھی قبول فرما لے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم اسی طرح اس کے پاس موجود تھے۔ اس کے بیٹے کے اوپر جو ہم نے چادر ڈالی ہوئی تھی تو اندر سے اس کے ہاتھ نے حرکت کی

فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ

اس نے خود اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا۔ اور اللہ کے اذن سے وہ باتیں کرنے لگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

حَتّٰى أَكَلْنَا وَأَكَلَ مَعَنَا

(البدایہ و النہایہ حدیث کرامۃ الولی السنۃ الحادیہ عشر للھجرۃ جلد نمبر ۶،۵ صفحہ نمبر ۵۳۶)

وہ اٹھ کے بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ ہم نے بھی کھانا کھایا اور اس نے بھی کھانا کھایا۔

تو یہ ایک والدہ کا درد ہے اور والدہ کی تڑپ ہے۔ اور ایک والدہ کا اپنے رب پر اعتماد اور یقین ہے۔ رب ذوالجلال نے دربار میں کسی کی والدہ کی تڑپ اور آواز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دے دیا کہ تم اگرچہ روح قبض کر کے لے آئے ہو اور قانون یہ نہیں ہے کہ دوبارہ روحوں کو لوٹایا جائے۔ اس خاتون نے اس انداز سے

Marfat.com

میرے ساتھ گفتگو کی ہے اور اپنے بیٹے کے لحاظ سے اس نے جو میرے ساتھ باتیں کی ہیں۔ میرا دریا رحمت جوش میں آ گیا ہے۔

لہذا ہم اس کی زندگی میں اس کے بیٹے کو نہیں ماریں گے۔ تو رب ذوالجلال نے اس خاتون کے الفاظ پر اس بیٹے کی ماں کی گزارش پر اس کے بیٹے کی روح کو واپس لوٹا دیا۔

اسے صحابہ کرام تفصیل سے بیان کرتے ہیں:

كُنَّا فِي الصُّفَّةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

کہ ہم صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور سید عالم ﷺ تشریف فرما تھے۔

فَاَتَتْهُ اِمْرَاَةٌ مُّهَاجِرَةٌ وَمَعَهَا اِبْنٌ لَهَا

ایک مہاجرہ خاتون کسی علاقے سے آ گئی۔ بتوں کا دین اس نے چھوڑا۔ اپنے بیٹے کو ساتھ لیا اور رسول اللہ ﷺ کے دربار میں پہنچی۔

فَاَضَافَ الْمَرْاَةَ اِلَى النِّسَآءِ

رسول اکرم ﷺ نے ان کو خواتین کے ساتھ ملا دیا۔

وَاَضَافَ اِبْنَهَا اِلَيْنَا

اور اس کے بیٹے کو ہمارے ساتھ بٹھا دیا۔

اس طرح ماں بیٹا مدینہ شریف میں رہنے لگے۔

سید عالم ﷺ نے ان کی تربیت کی اور روزانہ اپنے فیض سے آنکھوں کو حصہ دیا۔

وَلَمْ يَلْبَثْ اِنْ اَصَابَهُ وَبَاءُ الْمَدِيْنَةِ

کچھ دن گزرے تھے کہ ایک وباء آئی۔ اور وہ بیماری مدینہ شریف میں پھیل گئی۔

فَمَرِضَ اَيَّامًا

Marfat.com

تو وہ بیٹا بیمار ہو گیا اور کئی دنوں تک بیمار رہا۔

ثُمَّ قُبِضَ

کئی دنوں کی بیماری کے بعد وہ بیٹا فوت ہو گیا۔

ماں بیٹے کی رہائش جدا جدا تھی۔ ان دونوں کی ملاقات کبھی کبھی ہوتی تھی۔

اس کی ماں خواتین کے ساتھ رہتی تھی اور اس کا بیٹا صُفّہ میں رہتا تھا۔ جس وقت اس کے بیٹے کا وصال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کو غسل دیا جائے تا کہ اس کا جنازہ پڑھیں اور اس کو دفن کر دیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَّغْسِلَهٗ

جب ہم نے اس کو غسل دینا چاہا تو رسول اکرم ﷺ کو اس وقت خیال آیا۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا:

يَااَنَسُ اِئْتِ اُمَّهٗ فَاَعْلِمْهَا

اے انس اس کی والدہ کے پاس جاؤ اور اس کو خبر دو کہ تمہارا بیٹا اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اب اس کا جنازہ تیار ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَاَعْلَمْتُهَا

میں نے جا کر اس کی والدہ کو اطلاع دی۔

فَجَاءَتْ حَتّٰى جَلَسَتْ عِنْدَ قَدَمَيْهِ

Marfat.com

وہ آ گئی اور اپنے بیٹے کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی۔

فَاَخَذَتْ بِهِمَا

پھر اس کے دونوں قدموں کو پکڑ لیا اور دعا مانگنا شروع کر دی۔

یہ بات ہر سچے انسان کے دل میں القاء ہوتی ہے کہ بات کیسے کرنی ہے۔ گفتگو کیسے کرنی چاہیے کہنے لگی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ لَكَ طَوْعًا

اے اللہ میں نے جو تجھے مانا تو مجبوراً نہیں دل کی خوشی سے مانا۔

وَخَالَفْتُ الْاَوْثَانَ زُهْدًا

میں نے اپنے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے بتوں کی مخالفت کی۔

میں نے بتوں کو چھوڑ کر تیرا کلمہ پڑھا اور میں نے یہ سب کچھ اپنی خوشی سے کیا۔

وَهَاجَرْتُ لَكَ رَغْبَةً

اور میں نے صرف تیرے لیے ہجرت کی اپنا ماحول چھوڑا، خاندان چھوڑا، اپنا گھر چھوڑا، اپنے اس بیٹے کو لے کر میں تیرے محبوب ﷺ کے دربار میں حاضر ہوگئی۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُشْمِتْ بِیْ عَبَدَةَ الْاَوْثَانِ

اے اللہ میرے وجہ سے بتوں کے پجاریوں کو خوش نہ کرنا

اے اللہ! آج بتوں کے پجاری مجھے کیا کہیں گے۔ کہ تو اچھا کلمہ پڑھ کے گئی تھی۔ ہجرت کر کے گئی تھی۔ جس رب کا تو نے کلمہ پڑھا اس رب نے تیرا بیٹا فوت کر دیا۔ اللہ! بتوں کے پجاریوں کو بات کرنے کا موقع نہ دے اور ان کو مجھ پر خوش

Marfat.com

ہونے کی گھڑی نہ دے۔ اب یہ خبر جس وقت ان کو پہنچے گی تو وہ خوش ہو نگے۔ حالانکہ یہ ایک نظام ہے۔ اس کی حکمتیں ہیں۔

جس وقت اس تمہید کے بعد اس خاتون نے اللہ کے دربار میں ایک مقدمہ پیش کیا پہلے ساری گفتگو کرتی آئی۔ پھر کہنے لگی۔

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت مسلم کا خدا کوئی نہیں

وہ کہنے لگی

لَا تُشْمِتْ بِي عَبْدَةَ الْاَوْثَانِ

بتوں کے پجاریوں کو میری وجہ سے تنقید کا موقع نہ دے۔ وہ خوش نہ ہوں۔ لہذا اے اللہ تیرے دربار میں دعا کرتی ہوں۔

لَا تُحَمِّلْنِيْ مِنْ هٰذِهِ الْمُصِيْبَةِ

اس مصیبت کا بوجھ مجھ پہ نہ ڈال جو تو نے بوجھ مجھ پہ ڈال دیا ہے۔

مَالَا طَاقَةَ لِيْ بِحَمْلِهَا

میں اس بوجھ کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتی۔

صحابہ کرام موجود ہیں غسل کی تیاری کا وقت ہے۔

نبی ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میرے محبوب ﷺ کے زیر سایہ بیٹھ کر۔ اس عظیم ماں نے اپنے اس فوت شدہ بیٹے کے قدموں کو پکڑ کر رب ذوالجلال کے دربار میں اپنی درخواست پیش کر دی۔

صحابہ کرام کہتے ہیں

Marfat.com

فَوَاللّٰہِ مَا انْقَضٰی کَلَامُھَا حَتّٰی حَرَّکَ قَدَمَیْہِ

خدا کی قسم ہے۔ ابھی وہ ماں بات کر کے چپ نہیں ہوئی تھی کہ اس کے بیٹے کے دونوں قدموں میں جان آ گئی۔

یعنی جن دونوں قدموں کو پکڑ کر رب سے بول رہی تھی۔ صحابہ کرام کہتے ہیں کہ کوئی دیر نہیں لگی۔ ابھی آخری جملہ ختم نہیں ہوا تھا کہ بیٹے نے قدموں کو حرکت دی۔

سب سے پہلے قدموں میں جان آئی۔

ثُمَّ اَلْقَی الثَّوْبَ عَنْ وَجْھِہٖ

اس نے اپنے ہاتھ کے ذریعے سے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا۔

وَعَاشَ

اور پھر وہ بیٹا زندہ رہا کب تک؟

صحابہ کرام کہتے ہیں

حَتّٰی قَبَضَ اللّٰہُ رَسُوْلَہٗ

ہمارے محبوب ﷺ کی پوری ظاہری حیات کے اندر وہ بیٹا زندہ رہا۔

حَتّٰی ھَلَکَتْ اُمُّہٗ

(البدایہ و النہایہ حدیث کرامۃ الولی السنۃ الحادیۃ عشر للھجرۃ جلد نمبر ۵،۶ صفحہ نمبر ۵۳۶)

یہاں تک اس کی والدہ کا وصال ہوا۔ تو پھر اس کے بیٹے کا وصال ہوا۔

﴿ماں کے جملوں کی تاثیر﴾

کتنی پاور ہے ایک سچی ماں کی دعائیں اور اس کے جملوں کی تاثیر کیسی ہے۔ یہ ایک نظام قدرت ہے اللہ جس کی روح کھینچتا ہے واپس نہیں دیتا۔ لیکن ایک ماں جھگڑ

Marfat.com

پڑی ہے اور اس کا انداز بڑا نرالا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے اس کی محبت کو قبول کیا ہے۔

یعنی یہ نہیں کہا کہ اگر تو نے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنی ہے تو مانگ ورنہ دوسری دعا نہ کر۔ آپ اس کی محبت بھری گفتگو کو سنتے رہے ہیں۔ سرکار کے سامنے وہ بولتی رہی ہے۔ اور اس نے اپنی درخواست اپنے رب کے دربار میں پیش کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اور مہربانی کا ابر کرم برسا اور اللہ تعالیٰ نے اسکے بیٹے کی روح کو واپس کر کے دنیا والوں کو بتایا کہ ماں کے دل کی جو حرارت ہوتی ہے۔

اور ماں کے دل کے اندر جو ایک ارمان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی اس کا بڑا دھیان ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ماؤں کے جملوں کو قبول فرماتا ہے اور نہ ہونے والے کاموں کو بھی ان کی دعاؤں سے مکمل فرما دیتا ہے۔

اب ہم ایک ایسی ماں کا تذکرہ کرنے والے ہیں۔ وہ بھی صحابیہ ہیں اور تاریخ میں انکا ایک بہت بڑا کردار ہے انکو حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہما کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا کی منفرد شان

حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ ابھی صرف سترہ لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا نے بھی کلمہ پڑھ لیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا کی شان یہ ہے کہ وہ خود بھی صحابیہ ہیں۔ ان کے ابا جی بھی صحابی ہیں۔ ان کے دادا جان بھی صحابی ہیں۔ ان

Marfat.com

کے شوہر نامدار بھی صحابی ہیں۔ان کے بھائی بھی صحابی ہیں اوران کے بیٹے بھی صحابی ہیں

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اتنی بڑی محدثہ اور مفسرہ ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے انکے شاگرد ہیں، حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمارے آقا علیہ السلام کی پھوپھی جان ہیں۔حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ہوئی۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حواری کا لقب دیا تھا۔اور وہ حواری لفظ آج بدنام ہو چکا ہے۔کسی کے جو چیلے ہوتے ہیں ان پر حواری کا لفظ بولا جاتا ہے۔مگر شریعت مطہرہ میں اصل لفظ حواری بڑا پاک لفظ ہے۔

ہمارے آقا علیہ السلام نے اس کو مخلص ترین صحابی کے بارے میں استعمال کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے۔لیکن میرا حواری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

وہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ان کے ساتھ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ہوئی۔اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو **"ذات النطاقین"** کہا جاتا ہے۔**"نطاق"** کمر بند کو کہتے ہیں۔

تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ذات النطاقین اس لئے کہا گیا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھانا اپنے ابا جی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر میں باندھا تو انہوں نے اس کمر بند کے دو حصے کیے۔اس واسطے ان کا لقب ذات النطاقین پڑ گیا۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیدائش پہ اللہ اکبر کے نعرے

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا وہ صحابیہ ہیں کہ مدینہ شریف میں جانے کے بعد سب سے پہلے مہاجرین میں سے جس خاتون کے گھر بیٹا پیدا ہوا۔ وہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہیں اور وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مہاجرین کی پوری جماعت کا پہلا شہزادہ ہے جو مدینہ شریف میں پیدا ہوئے اور صحابہ نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔

چونکہ یہودی کہتے تھے کہ مہاجرین پر جادو ہو چکا ہے کہ ان کے گھر بیٹا پیدا نہیں ہوگا تو اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا پہلے ہی بیٹے کی امید سے تھی۔ مدینہ شریف پہنچیں تو قبا کے مقام پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پیدا ہوئے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں کپڑے میں لپیٹ کر مدینہ شریف کی گلیوں کا چکر لگایا پھر فرمایا یہودیو! سن لو قریش پر کوئی جادو نہیں۔ مہاجرین پر کوئی جادو نہیں ہوا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بیٹا عطا فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پہلی غذا

اور پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے بعد کا پہلا شہزادہ ہے جس کو نبی علیہ السلام نے اپنے لعاب دہن سے گھٹی دی۔ آپ نے کھجور منہ میں چبائی اور اس کے بعد ان کے منہ میں ڈالی۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں سب سے پہلی جو چیز پہنچی تو وہ نبی علیہ السلام کا لعاب دہن تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھی تھی۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ساری زندگی راہ حق میں مجاہد کی طرح کردار ادا کرتے رہے اور بالخصوص جب مکے میں آپ نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ اور مکہ شریف میں امیر المومنین کی حیثیت سے دور دراز تک ان کے احکامات کو مانا جانے لگا۔ بنوامیہ کے فرمانروا عبدالملک کو یہ بات پسند نہ تھی اس نے حجاج بن یوسف کو بھیجا کہ تم وہاں چلے جاؤ اور ان سے میری بیعت لو۔ اگر وہ میری بیعت کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ پھر ان کا سر اتارو

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تو اس کے نتیجے میں چالیس ہزار کا لشکر حجاج بن یوسف کی قیادت میں مکہ شریف حملہ کیلئے آ گیا۔ مکہ شریف میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ امیر المومنین کی حیثیت سے تھے۔ حجاج بن یوسف نے عبدالملک کے حق میں بیعت لینے کیلئے مکہ شریف کا محاصرہ کیا۔ اور یہ محاصرہ پانچ مہینے اور سترہ دن تک جاری رہا۔ اہل مکہ کا پوری طرح محاصرہ کر لیا گیا۔

چالیس ہزار کے لشکر نے آ کر منجنیقیں نصب کر دیں اور کعبہ شریف کے قریب والے پہاڑوں سے منجنیقوں کے ذریعے پتھراؤ کیا گیا۔

جس سے کعبہ شریف کی عمارت کو بھی نقصان پہنچا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی شہید ہوتے رہے۔

اس دوران بہت سے مسائل پیدا ہوئے۔ ابن زبیر کے ساتھیوں نے یہ بھی پیش کش کی کہ تم مذاکرات کر لو اور دست بردار ہو جاؤ اور اپنی جان بچا لو۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے موقف اور مشن پر ثابت قدم رہے۔

Marfat.com

اور ادھر پانچ مہینے کا محاصرہ اور مسلسل چالیس ہزار فوج کا حملہ تھا جس کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھی شہید ہو گئے اور کچھ مجبوراً حجاج بن یوسف سے جا ملے۔ جن کو کھانا نہیں ملتا تھا پانی نہیں ملتا تھا اور کوئی صورت حال بچنے کی نہیں تھی۔ یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے بھی جان بچانے کے لیے حجاج کی امان میں چلے گئے۔ حضرت خبیب اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما جو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کے بیٹے تھے۔ امن کے لیے حجاج کے پاس چلے گئے۔ صرف چند ساتھی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ہیں۔ اپنی ماں کے پاس مشورہ کرنے کے لیے چلے گئے۔

یہ بات (۷۳ھ) تہتر ہجری کی ہے۔ (۷۲ھ) بہتر ہجری میں یہ محاصرہ شروع ہوا اور (۷۳ھ) تہتر میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ ہجرت کے موقع پر مدینہ شریف میں پیدا ہوئے تھے۔ اسطرح حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ خود (۷۳) تہتر سال کے تھے۔

بوڑھی ماں کا بلند حوصلہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تہتر (۷۳) سال کا بوڑھا انسان پانچ مہینے محاصرہ کے باوجود آپ نے جہاد کو جاری رکھا اس وقت آپ کی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہا کی عمر نوے (۹۰) سال سے بھی تجاوز کر چکی تھی۔ اتنی بوڑھی ماں اور اتنے سخت حالات اور پھر آپ کا بلند حوصلہ تو ایسے میں قیامت تک کے لیے ماؤں کو ایک نصاب دیا ہے۔

Marfat.com

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ شریف میں اپنے گھر میں موجود تھیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مشورہ کرنے کے لیے حاضر خدمت ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں سے جس وقت جا کر یہ کہا کہ صورتحال یہ ہے کہ میرے ساتھ صرف چند ساتھی رہ گئے ہیں باقی شہید ہو گئے ہیں۔اور کچھ حجاج کیساتھ مل چکے ہیں۔

فَمَا رَأْيُكَ ؟

اب آپ کی اس بارے میں رائے کیا ہے ؟

میرے سامنے تین چیزیں پیش کی جارہی ہیں۔

نمبر 1: مجھے یہ بھی کہا جارہا ہے کہ ابن زبیر اگر حفاظت سے باہر نکلنا ہے تو نکل جاؤ۔

نمبر 2: مجھے گرفتاری کی پیش کش بھی ہو رہی ہے۔

نمبر 3: اور مجھے سر اتارنے کی دھمکی بھی دی جارہی ہے۔

اب ساری بات واضح ہے کہ میری فوج بھی ختم ہو چکی ہے۔ میں اس وقت اکیلا ہوں۔اگر میں پہلے دو کام اختیار نہیں کرتا تو تیسرا کام میرے سر کے اترنے کا ہے۔

تو میری ماں تجھ سے مشورہ کرنے آیا ہوں۔ مجھے اس وقت کیا کرنا چاہیے۔

صابرہ ماں کی مجاہد بیٹے سے گفتگو

جس وقت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی بوڑھی ماں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا تو اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اندر کتنا حوصلہ تھا۔ وہ کتنی صابرہ تھیں اور دین میں کس قدر بصیرت رکھنے والی تھیں

Marfat.com

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہا کہنے لگیں۔

يَابُنَيَّ اَنْتَ اَعْلَمُ بِنَفْسِكَ

اے میرے بچے ہے (بُنَیَّ تصغیر کا لفظ بولا) تجھے تمہارے بارے میں زیادہ پتہ ہے

پہلے یہ جملہ بولا پھر کہنے لگیں۔اب میری بات سنو!

اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّكَ عَلٰى حَقٍّ وَتَدْعُوْا اِلٰى حَقٍّ وَاصْبِرْ عَلَيْهِ

اگر تم جانتے ہو کہ تم حق پر ہو اور حق کی طرف دعوت دیتے ہو تو پھر اس حق پر صبر کرو

فَقَدْ قُتِلَ عَلَيْهِ اَصْحَابُكَ

اور پھر تمہارے دوست اس حق پر شہید ہو چکے ہیں۔

وَلَا تُمَكِّنْ مِنْ رَقَبَتِكَ يَلْعَبُ بِهَا غِلْمَانُ بَنِيْ اُمَيَّةَ

اپنی گردن کو گرفتاری میں نہ دیں کہ بنو امیہ کے بچے اس کے ساتھ مذاق کرتے رہیں۔پھر فرمانے لگیں

يَا بُنَيَّ عِشْ كَرِيْمًا

اے میرے بیٹے زندہ رہنا ہے تو شان سے رہو۔

مُتْ كَرِيْمًا

مرنا ہے تو شان سے مرو

لَا يَاْخُذُكَ الْقَوْمُ اَسِيْرًا

نہ پکڑے تجھے قوم قیدی بنا کر

یعنی کبھی بھی مجھے تیری گرفتاری کی خبر نہ ملے۔بلکہ مجھے تیری شہادت کی خبر ملے۔

اس وقت گرفتاری بھی کوئی کام ہے کہ تم اپنے ساتھیوں کو مروا کے کہو کہ میں گرفتاری

Marfat.com

پیش کرتا ہوں۔ کبھی بھی اپنے آپ کو مذاق نہ بنانا۔ اور پھر اتنا خوبصورت جملہ بولا!

اِنْ كُنْتَ عَلٰى حَقٍّ مَا وَهَنَ الدِّيْنُ

اگر تم حق پر ہو یعنی تم نے جس وقت جہاد شروع کیا تھا تو اپنے زور کی وجہ سے یا حق کی حمایت کی وجہ سے کیا تھا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے میں نے تو حق کی وجہ سے شروع کیا تھا۔ تو فرمایا تیرا کوئی ساتھی بھی زندہ نہ رہے۔ حق تو اب بھی زندہ ہے۔ حق تو اب بھی تیرے پاس ہے۔

جس وقت تو نے لڑنا شروع کیا تو وہ حق تجھے چھوڑ کے نہیں گیا۔ وہ حق اب بھی تیرے پاس ہے ۔ اس واسطے اے ابن زبیر جو تو نے میرا دودھ پیا ہے۔ میں تمہیں کہہ رہی ہوں اور یہی میرا حکم بھی ہے۔ مشورہ بھی ہے، رائے بھی ہے کہ حق تو تمہارے ساتھ ہے اور کوئی بھی تیرے ساتھ نہ ہو تو کوئی بات نہیں لیکن جب روح نکلے گی تو حق کی حمایت میں نکلے گی۔

بوڑھی ماں تو یہ چاہتی ہے کہ میرے بیٹے کو گرم ہوا بھی نہ لگے اور جہاں معمولی سا بھی خدشہ ہو کہ وہاں جانے سے نقصان ہوگا۔ وہاں جانے سے روکتی رہتی ہیں۔

یہ بوڑھی ماں کہہ رہی ہے اے ابن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ سن لو! میرا یہ حکم ہے کہ تم نے گرفتاری پیش نہیں کرنی۔ تمہیں شہید کیا جائے یہ مجھے پسند ہے اور میں جس وقت مروں تو یہ فیصلہ سن کے مروں۔ یا تم کامیاب ہو جاؤ غازی بن کے یا کامیاب ہو جاؤ شہید بن کے۔

ماؤں کا نصاب

Marfat.com

اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بیٹے کو جو پیغام دیا۔ وہ آج کی ماؤں کے لیے بھی ایک سبق ہے کہ!

ان کے پاس جب بیٹے آجائیں اور پوچھیں کہ ماں ایک طرف دین ہے دوسری طرف دنیا ہے۔ دنیا کی طرف جاؤں تو فائدہ بڑا ہے اور دین کی طرف جاؤں تو نقصان بڑا ہے۔ تو ماں کو یہ کہنا چاہیے کہ اے میرے بیٹے جدھر دین ہو ادھر نقصان نہیں ہوتا دین خود فائدہ ہے اور دنیا تو عارضی چیز ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولنے لگی کہ

اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّكَ اَنَّمَا اَرَدْتَ الدُّنْيَا فَلَبِئْسَ الْعَبْدُ اَنْتَ

اگر تو نے دنیا کے لیے تلوار اٹھائی تھی تو پھر تم برے انسان ہو

اَهْلَكْتَ نَفْسَكَ وَاَهْلَكْتَ مَنْ قُتِلَ مَعَكَ

پھر تو خود بھی ہلاک ہے اور تیرے ساتھی بھی ہلاک ہیں۔ وہ دین کی کوئی خدمت کر کے نہیں گئے۔

وَاِنْ كُنْتَ عَلٰى حَقٍّ فَمَا وَهَنَ الدِّيْنُ وَكَمْ خُلُوْدُكَ فِي الدُّنْيَا

اور اگر تم حق پر ہو تو دین کمزور نہیں ہوا تو دنیا میں آج نہیں مرو گے تو چار دن بعد مر جاؤ گے۔ کون ہمیشہ اس دنیا میں رہتا ہے۔

تو جب دنیا سے جانا ہی ہے۔ تو اس میں حق کے لیے جو جاتا ہے اس کے لیے حق کی طرف سے رحمتوں کا نزول بھی ہوتا ہے۔

جس وقت حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا نے اپنی گفتگو ختم کی۔

تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اٹھے اپنی امی کے قریب ہوئے۔

Marfat.com

فَدَنَا مِنْهَا فَقَبَّلَ رَأْسَهَا

اپنی امی جان کے قریب ہو کر اپنی بوڑھی ماں کا سر چوما۔ اور کہا

هٰذَا وَاللّٰهِ رَأْيِي

امی خدا کی قسم ہے میری رائے بھی یہی ہے۔ میں ڈرا نہیں ہوں میں بھاگا بھی نہیں ہوں۔ صرف میں تم سے مشورہ چاہتا تھا۔

مشورے کا مقصد ثواب میں شریک کرنا

اور میرا یہ ذوق کہتا ہے کہ انہوں نے یہ پوچھا تھا تو اس نقطہ نظر میں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں اشارہ ملا تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو۔ تو بیٹے سے پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ اللہ کے نبی کا خواب وحی الٰہی ہوتا ہے تو جس وقت اللہ حکم دے دے پھر مشوروں کی ضرورت نہیں ہوتی مشورہ تو دو چیزوں میں سے بہتر کے انتخاب کیلئے ہوتا ہے۔ لیکن رب جس وقت حکم دے رہا ہو تو وہی بہتر ہوتا ہے۔ تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے سے مشورہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بغیر پوچھے ذبح کر دینا چاہیے تھا۔ مگر مشورہ کیوں کیا تاکہ بیٹے کو بھی پورا ثواب مل جائے۔

ایک یہ ہے کہ بغیر پوچھے لٹا دیں تو اس صورت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تو ثواب ملے گا۔ لیکن بیٹے کو ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اس میں بیٹے کا تو کوئی دخل ہی نہیں ہے۔

لیکن جس وقت پوچھا تو انہوں نے کہا!

فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ

(پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۰۲)

Marfat.com

اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے

ابا جان جو کچھ کرنا ہے رب کے لئے کر لو میں اسی پر صبر کروں گا۔

تو پھر جتنا ثواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مل رہا تھا۔ اتنا رب کے حکم پر پیش ہوتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی ں رہا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر چاہتے تو خود شہید ہو جاتے آپ کو تو اس کا ثواب مل جاتا۔ لیکن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوصلہ کا اظہار نہ ہوتا۔ اور ان کا جو دین سے پیار ہے اس کا اظہار نہ ہوتا۔

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عہ نے امی سے اس لئے پوچھا کہ میری شہادت میں ثواب میری امی کو بھی مل جا۔ ۔ اور ان کی را۔ ۔ نے آ جائے اور قیامت تک کافروں کی ماؤں اور مشرکہ ر کی ؤں اور یہودیوں ۔ائیوں کی ماؤں کو پتہ چلے کہ جنہوں نے نبی علیہ السلام کا کلمہ ھا ہے۔ وہ جان پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ دین کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ بھی دینا پڑے تو دے دیتے یں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں سے کہا امی جان میں نے آپ سے مشورہ اس لئے کیا ہے تا کہ آپ کو بھی اس کا ثواب مل جائے۔

اللہ تعالیٰ کی حدوں کی پاسداری کا جذبہ

پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے

وَاللّٰہِ مَارَکَنْتُ اِلَی الدُّنْیَا

Marfat.com

خدا کی قسم دنیا کا ایک فیصد بھی میرا خیال نہیں تھا۔ جس وقت میں نے تلوار پکڑی تھی۔

وَلَا اَحْبَبْتُ الْحَيَاةَ فِيهَا

اور دنیا میں رہنے کی میری کوئی دلچسپی نہیں۔

وَمَا دَعَانِي اِلَى الْخُرُوجِ اِلَّا الْغَضَبُ لِلّٰهِ اَنْ تُسْتَحَلَّ حُرُمَتُهُ

میرے تلوار اٹھانے کا صرف ایک ہی باعث تھا کہ جو مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو پھلانگا جائے اور اللہ کی حدود کو پامال کیا جائے اور پھر عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چپ کر کے گھر میں بیٹھے رہے۔

صرف ایک بات نے مجھے اس رستے پہ لگایا۔ جو آج میں شہادتوں کے گلشن میں شہید ہونے کے لیے تیار کھڑا ہوں تو اس لئے کہ جب جابر حکمرانوں نے اللہ کی حدود کو کراس کیا ہے۔ حدود اللہ کو پامال کیا ہے: یہ سے برداشت نہیں ہو سکا۔

ان سے پہلے جو یزید کے مظالم تھے وہ سا میرے سامنے تھے۔ میں ان تمام چیزوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے دین کی حمایت میں نکلا ہوں۔ مجھے اپنی امارت کا کوئی شوق نہیں اور مجھے خلافت کی بھی کوئی غرض نہیں۔ میں نے اس لئے جھنڈا اٹھایا ہے کہ اگر آج ہم پا در بن کے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد ان لوگوں کے خلاف ڈٹ کے مقابلہ نہیں کریں گے تو دین پھر بدلتا چلا جائے گا۔

اس واسطے میری امی نہ مجھے دنیا کی محبت ہے نہ دنیا میں جینا چاہتا ہوں۔ مجھے اس بات پر غصہ آیا تھا کہ رب کا دین ہو رب کا قرآن ہمارے پاس ہو، اس کی مخالفت ہوتی رہے یہ برداشت نہیں ہو سکتا تھا۔ اس واسطے میں نے اپنا لشکر تیار کر لیا اور مکہ شریف کے اندر میں نے ڈیرے لگا لیے۔

Marfat.com

پھر کہنے لگے

فَانْظُرِیْ یَا اُمَّاہُ فَاِنِّیْ مَقْتُوْلٌ فِیْ یَوْمِ ھٰذَا

اے میری امی تم دیکھ لینا آج میں شہید ہو جاؤں گا۔

یہ میرا فیصلہ ہے آج میری شہادت ہو گی۔

فَلَا یَشْتَدُّ حُزْنُكِ

میں نے پوچھا اس لئے ہے تا کہ تمہیں غم زیادہ نہ ہو۔

اگر میں ویسے شہید ہو جاتا تمہیں خبر پہنچتی تو وہ اور معاملہ تھا۔ جب تم خود شہادت کے لیے رخصت کر رہی ہو اب اگر میری شہادت کی خبر پہنچے گی تو معاملہ اور ہو گا اور میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ

وَسَلِّمِیْ لِاَمْرِ اللّٰہِ

میری امی جب میری شہادت ہو جائے اور تمہیں میری شہادت کی خبر ملے تو تم نے میرا معاملہ رب کے سپرد کر دینا۔

تم نے کہنا ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ستھرا کردار

فَاِنَّ اِبْنَكِ لَمْ یَتَعَمَّدْ اِتْیَانَ مُنْکَرٍ

تو اس بیٹے کی ماں ہے جس نے آج تک عمداً ایک بھی گناہ نہیں کیا۔ وہ بیٹا آج تجھ سے وقت شہادت اجازت مانگ رہا ہے۔

وَلَا عَمِلَ بِفَاحِشَۃٍ

Marfat.com

آج تک تیرے بیٹے نے کوئی برائی نہیں کی۔

وَلَمْ یَجُرْ فِیْ حُکْمِ اللّٰہِ

آج تک اللہ کے حکم کے مقابلہ میں تیرے بیٹے نے جرأت نہیں کی۔
اللہ کے حکم کے مقابلے میں کبھی جسارت نہیں کی۔

وَلَمْ یَغْدِرْ فِیْ اَمَانٍ

آج تک امانت کے اندر غداری نہیں کی۔

وَلَمْ یَتَعَمَّدْ ظُلْمَ مُسْلِمٍ وَلَا مُعَاھِدٍ

آج تک میں نے کسی مسلم پر بھی ظلم نہیں کیا اور کسی ذمی پر بھی ظلم نہیں کیا۔

وَلَمْ یَبْلُغْنِیْ ظُلْمٌ عَنْ عَامِلٍ فَرَضِیْتُہٗ بَلْ اَنْکَرْتُہٗ

اگر میری حکومت میں میرے گورنر نے کسی پر ظلم کیا ہے تو میں نے اس کا بھی بدلہ لیا ہے۔

وَلَمْ یَکُنْ عِنْدِیْ آثَرَ مِنْ رِضٰی رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ

اور اس عامل کے ظلم کو میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کی رضا پر ترجیح نہیں ہے

اب اپنی پالیسی کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ ھٰذَا تَزْکِیَۃً لِّنَفْسِیْ

اے میرے رب یہ باتیں میں نے اپنی بڑائی کے لیے نہیں کیں کہ میں آخری وقت اپنی تعریف کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے جو کچھ یہ باتیں کی ہیں

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اَعْلَمُ بِیْ مِنِّیْ وَمِنْ غَیْرِیْ

اے اللہ تو میرے بارے میں اور میرے علاوہ دوسروں کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی پالیسی اپنی ماں کے سامنے بیان کر کے شہادت کی اجازت لے کے نکلتے وقت رب ذوالجلال سے گفتگو کر رہے ہیں۔

اے اللہ جو باتیں مجھ سے ہو گئیں کہ میں نے ظلم نہیں کیا فحاشی نہیں کی میں نے ہمیشہ حق کی حمایت کی ہے۔ میں نے عمداً کبھی گناہ نہیں کیا۔ اے اللہ یہ میری اپنی تعریف نہیں تھی۔ میں اپنی ماں کو حوصلہ دینا چاہتا تھا کہ میری ماں کو شہادت کی خبر ملے تو اسے خوشی ہو کہ میرا کوئی اجڈ بیٹا دنیا سے نہیں گیا۔ میرا ایک کامل کردار والا بیٹا دنیا سے جا رہا ہے۔

ایک بیٹے کی ماں سے دعاؤں کی درخواست

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی امی سے کہا کہ اے میری امی اب میں جانا چاہتا ہوں تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

اُخْرُجْ یَا بُنَیَّ

اے میرے بچے تم چلے جاؤ

حَتّٰی اَنْظُرَ مَا یَصِیْرُ اِلَیْكَ اَمْرُكَ

تاکہ مجھے پتہ چلے کہ فیصلہ کیا ہوتا ہے۔

فَقَالَ جَزَاكِ اللّٰهُ یَا اُمَّهْ خَیْرًا

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے میری ماں خدا تجھے جزا دے۔

فَلَا تَدْعِی الدُّعَا قَبْلُ وَبَعْدُ

کبھی دعا میں مجھے ترک نہ کرنا۔ میرے لئے دعائیں مانگتے رہنا۔

جس وقت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے تو آپ کی والدہ نے دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ سَلَّمْتُهُ لِاَمْرِكَ فِیْهِ وَرَضِیْتُ بِمَا قَضَیْتَ فَقَابِلْنِیْ فِیْ

Marfat.com

عَبْدَاللّٰهِ بْنِ زُبَیْرٍ بِثَوَابِ الصَّابِرِیْنَ الشَّاکِرِیْنَ

اے اللہ میں اپنا بیٹا تیرے سپرد کر رہی ہوں تو میرے بیٹے کو صابرین کا ثواب عطا فرما۔ میرے بیٹے کو شاکرین کا ثواب عطا فرما۔

اس کے ساتھ کہتی ہیں۔ اے میرے بیٹے اب رخصت ہو جاؤ۔ میں تمہیں اجازت دے رہی ہوں۔ بوڑھی ماں ہے نظر ختم ہو چکی ہے۔ بیٹے کو رخصت کرنے لگی ہے۔ 73 سالہ بیٹے کو 90 سالہ ماں نے اپنی گود میں لے لیا۔

فَاحْتَضَنَتْهُ لِتُوَدِّعَهُ

حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا نے بیٹے کو رخصت کرنے کے لیے اپنی آغوش میں بٹھایا اور ہاتھ پھیرا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بدن پر زرہ تھی۔ جس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوہے کی زرہ پہنی ہوئی ہے تو حضرت اسماء کہنے لگی۔

یَابُنَیَّ: مَاھٰذَا لِبَاسُ مَنْ یُّرِیْدُ مَا نُرِیْدُ مِنَ الشَّھَادَةِ

(البدایۃ والنہایۃ باب قتل عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۳۵ ۷ دار المعرفۃ بیروت)

اے میرے بیٹے جس نے شہادت لینی ہو اس کو زرہ کی ضرورت کیا ہے۔ ایک طرف تم مجھ سے شہادت کی اجازت لیتے ہو اور پھر تم نے زرہ پہنی ہوئی ہے۔

اسماء رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا بیٹے زرہ اتار دو۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے زرہ اتار دی اور اپنے اضافی کپڑے اتار دیئے۔ شہادت میں ایسا نہ ہو کہ کہیں کوئی ستر میں فرق آجائے۔

اسلام کے ساتھ وفاداری کا سبق

Marfat.com

جس وقت وہ اپنے باقی کپڑے سمیٹ رہے تھے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ان کو اپنے خاندان کی عظمت اور اسلام کے ساتھ وفا کا سبق بھی دے رہی تھیں۔ فرمانے لگیں!

اے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تیرے ابا جی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کو نبی علیہ السلام نے اپنا حواری کہا تھا، اور تیرے نانا کو صدیق اکبر کہا جاتا ہے، اور تیری دادی نبی علیہ السلام کی پھوپھی ہیں۔ اور تیری خالہ نبی علیہ السلام کی زوجہ ہیں۔ یہ سارے معاملات اپنے ذہن میں رکھو اور تم نے آج جس وقت شہادت گاہ میں قدم رکھنا ہے یہ سارے حوالے تمہارے سامنے ہونے چاہییں۔

کوئی شکوہ اور کوئی شکایت اور کوئی بے صبری نہیں ہونی چاہیے۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی عظیم ماں کا سبق لے کر باہر نکلے ہیں تو یہ پیشکش پھر ہوگئی ہے کہ اگر چاہو تو جان بچا کر باہر چلے جاؤ۔ چاہو تو گرفتاری دے لو۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا نہ گرفتاری منظور ہے نہ اس سے نکل کر جان کی حفاظت منظور ہے۔ میں جس دین کے لیے تلوار اٹھا کے نکلا تھا۔ اس کے لیے آخری سانس تک لڑوں گا۔ لڑتے لڑتے جس وقت چھلنی ہو گئے۔ اس وقت ایک موذی نے بڑھ کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر اتار لیا۔ وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہ جب پیدا ہوئے تھے تو مدینہ شریف میں اس وقت اللہ اکبر کی آواز گونجی تھی۔ وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہ جب شہید ہوئے ہیں۔ تو پھر کچھ موذی اللہ اکبر کی آواز بلند کر رہے تھے۔

اس موقع پر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جس وقت سنا تو فرمایا:

Marfat.com

ظالمو! تم سے وہ لوگ اچھے تھے جنہوں نے اس ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت پر اللہ اکبر کہا تھا۔ آج تم ان کی شہادت پر اللہ اکبر کہتے ہو۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دین کی سربلندی کے لیے اپنا کردار ادا کرتے ہوئے یوں نظر آئے ہیں۔ جیسے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے کردار ادا کیا تھا۔ اور پھر ان کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کردار ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

یہ خاندان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفا کا حصہ ہے۔

ادھر حجاج کی طرف سے اتنا ظلم وستم ہو رہا تھا کہ آپ کا سر کاٹ کے عبدالملک کی طرف بھیجا گیا۔ اور پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو (معاذ اللہ) حجون کی پہاڑی پر الٹا لٹکا دیا گیا۔ حجون ایک پہاڑی کا نام ہے جو مکہ شریف میں ہے۔ اس پہاڑی پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا جسد اقدس کئی دنوں تک لٹکتا رہا۔ اتنا ظلم حجاج کی طرف سے تھا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو خبر پہنچی کہ آپ کا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔

اس کے بعد پھر حجاج کی طرف سے مذاکرات کی کوشش کی گئی۔ ہر ظالم ظلم کے داغ دھونا چاہتا ہے۔ مظلوم خاندان کے ساتھ اپنی حمایت اور محبت کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ معاملہ یزید کا تھا۔ ایسے ہی حجاج نے پیغام بھیجا کہ اے اسماء رضی اللہ تعالی عنہا تم آؤ میں تمہیں اعزاز دینا چاہتا ہوں۔

یہ پیغام جس وقت حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس پہنچا تو فرمانے لگیں کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ ہی میں حجاج کے پاس جاؤں گی۔

حجاج نے پھر پیغام بھیجا۔ کہ یا تو تم خود آؤ گی یا پھر تمہیں بالوں سے کھینچ کر یہاں

Marfat.com

لایا جائے گا۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں کہتی ہیں میں بیٹھی ہوں اس کو بھیجو جو مجھے بالوں سے پکڑ کر لے جائے۔ کون مجھے بالوں سے پکڑ کر لے جائے گا ؟

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب یہ پیغام حجاج کے پاس پہنچا۔

حجاج غصے میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جا پہنچا۔ تو وہ دوسری طرح نرمی سے پیش آیا۔

کہنے لگا۔ یَا اُمَّہ

اے ماں تجھے امیر المؤمنین کا پیغام دینا چاہتا ہوں۔ عبدالملک بن مروان نے مجھے باقاعدہ کہا ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک بہت بڑا مقام ہے۔ اسماء کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔

جس وقت حجاج نے ﴿یَا اُمَّہ﴾ کہا تو اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگی۔

لَسْتُ لَكَ بِاُمٍّ

تیرے جیسے بدبخت کی میں ماں نہیں ہوں۔

میں کس کی ماں ہوں؟

لِكِنِّي اُمُّ الْمَصْلُوْبِ عَلٰى رَأْسِ الثَّنِيَّةِ

(سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۵۳۰)

حجون کی پہاڑی کے اوپر پھندے پر جو سواری کر رہا ہے۔ میں اس کی ماں ہوں۔ میں زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں ہوں۔

Marfat.com

حجاج سے کہا میں تمہاری ماں نہیں ہوں۔ حجاج نے کہا کوئی ہمارے ذمہ کام ہو تو بتاؤ۔

تو حضرت اسماء بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگیں۔ سن لو! تم اس وقت مجھ سے کسی نرمی کا تقاضا کرتے ہو۔ سنو! تیرے کرتوتوں کو میں شروع سے جانتی ہوں۔

میں نے خود نبی علیہ السلام کی زبان سے سنا تھا

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری امت کے اندر ثقیف خاندان سے دو آدمی نکلیں گے۔ ایک کذاب ہوگا دوسرا مبیح ہوگا۔

کذاب مختار ثقفی تھا۔ جو اہل بیت کی جھوٹی محبت کے ضمن میں لڑتا رہا اور پھر اس کا سر اتارا گیا۔ اس کذاب کی خبر بھی نبی علیہ السلام نے دی تھی۔ اور دوسرے مبیح کی خبر دی تھی۔

''مبیح'' اس کو کہتے ہیں جو لوگوں کو قتل کرنے والا ہو۔ میں نے نبی علیہ السلام کی زبان سے تمہاری مذمت سنی تھی۔ اگرچہ تم بعد میں پیدا ہوئے ہو۔ مگر ہمارے محبوب علیہ السلام نے اپنی زبان سے خبر پہلے دے دی تھی۔ لہذا میں تجھے بتانا چاہتی ہوں کہ میرے پاس تیرے لئے کوئی نرمی نہیں ہے۔

میرے پاس تیری مذمت حدیث سے ثابت ہے کہ تو وہ بدبخت انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام نے بھی بدبخت قرار دیا ہے۔

پھر حجاج کہنے لگا دیکھو میں نے اللہ کے دشمن کو مارا ہے حضرت اسماء فرمانے لگیں۔

میرا بیٹا اللہ کا دشمن نہیں تھا۔ وہ صوام تھا قوام تھا۔

روزانہ روزہ رکھا کرتا تھا اور روزانہ رات بھر قیام کرتا تھا۔

Marfat.com

حجاج نے کہا دیکھو میں نے تیرے بیٹے کی کس طرح دنیا خراب کی ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

ٹھیک ہے تم نے میرے بیٹے کی دنیا خراب کی ہے۔ مگر میرے بیٹے کی شہادت نے تیری آخرت برباد کر دی ہے۔ نقصان تجھے ہوا ہے مجھے تو نہیں ہوا۔ دنیا عارضی ہے آخرت دائمی ہے۔ تم نے ہمیں دنیا کا نقصان دیا یہ کوئی بات نہیں ہے لیکن تو اپنی آخرت کا نقصان کر بیٹھا ہے۔ میرا بیٹا اور میں جس راہ پر قائم ہیں ہم نے اپنی آخرت کو سنوار لیا ہے۔

﴿آج کے ماحول میں خاتون اسلام کی ذمہ داری﴾

عظیم ماں کے ان جملوں کو اس موضوع کے لحاظ سے پیشنظر رکھنا آج کے حالات میں ہمارے لئے ضروری ہے۔ بالخصوص آج کی خواتین کے لیے اس میں سبق ہے۔ جس وقت ماں سے بیٹا آ کے پوچھتا ہے امی ایک طرف یہ سنت ہے اور دوسری طرف یہ فیشن ہے۔ فیشن سارے کر رہے ہیں۔ سنت سارے چھوڑ رہے ہیں۔ تو امی میں کیا کروں؟ اسلام کی بیٹی کا حق بنتا ہے۔ وہ کہے میرے بیٹے فیشن کو لات مارو۔ قدم سے ٹھکرا دو۔ اور اپنے نبی کی سنت کا جھنڈا اٹھا لو۔ اگر چہ کوئی بھی تجھے پسند نہ کرے لیکن اللہ تعالیٰ تو پسند کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام تو پسند کریں گے۔

اس واسطے آج کی ماؤں کے لیے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ کردار سامنے رکھنا ضروری ہے۔ جب اسلام پہ کربلا کا وقت آ جائے۔ جب حدود اللہ کو پامال کیا جا رہا ہو۔

Marfat.com

ایسے میں ماؤں پر ضروری ہے اپنے بیٹوں کو دودھ کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے اپنے دودھ کا تذکرہ کرتے ہوئے۔ انہیں یہ بتائیں کہ ہمارے اندر دین ہے ایمان ہے۔ ہمارے اندر یقین ہے۔ ہر چیز پہ کمپرومائز ہو سکتا ہے۔ اسلام پر کوئی کمپرومائز نہیں ہو سکتا کہ ہم اسلام بیچ کر زندگی کی بھیک مانگتے رہیں۔

ایسی زندگی کوئی زندگی نہیں ہے۔

اسلام کی بیٹی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی آغوش میں آنے والی نسل کی اس انداز میں تربیت کرے جس سے پتہ چلتا رہے کہ!

شراب عشق احمد میں کچھ ایسی کیف و مستی ہے
جان دیگر بھی اک دو بوند مل جائے تو سستی ہے

﴿وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر
5

یہود ونصاریٰ اور ہمارا جداگانہ تشخص

Marfat.com

اَحْمَدُ کَ اللّٰھُمَّ یَا مُجِیْبَ کُلِّ سَائِل وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ ھُوَ اَ
فْضَلُ الْوَسَائِلِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ ذَوِ الْفَضَائِلِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ قَالَتِ الْیَھُوْدُ یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ غُلَّتْ اَیْدِیْھِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ یَدٰہُ
مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ
رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَآئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثناء اور حضور اکرم، نورِ مجسم شفیع معظم، احمد مجتبیٰ، جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے دربار گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

وارثان منبر ومحراب ارباب فکر ودانش

نہایت ہی معزز ومحتشم حضرات وخواتین

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ادارہ صراطِ مستقیم پاکستان کے زیرِ اہتمام فہم دین کورس کے 13 ویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

''یہود ونصاریٰ اور ہمارا جداگانہ تشخص''

میری دعا ہے کہ رب ذوالجلال ہمیں قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و سنت کو سمجھ کر اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آج امتِ مسلمہ جن خطرات میں گھری ہوئی ہے ان میں ایک بہت بڑا خطرہ یہود ونصاریٰ کیساتھ مشابہت کا ہے اور یہود ونصاریٰ کی پیروی کا ہے۔

☆ آج امتِ مسلمہ کے بعض افراد کو دھوکہ دے کر، ورغلا کر اغوا کیا جا رہا ہے۔

☆ انہیں طیبہ کی حسین وادیوں سے نکالنے کیلئے مغرب کی چمک دکھائی جا رہی ہے۔

☆ انھیں زمزم اور کوثر وتسنیم سے ہٹا کر یورپ کے میخانوں کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے۔

☆ زندگی گذارنے کا لائف کوڈ اور نظام حیات جو ہمارے خالق ومالک نے ہمارے لئے پسند کیا ہے۔ اس کے مقابلے میں شہوت پرستوں اور خواہش کے پجاریوں کے

Marfat.com

بنائے دساتیرِ حیات کی طرف آج امت مسلمہ کو متوجہ کیا جارہا ہے۔

ایسے خطرات میں امت کے پاس بچاؤ کیلئے جو قلعہ ہے وہ قرآن مجید ہے۔

آج کا مومن اپنے رب کی قدرتوں پر یقین رکھتے ہوئے اور اپنے آقا تمام رسولوں کے قائد حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی محبتوں کا دیپ جلائے ہوئے اس کائنات میں سب کو یہ بات باور کرانا چاہتا ہے کہ ہمارے دل میں اور ہمارے کردار میں جہاں کہیں بھی جلوہ گری ہوگی وہ رب ذوالجلال کے پسندیدہ دین اسلام کی جلوہ گری ہوگی۔

ہمارے انفرادی و اجتماعی زندگی کے معاملات ہوں یا امور ہوں ان کے اندر اسلام کا جلوہ گر ہونا اور ان کے اندر دین متین کی چمک کا موجود ہونا آج کے مومن کا سب سے بڑا کردار ہونا چاہیے۔

جداگانہ تشخص بیان کرنے کا مقصد

اس مقصد کے پیش نظر آج کے موضوع کو اس فورم (form) پر بیان کیا جارہا ہے۔ کہ ہمارے دکھوں کا علاج واشنگٹن میں نہیں ہے۔ ہمارے مرض کی دوا برطانیہ کے پاس نہیں ہے۔ ہمارے مسائل کا حل اسرائیل کے پاس نہیں ہے۔ ہماری الجھنوں کا مداوا انڈیا کے پاس نہیں ہے۔ ہمارے ہر مسئلہ کا حل قرآن وسنت میں موجود ہے۔

اس واسطے آج کچھ لوگ غیروں کے آلہ کار بن کے اُن کا پیغام مسلمانوں میں پھیلانے لگے اور کچھ بے چارے نادانستہ اُس جال کا شکار ہونے لگے۔

تو یہ ہماری ڈیوٹی بنتی ہے کہ ہم اپنے جداگانہ تشخص کی صورت واہمیت کو واضح کریں۔

☆ جس کا کوئی سہارا نہ ہو وہ اگر مارا مارا پھرتا ہے تو کوئی بات نہیں۔

Marfat.com

☆ جس کے پلے کچھ نہ ہو وہ در بدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرے تو کوئی بات نہیں۔

☆ جس کے پاس ضابطہ حیات نہ ہو وہ غیروں کی گداگری کرتا پھرے تو کوئی بات نہیں

☆ لیکن جس امت کو ساری امتوں کا سردار بنایا گیا ہو۔

☆ جس کے قانون کو ہر قانون کا سردار بنایا گیا ہو۔

☆ جن کی کتاب کو ہر کتاب پر امامت دی گئی ہو۔

☆ جن کے رسول ﷺ کو سارے رسولوں کا قائد اور سردار بنایا گیا ہو۔

اُس امت کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ للچائی نظروں سے غیروں کی طرف دیکھے اور وہ کسی غیر کے دروازے کے در کی بھیک کا محتاج رہے۔ اُسے ہر وقت اپنے رب کے کرم کی طرف اور اپنے محبوب کی عنایت کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

یہودیوں کا بگڑا ہوا عقیدہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ

اور یہودی بولے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے

اُن یہودیوں کے اللہ کے ماننے کا انداز یہ ہے کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ موجودہ یہودی قرآن کے نزول کے وقت کے یہودیوں سے کئی درجے بگڑ گئے ہیں۔ اُس وقت کے یہودیوں کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اتنے کمینے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ معاذ اللہ بندھے جا چکے ہیں لہذا وہ کچھ دے نہیں سکتا۔

تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں کہا۔

Marfat.com

غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ

انہیں کے ہاتھ باندھے جائیں

جو اللہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں۔ ان کے کہنے والوں کے ہاتھ جکڑے جائیں۔

وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا

اور ان پر اس کہنے سے لعنت ہے

بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ

بلکہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں

اللہ کے ہاتھوں کو کون باندھ سکتا ہے۔ دن رات اُس کی طرف سے لوگوں پر بخشش ہو رہی ہے۔ لوگوں کو کھلایا جا رہا ہے خیرات بانٹی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پھیلے ہوئے ہیں۔

اور یہ متشابہات میں سے ہے کہ اللہ نے دو ہاتھوں کا تذکرہ فرمایا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں۔

یہ رب کی ذات کا کمال ہے جو عقل کے ترازو پہ تولا نہیں جا سکتا۔ ہاتھ کے ہونے پر ہمارا یقین ہے لیکن ہمارے ہاتھوں کی طرح نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں تو وہ کیسے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور ہمارے لئے اس پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خود ہمیں اپنے ہاتھوں کا دیدار کرا دے گا۔

یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ

عطا فرماتا ہے جیسے چاہے

Marfat.com

وہ جس طرح چاہتا ہے لوگوں کو عطا کرتا ہے اُس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ نہ اُسے کوئی مجبور کرسکتا ہے۔

﴿قرآن کا اعلان یہودیوں کے کفر میں دن بدن اضافہ﴾

وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا

(پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۶۴)

اور اے محبوب یہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا اس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر میں ترقی ہوگی۔

اس قرآن کو بنایا تو رحمت گیا تھا لیکن چونکہ اُن کے مزاج بگڑ چکے ہیں اس واسطے انھیں یہ رحمت راس نہیں آئے گی وہ اس کو از روئے شرارت کے پڑھیں گے اور از روئے کفر کے پڑھیں گے۔ جوں جوں قرآن پڑھا جائے گا یہودیوں کی شرارتیں زیادہ ہونگی اور اُن کا کفر زیادہ ہوگا اس کی صداقتوں کا اس سے بڑا بیان کیا ہوسکتا ہے چودہ صدیوں سے زائد عرصہ گذر چکا ہے اس کی کوئی خبر بھی جھوٹی نہیں ہے۔

﴿قرآن کی سچی خبریں﴾

اُن اخبار میں سے ایک خبر یہ ہے کہ قرآن پڑھیں گے یا سُنیں گے تو ان کا کفر تیز ہو جائے گا اور پھر اے مسلمانو! تم کبھی بھی یہ نہ سمجھنا کہ یہ تمہارے وفادار ہو جائیں گے۔ اور تمہارے معاون بنیں گے۔

تم مومن تب ہو جب تمہارے پاس قرآن ہے اور جب تک تمہارے پاس قرآن ہے اُن کی شرارتیں ختم نہیں ہونگی تم قرآن کے بغیر نہیں رہو گے اگر مومن رہنا

Marfat.com

ہے تو قرآن ساتھ رکھنا ہے اور جب تک تمہارے ساتھ قرآن ہوگا اُس وقت تک یہ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے، یہ تمہارے دشمن ہونگے۔

اللہ تعالیٰ نے ان وجوہ کو اس لئے بیان کیا کہ قیامت تک کے حالات اُس کے سامنے تھے۔ بڑے نشیب و فراز آئیں گے یہود و نصاریٰ تمہیں ورغلانے کی کوشش کریں گے اور تمہارے ساتھ ہمدردی کا اظہار کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ یہود و نصاری رہ کے تمہارے حامی بن جائیں اگر تائب ہو کر مومن بن جائیں تو علیحدہ بات ہے۔ جب تک یہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ قیامت تو آسکتی ہے لیکن یہ تمہارے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔

اتنے موذی دشمن سے مشابہت آخر کیوں؟

تو مطلب کیا تھا کہ جو اتنے موذی دشمن ہیں اور اتنے مہلک ہیں تو پھر مسلمانو! ان سے بچ کے رہنا اور وہ کون ہے جو دشمن کے ساتھ مشابہت اختیار کرے۔ مشابہت تو پیار کی وجہ سے اختیار کی جاتی ہے۔ کسی کو کسی انسان کا بولنا پسند آیا تو اس نے ویسا بولنا شروع کر دیا، کسی کا لباس پسند آیا تو ویسا لباس پہننا شروع کر دیا، کسی کا کوئی طریقہ پسند آیا تو وہی طریقہ شروع کر دیا تو یہ مشابہت محبت کی وجہ سے اختیار کی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لائق محبت نہیں ہیں۔

یہ جو کچھ بھی کہیں تمہارے دشمن ہیں یہ کبھی بھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔ اگر یہ شہد بھی پیش کریں تو وہ ضرور زہر ہوگا۔ اگر یہ پھول بھی دکھائیں تو وہ کانٹا ہوگا یہ بہار بھی لیکر آئیں تو ضرور خزاں ہوگی۔ ان پر کبھی تم نے اعتماد نہیں کرنا۔

Marfat.com

یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ ہم ان سے دور ہیں وہ ہم سے دور ہیں۔ کبھی ان کے طریقوں کی پیروی نہیں کرنی ان کے راہ ورسم کو تم نے تھوکنا ہے۔ اور اُن سے کسی طرح کی کوئی مشابہت نہیں ہونی چاہیے تاکہ بغیر کوئی اشتہار چھاپنے کے اور بغیر کوئی ثبوت دینے کے صرف دنیا تمہارا چہرہ دیکھے تو کہے کہ یہ وہ ہیں جو یہود ونصاریٰ کے مخالف ہیں۔

تمہارے اجسام اور تمہاری عادتیں اور تمہارے چہرے اور تمہارے خصائل اور تمہارے طور زندگی کو دیکھ کر اُن کو پتہ چلتا رہے کہ یہ وہ ہیں جو حق والے ہیں اور جن کا یہود ونصاریٰ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

یہود ونصاری کے بارے قرآن کا فیصلہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہودیوں کے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں اور وہ بخیل ہیں، وہ لعنتی ہیں، وہ شرارتی ہیں اور وہ کافر ہیں۔ یہ باتیں یہودیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کلام کرنے کا سلیقہ کس کو آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کے حکمت والی گفتگو کون کر سکتا ہے۔

تو آج ایک یہ بھی روشن خیالی ہے کہ یہود کو کچھ نہ کہو نصاری کو کچھ نہ کہو، نرم لہجہ رکھو، تو ہم کہتے ہیں ہم نرم لہجہ کہاں سے رکھیں جب قرآن کا لہجہ اتنا گرم ہے۔ ان آیات کو قرآن سے نہیں نکالا جا سکتا اور جو اس بارے میں سوچے وہ بھی کافر ہو جائے گا یہ ایک حقیقت ہے جس کی قرآن نے مذمت کی ہے ہمیں اُس کی مذمت کرنا پڑے گی اور ایسے ہی اُس کو کہنا پڑے گا جیسا رب کہہ رہا ہے وہ خالق ہو کر کیوں فرماتا ہے۔ اسواسطے کہ وہ رب کے وفادار نہیں بنے۔ رب کے بارے میں جو کہیں کہ اللہ کے (معاذ اللہ) ہاتھ

Marfat.com

جکڑے جا چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ ہاتھ تو ان کے جکڑے گئے اور ان پر لعنت ہے اور قرآن کی وجہ سے ان میں طغیانی بڑھے گی اور کفر میں اضافہ ہوگا۔

ہمارے کچھ ایسے بھولے دوست بھی ہیں جن کو آج ان کا ایمان یاد آتا ہے۔ اور ان کو Beleaver کہتے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ یہ کافر ہیں۔ ہر بڑھنے والے دن ان کی شرارت بھی بڑھے گی اور ان کا کفر بھی بڑھے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

اور ہم نے اُن کے اندر آپس میں قیامت تک کیلئے عداوت اور بیر ڈال دیا ہے۔

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ

جب بھی وہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس کو بجھا دیتا ہے۔

وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا

اور وہ زمین میں فساد کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ نے یہودیوں کی متعدد صفتیں بیان کی ہیں۔

یہودیوں کے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں، لعنتی ہیں، بخیل ہیں، کافر و سرکش ہیں آپس میں دشمنی اور بغض رکھتے ہیں۔ جنگ کیلئے آگ گرم کرتے ہیں اُن کا مشن جنگ ہے اور وہ زمین میں فساد برپا کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ

(پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۶۴)

Marfat.com

اور اللہ فساد کرنے والوں سے پیار نہیں کرتا۔

﴿مسلمانوں کی نجات کا واحد راستہ﴾

یہ کہنے کا مطلب کیا تھا کہ اے مسلمانو! تم میرے بندے ہو جس سے میرا پیار ہونا چاہیے اس سے تمہارا پیار ہونا چاہیے تو یہود و نصاریٰ فساد پھیلانے والے ہیں۔ لہٰذا جو فسادی ہیں وہ میرے پسندیدہ نہیں ہیں۔ جب وہ میرے پسندیدہ نہیں ہیں اور تم میرے ہو تو پھر تمہیں بھی چاہیے کہ یہود و نصاریٰ کو پسند نہ کرو تم اُن سے دور رہو۔

آج کا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ہم نے کبھی یہود و نصاریٰ کو پسند نہیں کیا ہم نے تو ہمیشہ اُن سے نفرت کی ہے تو پھر آج کا کردار چغلی کھاتا ہے

☆ اگر یہود و نصاریٰ کے ساتھ پیار نہیں تو پھر چہرہ اُن جیسا کیوں بنایا ہوا ہے؟

☆ اگر یہود و نصاریٰ سے پیار نہیں ہے تو پھر دوکان کا نظام اُن جیسا کیوں رکھا ہوا ہے؟

☆ اگر یہود و نصاریٰ سے پیار نہیں تو پھر کپڑے اُن جیسے کیوں پہنے ہوئے ہیں؟

☆ اگر یہود و نصاریٰ سے پیار نہیں تو پھر نظام حیات کا انداز اُن جیسا کیوں ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہارا رب ہوں تم نے میرے ساتھ پیار کرنا ہے لیکن تم میرے دشمنوں کے ساتھ پیار کرتے ہو۔ میں نے تمہیں پیار کرنے کا ایک جامع پیکر حضرت محمد ﷺ کی صورت میں دیا ہے چہرہ اُن کا دیکھو گے اُن میں جمال میرا نظر آئے گا۔ یہ تمہارے لئے ہم نے سنت بنادی ہے۔ اُن کو بہت بڑا معیار قرار دیا ہے اب جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ مجھے پسند ہے۔ میں نے تمہیں جداگانہ تشخص کیلئے محبوب علیہ السلام کی شکل عطا فرمائی ہے کہ جن کا ہر کردار جداگانہ ہے، ہر انداز جداگانہ ہے۔

Marfat.com

اے لوگو! تم ڈھونڈھ رہے تھے کہ ہم یہود ونصاریٰ سے فرق تو چاہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا

(پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۷۴)

اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اُتارا۔

برھان کو دیکھتے جاؤ اور رب کی پسند کو پہچانتے جاؤ۔

قرآن مجید کی اس آیت کی شرح کے طور پر بخاری شریف کی ایک حدیث سامنے رکھیے ہم یقیناً ان لوگوں کو اہل کتاب کہتے بھی ہیں اور سمجھتے بھی ہیں۔ مگر ہم ان لوگوں کو مومن نہیں سمجھتے۔

یہاں پر مومن سے مراد لغوی معنی نہیں بلکہ شرعی معنی مراد ہے تو شرعی معنی کے لحاظ سے یہود ونصاریٰ مومن نہیں ہیں اُن کے ایمان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ آج کے بگڑے ہوئے انسان ہیں۔

جس وقت اسلام آیا تھا اُس وقت کے ان کے حالات کو سامنے رکھ لیں تو پھر کوئی غلطی نہیں ہوگی سید عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا مژدہ اپنے صحابہ کرام کو سنا رہے تھے کہ قیامت کے دن رب کا دیدار ہوگا۔

بتوں سمیت ان کے پجاری جھنم کا ایندھن

اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ

جب قیامت کا دن ہوگا۔

أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ

(بخاری شریف کتاب التفسیر باب قولہ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ ج ۲ ص ۶۵۹ قدیمی کتب خانہ کراچی حدیث نمبر ۴۵۸۱)

قیامت کے دن اعلان ہوگا ہر امت جس کی عبادت کرتی تھی اُس کے پیچھے چلے۔ جس کی دنیا میں انہوں نے عبادت کی وہ اپنے معبود کے ساتھ ہو جائے تو جس نے پتھر کی عبادت کی یا بت کی عبادت کی یا درخت کی عبادت کی وہ اسی کے ساتھ ہو جائے گا۔

فَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ

پس جو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں اور پتھروں کی عبادت کرتا تھا وہ جہنم میں گر جائے گا۔ سارے جھوٹے معبودوں کے پجاری اپنے معبودوں کے ساتھ ہو جائیں گے (کوئی بچھڑے کے پیچھے ہے کوئی گائے کے پیچھے ہے کوئی پتھر کے پیچھے تو کوئی درخت کے پیچھے ہے) انھیں مجموعی طور پر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ

حتیٰ کہ اللہ کے ماننے والے باقی رہ جائیں گے، خواہ وہ نیک ہوں یا برے ہوں یعنی کچھ وہ ہیں جو مانتے بھی ہیں اور اطاعت بھی کرتے ہیں کچھ وہ ہیں جنہیں یقین و ایمان تو ہے مگر وہ فاسق و فاجر ہیں۔ یہ دونوں طرح کے لوگ باقی رہ جائے گے۔ ان کیساتھ کون ہیں۔

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَغُبَّرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ

اور اہل کتاب کے بقایا۔

یعنی اہل کتاب میں سے جنہوں نے بتوں کی پوجا کی وہ تو جہنم میں چلے گئے اور باقی مومن رہ گئے اور کچھ اہل کتاب میں سے رہ گئے جن کا دعویٰ تھا کہ ہم اہل توحید میں سے ہیں ان کو ابھی جہنم میں نہیں پھینکا گیا۔

اب یہ ہے کہ اُن کے اہل کتاب ہونے میں اور دیگر مشرکین میں فرق کتنا سا ہے۔ باقی سارے مشرک جہنم میں داخل ہو گئے اور وہ "غبر ات اہل کتاب" ابھی باقی ہیں کیونکہ انہوں نے جن کی عبادت کی وہ جہنم میں جانے والے نہیں وہ اللہ کے نبی ہیں انہوں نے اُن کی جھوٹی عبادت کی۔ جب ثابت ہوا کہ یہ بقایا اہل کتاب بھی مشرک ہیں ان کو بھی جھنم میں پھینک دیا جائے گا۔

فَتُدْعَى الْيَهُودُ

یہودیوں کو رب کی بارگاہ میں بلایا جائے گا۔

فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟

اُن سے کہا جائے گا یہودیو تم کس کی عبادت کرتے تھے۔

قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللَّهِ

وہ کہیں گے کہ ہم حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے جو کہ اللہ کے بیٹے ہیں۔

فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ

Marfat.com

اُن سے کہا جائے گا کہ تم نے جھوٹ بولا۔

حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے نہیں تھے تم نے اُن کو جھوٹا معبود بنایا وہ تو تمہیں توحید کا سبق دیتے رہے۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ

نہیں پکڑا اللہ تعالیٰ نے بیوی کو اور نہ ہی بچہ

جب اُس کی کوئی بیوی نہیں تو بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔

پھر اُن سے کہا جائے گا۔

فَمَاذَا تَبْغُونَ

تمہیں کس چیز کی تلاش ہے حشر کا میدان ہے۔ گرمی بہت زیادہ ہے تو وہ کہیں گے۔

فَقَالُوا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا

اے ہمارے رب ہمیں پیاس بڑے لگ گئی ہے تو ہمیں پانی پلا دے۔

فَيُشَارُ أَلَا تَرِدُونَ فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ

پس اشارہ کہا جائے گا کیا تم داخل نہیں ہوتے؟ پس وہ آگ کی طرف اکٹھے کر دیے جائیں گے گویا وہ آگ سراب ہے حالانکہ اسکی آگ کا بعض حصہ بعض کو کھا رہا ہوگا پس وہ آگ میں گر جائیں گے۔

انھیں اشارہ کیا جائے گا اور وہ ایسے لگے گا کہ سامنے ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے مگر وہ جہنم ہوگا۔ جب اُن کو اشارہ ہوگا تو جب وہ اس میں وارد ہونگے تو وہ جہنم شعلوں سے بھرا ہوگا یہ اُن کا خاتمہ ہوگا۔

Marfat.com

ان کے اہل کتاب ہونے کا یہ فائدہ ہے کہ اولی طور پر جہنم میں نہیں گئے کچھ دیر روک کے رکھا گیا۔

اوران سے پوچھا گیا کہ تم نے کس کی عبادت کی۔ توانہوں نے کہا کہ عزیر علیہ السلام کی عبادت کی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ عزیر علیہ السلام نے تو تمہیں توحید بتائی تھی۔ تم نے اُن کو کیوں معبود بنایا۔ پھر اُن کو جہنم میں ایک طریقے سے داخل کیا گیا۔

اُن سے پوچھا جائے گا تمہیں کس چیز کی تلاش ہے تو وہ کہیں پیاس بڑی لگی ہے پانی چاہیے تو اُن کو اشارہ کیا جائے گا کہ وہاں پانی ہے۔ جب وہاں جائیں گے تو وہ پانی نہیں ہوگا بلکہ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے ہونگے اُن کو ہمیشہ کیلئے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

اگر اُن کا ایمان کچھ بھی معتبر ہوتا تو وہ ہمیشہ کیلئے جہنمی قرار نہ پاتے۔ تو صرف یہ فرق ہے کہ باقی مشرکین پہلے جہنم میں جائیں گے لیکن ان کو کچھ دیر روک کے پھر جہنم میں ہمیشہ داخل کر دیا جائے گا۔

پتہ چلا کہ وہ اہل کتاب جو اصل اہل کتاب تھے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کرام علیھم السلام سے جو دین پایا اس پر پختگی سے قائم رہے اور شرک نہیں کیا اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی دنیا سے چلے گئے وہ جنتی ہیں۔ جنہوں نے بت پرستی کی وہ جہنمی ہیں اپنے معبودوں کے ہمراہ پہلے ہی جہنم میں چلے جائیں گے جن کا دعوی توحید تھا مگر مشرک ثابت ہوئے وہ دوسرے نمبر پر جہنم میں جائیں گے۔

ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارَى

پھر نصاری کو بلایا جائے گا۔

Marfat.com

فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ

اُن سے کہا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے۔

قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللَّهِ

وہ کہیں گے ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے حضرت مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔

فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ

اللہ فرمائے گا تم جھوٹ بولتے ہوئے اللہ کا کون بیٹا ہو سکتا ہے اُس کی کوئی بیوی نہیں ہے اور نہ کوئی اولاد ہے تم نے کس کو معبود بنایا اور پھر تم نے ان کو ابن اللہ سمجھے رکھا۔

فَيُقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَبْغُونَ

اُن سے کہا جائے گا کہ اب تمہیں کیا چاہیے۔

وہ کہنے لگے پیاس بہت زیادہ ہے پانی کی ضرورت ہے۔

تو اُن کو اشارہ کیا جائے گا جو کہ سراب ہے وہ سمجھیں گے کہ پانی کا سمندر بھرا ہوا ہے۔ حالانکہ پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ ادھر جہاں اشارہ ہوا جہنم کے شعلے تھے۔ تو اُن کو جہنم میں داخل کر دیا گیا۔

محشر اور امت مسلمہ

حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ

یہاں تک کہ اللہ کو معبود ماننے والے نیک اور فاجر ہی باقی رہ جائیں گے۔

اسکے بعد رسول اکرم ﷺ کا علم دیکھیے حشر کا دن ہوتا، ہم وہاں ہوتے تو پھر جا کر ہمیں اس کا پتہ چلتا لیکن یہ رسول اکرم ﷺ کا ہم پہ کرم ہے کہ آپ نے صفہ پہ

Marfat.com

بیٹھ کے صدیوں بعد کی باتیں بتائی ہیں۔حشر بپا ہے باقی سارے فارغ ہو چکے ہیں اور جہنم میں جا چکے۔

اللہ تعالیٰ کو ماننے والے اور رسول اللہ ﷺ کو ماننے والے اور ہر دور کے مومن باقی رہ جائیں گے۔اُن میں کچھ نیک ہونگے اور کچھ بُرے ہونگے۔

اب کوئی جتنا بھی گنہگار ہو وہ کبھی تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے۔یعنی دل میں یقین ہر وقت ہے اور کبھی ورد بھی کر لیتا ہے۔بہت بڑا مجرم اور ڈاکو اُس مومنین کی لسٹ میں ہے باقی رہنے کا معیار شرک نہ کرنا ہے اللہ کی عبادت کرنے والے باقی کھڑے ہیں۔

أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ فِي أَدْنَى صُورَةٍ مِنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا

اللہ تعالیٰ کو جس صفت کے ساتھ وہ جانتے تھے اللہ تعالیٰ اسی صفت میں تجلی فرمائے گا۔

فَيُقَالُ مَاذَا تَنْتَظِرُونَ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ

اُن سے کہا جائے گا تم کس کے انتظار میں کھڑے ہو۔وہ سارے چلے گئے تم پیچھے کھڑے ہو بتاؤ کس کا انتظار ہے۔ہر امت جس کی عبادت کرتی تھی اس کے ساتھ چلی گئی۔تم کس کے انتظار میں ہو۔

قَالُوا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلَى أَفْقَرِ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ

وہ کہیں گے ہم دنیا میں بھی ان کے ساتھ نہیں گئے حالانکہ ہم ان کے بہت زیادہ محتاج بھی تھے۔

یہ جہاں چلے گئے ہم ان کے سنگی نہیں ہیں۔دنیا میں بھی ہم ان کے ساتھی نہیں تھے۔یہ ہم سے جدا ہوتے۔ہم نے تو ان کے ساتھ جانا ہی نہیں تھا۔

Marfat.com

یہ حشر میں کہیں گے۔ یا اللہ ان کا اور ہمارا دنیا میں کھانا پینا جدا جدا تھا۔ ہم ان سے جدا رہے ان کیساتھ کبھی بھی نہیں رہے۔ تو آج بھی ان سے جدا ہیں وہ سارے چلے گئے۔

وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ

ہم نے ان کی سنگت اختیار نہیں کی

اور ہم اُن کے ساتھ نہ دنیا میں گئے نہ آج اُنکے ساتھ گئے ہیں۔

وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِي كُنَّا نَعْبُدُ

ہم تو اپنے رب کے انتظار میں ہیں جس کی ہم عبادت کرتے تھے۔

ہمارا پیارا رب آئے گا ہم اُس کے ساتھ جائیں گے۔ اپنے رب کے انتظار میں ہم یہاں کھڑے ہیں۔

فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ

اللہ فرمائے گا کہ میں ہی تمہارا رب ہوں جس کی تم عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کی لذت کے بارے میں عدم نامی شاعر نے کہا تھا

محشر کا خیر کچھ بھی نتیجہ ہو عدم
کچھ گفتگو تو کرلیں گے کھل کے خدا کیساتھ

کتنا حسین منظر ہوگا جب سارے بندے دیکھ رہے ہونگے اور معبود کہے گا۔

أَنَا رَبُّكُمْ

مجھے ڈھونڈنے والو میں تمہارا رب ہوں۔

تم مجھے رات کی تنہائیوں میں سجدے کر کر کے ڈھونڈتے رہے۔ تم نے رات تراویح کے

Marfat.com

اندر قرآن سنتے وقت مجھے تلاش کیا۔ تم نے چھپ کے مجھے ڈھونڈا تم نے سجدے کر کے مجھے ڈھونڈا۔ تم میری تلاش میں بھوکے رہے۔ تم نے مجھے تہجد میں آوازیں دیں۔ تم آنکھوں کی برسات سے مجھے ڈھونڈتے رہے۔ ساری زندگی تمہاری میری دید کی خاطر گذر گئی۔

أَنَا رَبُّكُمْ

اب انتظار کی گھڑیاں ختم ہوگئی ہیں میں تمہارا رب ہوں۔

وہ کتنا اچھا منظر ہوگا اور کتنا اچھا موسم ہوگا، کیسے پرکیف نظارے ہونگے، کیسا وجد ہوگا، کیسا سرور ہوگا، اللہ اپنی طرف سے آواز دے گا اللہ ان بندوں کو ساتھ لے گا۔ کیا وارے نیارے ہیں

فَيَقُولُونَ لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا

(بخاری شریف کتاب التفسیر باب قولہ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ ج ۲ ص ۶۵۹ قدیمی کتب خانہ کراچی حدیث نمبر ۴۵۸۱)

تو بندے کہیں گے ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھرائیں گے کہ ہم نے کبھی شرک نہیں کیا تھا اس رب کے ساتھ کسی کو معبود نہیں بنایا۔ اس رب کو وحدہٗ لاشریک سمجھا ہے تو رب نے بھی ہماری محبت کو رسپانس دیا ہے۔

﴿مسلمانوں اور یہود ونصاریٰ کے انجام میں فرق﴾

جھوٹے معبودوں کے پجاری اپنے بتوں اور معبودوں کے ساتھ جہنم میں ہیں اور یہ سچے مومن ہیں جن کو اُس وقت جب کوئی سہارا نہیں ملے گا اور تنہائی محسوس ہوگی اللہ ان کو تنہائی محسوس نہیں ہونے دے گا۔ وہ کیسے تنہا ہو جسے خود رب کہہ رہا ہو میں تیرا رب آگیا ہوں۔

یہود ونصاریٰ کے ساتھ محبت کے جو اسباب بتائے جاتے ہیں یہاں اُن کی

Marfat.com

کوئی ڈاکو ہوگا، کوئی بدمعاش ہوگا آج ہمیں اس قرآن کو سامنے رکھ کے اپنی نسل کو استوار کرنے کی ضرورت ہے بچہ گھر سے باہر نکلے تو سوسائٹی کہے کہ اللہ کا ولی جا رہا ہے۔

یہود و نصاریٰ کسی طرح بھی محبت اور چاہت کے لائق نہیں ہیں۔ ہم اپنے دل میں اس انداز کو رکھتے ہیں جو انداز ہمیں سرکار ﷺ نے عطا فرمایا۔ اور اسی کو آگے پہچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

﴿میدان حشر میں یہود و نصاریٰ مسلمانوں کا کفارہ﴾

آخری حدیث اس موضوع کی بیان کرتا ہوں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ

جب قیامت کا دن ہوگا

دَفَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّ

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک ایک یہودی پکڑائے گا یا ہر مسلمان کو ایک ایک عیسائی پکڑائے گا۔

یہودی اور عیسائی سے مراد وہ ہیں جو مشرک ہو گئے یا اپنے عقیدے کو بدل دیا، یا اسلام آنے کے بعد اپنے عقیدے پر ڈٹے رہے۔

تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ

(مسلم شریف کتاب التوبۃ باب قَبُوْلِ تَوْبَةِ الْقَاتِلِ وَاِنْ كَثُرَ قَتْلُهُ ج ۲ص ۳۶۰ قدیمی کتب خانہ کراچی)

Marfat.com

اپنی جگہ جہنم میں اسے پھینک دے اور خود جنت چلا جا۔

اور یہ تیرا کفارہ ہے اے مسلمان یہ تیرا کفارہ ہے تیری سیٹ پر اس کو جہنم میں بٹھانا ہے۔

هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ

فکاک کہتے ہیں جسے دیکر جان چھڑائی جائے یعنی وہ مسلمان جن کی شفاعت ہو جائے گی بخشش ہو جائے گی ان کی سیٹیں کیسے پر ہوں گی۔

اللہ فرمائے گا یہ رسی پکڑواسے جہنم میں پھینکو یہ تمہاری جگہ باندھا جائے گا۔

اس واسطے ان کے دلوں کبھی بھی تمہارا بغض ختم نہیں ہوگا۔

اگر وہ حق پرست ہونگے تو قیامت تک مان کر ادھر آتے جائیں گے۔ اس دین کو قبول کرتے جائیں گے۔

جو اتنے ذلیل ورسوا ہوں

☆ کون ہے جو ان کے پیچھے چلے

☆ کون ہے جو انکو اپنا پیشوا مان لے

☆ کون ہے جو ان کے سامنے ہاتھ پھیلائے

☆ کون ہے جو ان کی تقلید کرتا پھرے۔

مومن کی یہ شان نہیں ہو سکتی، مومن دنیا میں بھی افضل ہے اور آخرت میں بھی افضل ہے۔

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر
6

باپ کی شان اور امتحان

Marfat.com

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اما بعد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا٥

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور پر نور، شافع یوم النشور، دستگیر جہاں، غمگسار زماں، سید سروراں، احمد مجتبیٰ، جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے دربار گوھر بار میں ھدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

ارباب فکر ودانش اصحاب مودت ومحبت

نہایت معزز ومحتشم حضرات وخواتین

ربّ ذوالجلال کے فضل اور اُسکی توفیق سے ادارہ صراط مستقیم کے زیر اہتمام فہم دین کورس میں آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

"باپ کی شان اور امتحان"

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے۔ قرآن وسنت کے ابلاغ وتبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو جو بہترین انعامات دیئے اور انسان کیلئے جن امور کو ابر کرم، رحمتوں کی برسات اور بہت بڑے سہارے کے طور پر جو چیزیں عطا کیں اُن میں سے ایک باپ کا سہارا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک بچے کے باپ کیلئے اُس کے دل میں جو شفقت اور پیار رکھا ہے۔ اُس کی وسعتوں کی پیمائش بہت مشکل ہے۔ انسان کے والد کی شکل انسان کیلئے جو سایہ رحمت ہوتا ہے اور کرم کا سائبان ہوتا ہے۔ اُس کے والد کی شکل میں زندگی میں جو سہارا ہوتا ہے۔ ان کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

ایک بہت بڑا شجر سایہ دار کسی کو وہ سایہ فراہم نہیں کر سکتا۔ جو ایک والد اپنی اولاد کو

Marfat.com

سایہ فراہم کرتا ہے۔ کسی بہت بڑے شیلٹر کے اندر پہنچ کر انسان غموں اور دکھوں سے اس قدر محفوظ نہیں ہو سکتا۔ جس قدر وہ اپنے والد کے سایہ رحمت میں بہت سے مصائب اور بہت سی مشکلات سے محفوظ رہتا ہے۔

والد کی الفت، شفقت اور اُسکی ہیبت یہ ساری چیزیں اولاد کیلئے ایک رہنما کی حیثیت رکھتی ہیں والد کا پیار تو پیار ہے ہی اُس کی جھڑکیوں میں بھی بیٹوں کیلئے ایک بہت بڑی بھلائی کا خزانہ محفوظ ہوتا ہے۔ اس مفہوم کو قرآن وسنت میں بارہا مقام پر بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور والد کا شکر ایک ساتھ

اللہ تعالیٰ سورۃ لقمان میں ارشاد فرماتا ہے۔

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ

(پارہ ۲۱ سورۃ لقمان آیت ۱۴)

تم میرا بھی شکرادا کرو اور والدین کا بھی شکرادا کرو۔

عبادت کے بعد والدین سے حسن سلوک کا حکم

اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا مقام والدین کو بخشا ہے۔ جہاں عبادت کا ذکر تھا وہاں اپنی عبادت کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر فرمایا۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

(پارہ ۱۵ سورۃ الاسراء آیت ۲۳)

تمہارے رب کا حکم ہے کہ تم عبادت صرف میری کرو اور والدین کے ساتھ حسن

Marfat.com

سلوک کرو۔ یعنی عبادت کے فوراً بعد والدین کے حسن سلوک کا تذکرہ فرمایا۔

دوسری طرف اس مقام پر جب شکر کا ذکر ہوا تو فرمایا۔

اَنِ اشْكُرْ لِىْ وَلِوَالِدَيْكَ

میرا بھی شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی شکر ادا کرو۔

اللہ تعالیٰ اور والدین کے شکر میں فرق

تو قرآن مجید کے اس مقام پر جو عظمت والدین ہے اُس کو جہاں اجاگر کیا گیا وہاں ہمارے لئے عقائد کے لحاظ سے اس بات کی بھی وضاحت کی گئی کہ ایک ہی چیز کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اُسکا معنیٰ اور ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی طرف ہو تو اسکا معنیٰ اور ہوگا۔

اس مقام پر شکر کی نسبت دو ذوات کی طرف کی گئی کہا گیا کہ تم میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی شکر ادا کرو۔ اگر یہی نظریہ توحید مدنظر رکھا جائے کہ جو چیز رب کیلئے ہو وہ کسی بھی معنی کے لحاظ سے اور کیلئے ہو گی تو (معاذ اللہ) شرک بن جائے گا۔ پھر تو والدین کے شکر کو شرک ہونا چاہیے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ حکم دے رہا ہے۔

تو پتہ چلا کہ لفظ ایک ہی ہے کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی شکر ادا کرو۔ مگر دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شکر کا اور مفہوم ہے اور والدین کے شکر کا اور مفہوم ہے۔

چونکہ شکر نعمت کے جواب میں ہوتا ہے تو والدین جو کچھ اولا دکو دیتے ہیں اپنے پاس سے نہیں رب کا دیا ہوا دیتے ہیں تو اُن کا شکر اس لحاظ سے ایک مجازی حیثیت میں

Marfat.com

ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ کسی کو دیتا ہے اپنا دیتا ہے۔ کسی سے مانگ کر اور کسی سے لیکر نہیں دیتا اور کسی کی طاقت سے نہیں دیتا تو اس لئے اللہ تعالیٰ کا بندے پر جو انعام ہے وہ حقیقی طور پر ہے۔ تو اُس کے جواب میں تعریف ہے وہ شکر حقیقی ہے۔ لیکن قرآن مجید نے لفظ شکر ہی دونوں کیلئے استعمال کیا۔ تا کہ کسی طرح کا کوئی شرک کا وھم پیدا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جو مقامات دیئے ہیں اُن مقامات کا اعزاز بھی کرواتا ہے جب والدین کو شان دی کہ وہ بیٹوں کیلئے ابر کرم بن جائیں تو جس وقت اُن کی شفقتوں کا اظہار ہوتا تو اُن کی اولاد پر لازم کیا کہ تم نے میرے یہ بندے جن کو میں نے اس شان کا مالک بنایا ہے۔ اس شان کی جب تم تعریف کرو گے اور اسکے مشکور رہو گے تو تمہیں میری طرف سے اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں ان امور کی طرف متوجہ کیا اور سید عالم ﷺ کے متعدد فرامین والد کی عظمت اور اُسکے مقام کے بارے میں موجود ہیں۔

مستدرک للحاکم میں یہ حدیث شریف ہے کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

بِرُّوْا اٰبَاءَکُمْ تَبَرَّکُمْ اَبْنَاءُکُمْ

(نضرۃ النعیم الاحادیث الواردۃ فی برالوالدین ج ۳ ص ۴۷۷ دارالوسیلۃ المکۃ المکرمۃ)

تم اپنے آباء کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو تمہارے بیٹے بھی تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ تم اپنے آباء کو اگر بھول گئے تو تمہارے بیٹے تمہیں بھول جائیں

Marfat.com

گے۔ اگر تم نے اپنے آباء کی بات کا غصہ کیا تو تمہارے بیٹے تمہاری بات کا غصہ کریں گے اور اگر تم نے اپنے آباء کی اطاعت کی اور اُنکے ساتھ حسن سلوک کیا تو پھر اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کو تمہارے لئے مطیع اور فرمانبردار بنا دے گا۔

اس میں جتنی فائدہ جو دنیا میں انسان کیلئے اپنے والدین کی تعظیم کا ہے وہ بھی سامنے آگیا اگر کوئی شخص اس حکم کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ اللہ نے حکم دیا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ آباء کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ جو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اسے بے رخی کا سامنا نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی اولاد کو اس کے لئے مطیع اور فرمانبردار بنائے گا۔

﴿پاک دامن رہنے کے ثمرات﴾

اسی حدیث کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

عِفُّوْا تَعِفَّ نِسَاءُكُمْ

(مستدرک للحاکم ج ۴ ص ۱۵۴)(نضرۃ النعیم ج ۳ ص ۷۷۴)

تم خود پاک دامن رہو تو تمہاری عورتیں بھی پاک دامن ہونگی اگر تمہارا اپنا کردار صحیح ہوا تو تمہاری گھر کی خواتین کا کردار بھی ستھرا رہے گا۔ لہٰذا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میرا گھر محفوظ رہے۔ میری عزت محفوظ رہے اُس کو اوروں کی عزت کا خیال کرنا چاہیے اور اُسکی آنکھ پاک ہونی چاہیے۔ اُس کے جذبات شستہ ہونے چاہیں۔ اُس کے خیالات پاکیزہ ہونے چاہیں۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میرے گھر کی عزت برقرار

Marfat.com

رہے اور معاملہ عفیف رہے تو وہ اوروں کے لحاظ سے ہمیشہ پاک سوچے تو اللہ تعالیٰ اُس کو پاک دامنی اور عفت کا حصار عطا فرمائے گا۔

والدین کے اھل محبت سے حسن سلوک

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِحْفَظْ وُدَّ اَبِيْكَ

اے عبداللہ بن عمر اپنے باپ کے اھل محبت کا خیال رکھو۔

یعنی باپ کے جو دوست ہیں، رشتہ دار ہیں، باپ کے جو لوگوں کے ساتھ محبت والے روابط ہیں، اُن کا تم خیال رکھو۔

بیٹوں کو اپنے باپ کے اھل محبت کے ساتھ تعلقات صحیح رکھنے چاہیں اس سے فائدہ کیا ہوگا، اس کا فائدہ یہ ہے کہ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے چہرے کا نور برقرار رہے گا۔

تمہیں روشنی میسر آئے گی۔

لَا تَقْطَعْهُ

ان تعلقات کو تم خراب نہ ہونے دینا۔

جو والد کے دوست ہیں اُن کی عزت برقرار رکھنا اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک ہمیشہ رکھنا۔ اسکو کبھی تم قطع نہ ہونے دینا۔

فَيُطْفِئَ اللّٰهُ نُوْرَكَ

اگر ایسا ہو گیا کہ تم نے قطع تعلق کرلیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے نور کو بجھا دے گا۔

Marfat.com

اگر والدین کے اہل محبت کے ساتھ تعلقات منقطع ہو گئے یا اُن کے ساتھ جو خوشگوار تعلق تھا وہ ناخوش گوار ہو گیا تو اس سے بندے کے ایمان کا نقصان ہو جائے گا اور روحانی نقصان ہو جائے گا۔

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

فَیُطْفِئُ اللّٰہُ نُوْرَکَ

(الھیثمی فی المجمع ج ۷ ص ۱۴۴) (نضرۃ النعیم ج ۳ ص ۷۷۵)

پھر اللہ تعالیٰ تمہارے نور کو بجھا دے گا چہرے کی تازگی ختم ہو جائے گی۔

چہرے کا نکھار ختم ہو جائے گا اور زندگی کی رونق ختم ہو جائے گی اگر تم چاہتے ہو کہ زندگی پُر نور رہے اور چہرے کا نکھار باقی رہے اور زندگی کا رنگ اچھے طریقے سے برقرار رہے تو رسول اکرم ﷺ نے اس کا نسخہ بتایا کہ اپنے والدین کے اہل محبت حضرات کے ساتھ اپنے تعلقات بدستور قائم رکھو اللہ تعالیٰ تمہاری زندگی کی بہاروں کو قائم رکھے گا۔

والد جنت کا مین دروازہ

رسول اکرم ﷺ نے ایک مختصر جملے میں والد کی شان کو ایک خوبصورت انداز میں یوں بیان کر دیا۔

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ

والد جنت کا سنٹرل گیٹ ہے۔

سب سے بڑا مین دروازہ جو جنت کا ہے وہ والد ہے۔

اِنْ شِئْتَ فَاضِعْ ذٰلِکَ الْبَابَ اَوِاحْفَظْہُ

(جامع ترمذی ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ باب ما جاء من الفضل فی رضی الوالدین ج ۲ ص ۱۲ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

Marfat.com

اگر تو چاہے تو اس دروازے کو خراب کر دے یا اس کی حفاظت کر

یعنی اب تمہاری مرضی ہے کہ وہ دروازہ کھلا رہنے دو یا بند کر دو۔

والد تمہارے لئے اوسط ابواب جنت ہے۔ جنت کے دروازوں میں سے جو رکزی گیٹ ہے۔ جس میں سے ایک انسان کو داخل ہونے کی تمنا ہوگی کہ جنت ماؤں تو بڑی شاہراہ سے جاؤں اور بڑے دروازے سے جاؤں تو ہمارے آقا ﷺ شاد فرماتے ہیں۔

جس بندے نے جنت کا بڑا دروازہ ڈھونڈنا ہے وہ اپنے والد کی خدمت کرے س نے جنت کے بڑے دروازے سے داخل ہونا ہے وہ اپنے والد کا مطیع اور رمانبردار رہے والد کی عزت کرتا رہے۔

والد کی خدمت اس چیز کا باعث بنتی ہے کہ جنت کے بڑے گیٹ سے داخل ہو سکے والد کی عزت اور اُسکی قدر اور اُن کا احترام بندے کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ اُس کا استقبال جنت کے مرکزی گیٹ پر کیا جائے گا۔

والد کے ساتھ حسن سلوک پر بندے کو حشر میں بھی یہ امتیاز ملے گا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ بندے کو جنت عطا کرے گا تو مرکزی گیٹ سے وہ جنت میں داخل ہوگا اور وہاں سے سلام سلام کی آوازیں آ رہی ہوگی۔ وہاں زیادہ سلامتی کے نعرے گونج رہے ہونگے۔

﴿ملت کی راتیں دنوں کی طرح روشن﴾

رسول اکرم ﷺ نے ہمارے لئے جنت کی راہوں کو روشن کیا ہے تو جنت کے گیٹ بھی بتائے ہیں۔ ظاہری زندگی میں آخری سانس تک جنت کی راہیں روشن کیں اور پھر پردہ فرما گئے ہیں۔

Marfat.com

قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا

(سنن ابن ماجہ باب اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین ص ۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

تحقیق میں نے تمھیں روشن ملت پہ چھوڑا جس کی راتیں دنوں کی طرح ہیں۔

میں نے دین تمہیں وہ دیا ہے کہ جس کی راتیں بھی یوں روشن ہیں جیسے دن روشن ہوتے ہیں تو آپ ہمیں یہ روشنی دیکر گئے ہیں۔ جس میں جنت کے دروازوں کی شناخت اور اُن کا تعارف اور اُن میں داخل ہونے کے ذرائع کو بیان کیا اور یہ بندہ مومن کا کتنا بڑا مرتبہ ہے اور کتنی آسانیاں ہیں۔

کہیں تو یہ کہا گیا کہ محلے کی مسجد تمہارے لئے جنت ہے۔ وہاں سے گذرو تو پھل کھالیا کرو مطلب یہ ہے کہ مسجد میں جانے کیلئے جو قدم اُٹھیں گے حقیقت میں یہ جنت جانے والے قدم ہیں۔

اور پھر گھر میں موجود اپنی والدہ اور اپنے والد کے ساتھ حسن سلوک کرو گے والدہ کے قدموں کے نیچے جنت ہے اور والد خود جنت کا مین گیٹ ہے۔ اس طرح جنت اللہ نے مومن کے ساتھ آباد کر دی ہے۔

اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہمارا احساس کتنا بیدار ہوتا ہے اور اس سنہری چانس کو کتنی سعادت خیال کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اپنی امت کیلئے ہمہ جہت عظمتوں کا بندوبست فرمایا ہے۔

اولاد کا کمایا ہوا مال بھی باپ کا ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

ایک صحابی رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوئے اور اپنا ایک گھریلو مسئلہ پیش کیا یہ ہمارے رسول اکرم ﷺ کا دربار رحمت تھا خواہ کسی کا انفرادی معاملہ ہو یا اجتماعی معاملہ ہو کوئی چار دیواری کے اندر کی بات ہو، جو بھی آپ سے دنیا و آخرت کے لحاظ سے پوچھتا تھا رسول اکرم ﷺ اُسکی رہنمائی فرماتے تھے۔

ایک شخص نے آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ

اِنَّ لِیْ مَالًا وَّوَلَدًا

میرے پاس مال بھی ہے اولاد بھی ہے۔

وَاِنَّ اَبِیْ یُرِیْدُ اَنْ یَّحْتَاجَ مَالِیْ

اور میرے والد محترم میرا مال لینا چاہتے۔

ساتھ اُس نے یہ بھی کہا مجھے اسکی ضرورت ہے کہ میں بال بچوں والا ہوں۔ میرا مال بھی ہے، میرا عیال بھی ہے مگر میرے والد محترم میرا مال مجھ سے لینا چاہتے ہیں تو اُس سلسلہ میں مجھے کیا کرنا چاہیے۔

رسول اکرم ﷺ نے چھوٹا سا جملہ بولا اور رحمتوں کو لپیٹ کے اپنے امتی کے سپرد کر دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ

تم بھی اپنے باپ کے ہو اور تمہارا مال بھی تمہارے باپ کا ہے۔

مطلب یہ تھا کہ مال کی بات کرتے ہیں تم خود بھی اُپنے باپ کے ہو۔

اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ

(ابوداود۔الحدیث ۳۵۳۰۔ابن ماجہ کتاب التجارات باب ماللرجل من مال والدہ ص ۱۶۵ قدیمی کتب خانہ کراچی الحدیث ۲۲۹۱)

Marfat.com

تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے۔

تم نے یہ کیوں سوچا کہ مال میرا ہے اور باپ لینا چاہتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ وہ مال تیرا نہیں بلکہ وہ اپنا مال لینا چاہتا ہے۔ تم اُسکی جزو ہو اور تم اُسکا حصہ ہو وہ تمہارے والد ہیں اُن کو اپنا بھی مالک سمجھو اور اپنے مال کا بھی مالک سمجھو۔ اُن سے تم نے امتیاز کیوں برتا، یہ کیوں سمجھتے ہو کہ یہ میرا مال ہے اور میرے والد صاحب وہ لینا چاہتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا یہ جملہ ''اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ'' اسکا مطلب یہ تھا کہ تم نے غلط سوچا کہ وہ تمہارا مال لینا چاہتے ہیں نہیں وہ اپنا ہی مال لینا چاہتے ہیں۔ اسواسطے کہ تم بھی اپنے باپ کے ہو، تمہارا مال بھی تمہارے باپ کا ہے۔

والد کے خیال کی ضیافت کرنا بھی اس کا حق

یہ اللہ تعالیٰ نے ایک والد کو اعزاز بخشا ہے۔ یہ شان بخشی ہے۔ یہ خود والد کو سوچنا چاہیے کہ اگر اُس کے پوتے ہیں، پوتیاں ہیں اُسکے بیٹے کی بھی اولاد ہے۔ وہ اُن کا بھی خیال رکھے۔

جو حق شریعت نے والد کو دیا ہے بالخصوص جب والد کے پاس کھانے کیلئے کچھ نہ رہ جائے اور وہ محتاج ہو جائے۔ اب ضرورت ہے کہ ایک بیٹا اپنے والد کیلئے نرم رویہ رکھے۔ جب بیٹا چھوٹا تھا باپ سے لیکر کھاتا تھا۔ اُس وقت جی جی کرتا تھا تو کوئی کمال نہیں۔ اُس وقت چھوٹا بھی تھا اور محتاج بھی تھا اور باپ سے لیتا تھا اور کھاتا تھا۔

اب اصل کمال ہے کہ باپ کما نہیں سکتا اور بستر پر خود چل کر آ نہیں سکتا۔

Marfat.com

تو بیٹا اپنے باپ کو بوجھ نہ سمجھے، صرف اُن کے بدن کی ہی ضیافت نہ کرے بلکہ اُن کے خیال کی بھی ضیافت کرے۔ خیال کو بھی ٹھیس نہ پہنچنے دے۔ اُن کو یہ محسوس نہ ہونے دے۔ یہ شریعت نے لازم کر دیا۔

اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ

کبھی تمہارے والد کو دل میں یہ خیال بھی نہیں آنا چاہیے کہ میرا بیٹا مجھے بوجھ سمجھ رہا ہے اتنا تم نے اپنے آپ کو نرم رکھنا ہے اور کبھی بھی کسی معاملے میں کوئی بات ایسی نہیں آنے دینی جس کی وجہ سے وہ یہ سوچنے پہ مجبور ہو جائے کہ اب میں کما نہیں سکتا اور میں کسی پہ بوجھ بن گیا ہوں۔ تو اس لئے لازم کیا کہ اُن کے بدن کی ضیافت بھی ضروری ہے اور اُن کے خیالات کی ضیافت بھی ضروری ہے کہ کبھی بھی اُن کے خیال کو کوئی ٹھیس نہ پہنچنے پائے۔

رسول اکرم ﷺ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کے فرامین جوامع کلم میں سے ہیں ان پر گھنٹوں بحث ہو سکتی ہے لیکن صرف ایک سمری کے طور پر آپ کے سامنے ان کو پیش کر رہا ہے۔

آج ماں کی شان کو تو بیان کرتے ہیں اور پھر ماں اور باپ میں کمپیریزن کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ماں کو اگر شان دی ہے تو باپ کو بھی شان سے نوازا ہے اور پھر اصل میں کمانڈ پاور (power) باپ کے پاس ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ کے لحاظ سے اور یہ جو والد کا اعزاز ہے اس میں اصل بندے کی تربیت ہوتی ہے اور سیرت کی تعمیر ہوتی ہے۔ باپ میں شفقت بھی ہے اور رعب بھی ہے۔ تو باپ کا رعب

Marfat.com

جڑیں کاٹنا مقصود تھا۔ کہ وہ اس لائق ہی نہیں کہ اُن سے پیار کیا جائے۔ اُن کے اہل کتاب ہونے کا اعتبار صرف اتنا ہے جو آپ نے دیکھ لیا ہے اس کے علاوہ محشر میں اہل کتاب اور دیگر کفار میں کوئی فرق نہیں ہے لہذا یہ کہنا کہ ان کیساتھ اتحاد بھی کریں گے، ان کو ہم اپنا سمجھیں گے اور ان کیلئے ہم مسجدوں کے دروازے کھولیں گے سب جھوٹ ہے۔ اس میں کوئی چیز نہیں ہے۔

اس واسطے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو سکہ بند جہنمی ہیں اُن کے ساتھ نرمی کیا ہو سکتی ہے۔ اتنا فرق تھا کہ دوسرے پہلے نمبر پر جہنم میں داخل ہو گئے اور ان کو دوسرے نمبر پہ جہنم میں داخل کر دیا گیا۔ اور جب آواز آئی کہ سارے چلے گئے تم پیچھے کیوں رہ گئے تو اللہ کے ماننے والوں نے کہا۔

فَارَقْنَا النَّاسَ فِی الدُّنْیَا

ہم دُنیا میں بھی اُن کے ساتھ نہیں چلے تھے۔ آج اُن کیساتھ کیوں ملتے۔

فَارَقْنَا

ہم نے فرق کیا۔

یہ ہمارا جداگانہ تشخص کا موضوع ہے۔

مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی عادات میں فرق

ہم نے دنیا میں فرق کیا اور ہم نے اپنی عادت کا فرق سمجھایا جیسے یہ بیٹھتے تھے ہم ویسے نہیں بیٹھتے تھے۔ ہمارا اور ان کا ماکولات، مشروبات اور ملبوسات میں فرق رہا رہن سہن میں فرق رہا۔

Marfat.com

اے اللہ انہوں نے دنیا میں مزے لوٹے۔ ہم نے دنیا میں تقویٰ کمایا۔

یہ کلبوں میں ڈانس کرتے رہے۔ یہ فائیو سٹار ہوٹلوں کے اندر شراب کی محفلیں سجاتے رہے۔ یہ رات بھر بدی کی لذتیں لیکر راتیں گذارتے رہے۔

اے مولا: ہم نے آنکھیں بھی پاک رکھی تھیں ہم نے کان بھی پاک رکھے تھے ہم نے فرق کیا تھا۔ ان کا کلچر ہمارا نہیں، ان کے طریقے ہم نہیں اپنا سکتے، ان کی سوچ کو ہم قبول نہیں کرسکتے یا اللہ یہ آج کا ہی فرق نہیں ہے ہم نے تو دنیا میں بھی فرق کر کے دکھایا تھا۔

اس واسطے آج اس درس میں بیٹھنے والے حضرات و خواتین سے گذارش کرتا ہوں ہزار لطف آئے یہود و نصاریٰ کے طریقے میں پھر بھی اُس کو تھوکو اس واسطے اگر آج اُس طریقے پہ چلو گے تو جہنم میں انھیں کے ساتھ جانا پڑ جائے گا۔ آج اگر جداگانہ تشخص مکی مدنی تشخص، حرائی اور بدری تشخص اور عرش اور لوح محفوظ کا دیا ہوا تشخص ہے جو وہ اپنا تشخص ہم برقرار رکھیں گے۔

حشر کے دن ہم اُن کے ساتھ نہیں دھکیلے جائیں گے۔ اللہ کے فضل سے اُس دن فردوس کے وارث بن جائیں گے۔

آج ہم جس وقت روزانہ کے حالات کو دیکھتے ہیں تو اقبال کا یہ شعر سامنے آتا ہے۔

وضع میں تم نصاریٰ تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

روزانہ کے بالوں کے فیشن، اور سٹائل اور کپڑے اور عادات میں اُن کی پیروی اتنا افسوس ہوتا ہے کہ آج اس ماحول کے اندر گلی محلے میں چلتے ہوئے ہم اپنے نوجوان دیکھتے ہیں۔

اُن کی پینٹیں اور شرٹیں اور اُن کے انداز اور ان کے بال اور ڈیزائن اور فیشن

Marfat.com

اتنے بھوکے لگتے ہیں یہودیوں کے طریقے کے۔ کہ وہاں کل نکلا یہاں آج پہنچا ہمارا دین ایسا نہیں کہ جس میں بالوں کا کوئی طریقہ بیان نہ کیا گیا ہو۔

ہمارا دین ایسا نہیں کہ جس میں کپڑوں کی اور بودوباش کی کوئی تفصیل موجود نہ ہو۔ جب ہمارے دین میں سب کچھ ہے اور یہی علامتیں ہیں جن کی وجہ سے ہم نے کہنا ہے کہ ہم اُن سے جدا ہیں۔

اور ہم نے اپنے آپ کو اُن سے عملاً جدا ثابت کرنا ہے۔ ہم نے یہ بتانا ہے۔

اپنی ملت کو قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

ہم تو رسول ہاشمی ﷺ کی قوم ہیں۔ ہم نے اپنے کردار سے یہ ثابت کرنا ہے۔ چونکہ ہر گلی، ہر محلے، ہر ائرپورٹ پر کسی کا انٹرویو تو نہیں ہوگا بتاؤ تم کون ہو، تمہارا عقیدہ کیا ہے، ہر وقت چلتے پھرتے ہزاروں لوگوں سے انٹرویو تو نہیں ہوگا فرق پھر بھی ضروری ہے۔ فرق کیسے ہوگا؟

تمہارے چہرے کو دیکھنے سے فرق کا پتہ چلنا چاہیے۔ کہ یہ مصطفوی ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا غلام ہے۔ تمہارے کپڑے کے انداز سے پتہ چل جانا چاہیے ایک علاقائی لباس ہے اگر شریعت سے متصادم نہ ہو۔ وہ علاقے کی وجہ سے آ گیا اُس میں قباحت نہیں ہے لیکن غیروں کا لانے میں سبب کیا ہے۔

انگریز کی بودوباش کو اپنے اندر پکا کرنا اس کا سبب محبت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ جس نے کسی قوم کا لباس پہنا اُس نے پہلے سمجھا کہ میرا اُس سے پیار ہے۔

Marfat.com

اُس نے ظاہر کیا کہ میرا اُن کے بغیر گذارہ نہیں ہو رہا۔ اُس نے یہ ثابت کیا کہ وہ مجھے اچھے لگے ہیں۔ جنہیں آج وہ اچھے لگیں گے انھیں قیامت کے دن اُن کے ساتھ باندھ دیا جائے گا۔

رسول اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب اللباس الفصل الثانی ص:۳۷۵ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

آج جو کسی قوم سے مشابہت بنائے گا وہ انہیں میں شمار ہوگا۔

آج تو کچھ معاذ اللہ سائن کر دیتے ہیں اور صرف ویزے لینے کیلئے اپنا دین بیچ ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں (معاذ اللہ) میں یہودی ہوں یا عیسائی ہوں۔

میرے بھائیو! اگر یہ نہ بھی کیا جائے صرف عادات کو بھی اللہ تعالیٰ شمار کر رہا ہے۔ کون کون ہے جس نے یہودیوں کے ساتھ اپنی مشابہت بنائی اور انکے ساتھ اپنے آپ کو ملایا اور کون کون ہے جس نے ہندوں کیساتھ اپنے آپ کو ملایا۔

یہ کسی کی غلط فہمی ہے کہ جو کہے کہ میں کلمہ اپنا پڑھوں گا کہ میں بھی مسلمان ہوں ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پڑھتا ہوں مگر میرا پیار یہودیوں سے ہے وہ میرے دوست ہیں میں اس واسطے مجبور ہوں اس لئے میں ویسے کرتا ہوں۔

تو یہ اسلام کسی کے ایسے ایمان کا محتاج نہیں ہے اسلام کامل دین ہے کامل ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ مکمل طور پر دل میں اسلام ہونا چاہیے ظاہر پر بھی اسلام ہونا چاہیے۔

رسول اکرم ﷺ نے چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی فرق کیا۔

آپ نے فرمایا کہ یہ میرا ہے اور یہ بیگانہ ہے۔

Marfat.com

آج ہم بڑی بڑی باتیں چھوڑ جائیں پھر یہ بھی کہتے رہیں کہ ہمارا دین وایمان بالکل ٹھیک ہے یہ کیسے ہوگا۔ ان باتوں کو اس نورانی ماحول میں مغفرت کے عشرے میں سن کے ان عمل کرو جب کہ دل نرم ہو چکے ہیں۔

رب کعبہ کی قسم ہے دلوں کے بٹن کھول دو اور ایک مرتبہ ابر کرم کو برس جانے دو امید ہے بنجر کھیتیاں بھی آباد ہو جائیں گی۔

غلامان مصطفیٰ ﷺ کا ہم پلہ کوئی نہیں

سرکار ﷺ کا فرمان کتنا خوبصورت ہے۔

آپ فرمانے لگے۔

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ (مشکوٰۃ شریف ص:۱۱۹)

میرے غلامو! ہم بعد میں آ کے آگے گذرنے والے ہیں۔

اَلسَّابِقُوْنَ

لیکن دوڑ میں سب سے آگے نکل گئے ہیں۔

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ

ہم جنت میں پہلے جائیں گے دنیا میں بعد میں آئیں ہیں۔ ہم آخر بھی ہیں سابق بھی ہیں آخر ہیں دنیا میں آنے کے لحاظ سے اور سابق ہیں جنت میں جانے کے لحاظ سے۔

یہاں پر انسانوں کی تین قسمیں بیان کی گئیں۔

ایک جہنمی ہیں دوسرے جنتی ہیں ان کی پھر دو قسمیں ہیں ایک ہیں پہلے نمبر پر جنت میں داخل ہونے والے اور دوسرے ہیں بعد میں داخل ہونے والے۔

جنہوں نے رب کو نہیں مانا تو جہنمی ہو گئے اور جنہوں نے رب کو بھی مانا اور اپنے اپنے رسول ﷺ کو بھی مانا وہ سچے مومن بنے۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا میرے غلاموں تمہارے ہم پلہ وہ بھی نہیں ہو سکتے۔ وہ ابھی سارے جنت سے باہر ہونگے۔ جب تم سارے جنت میں داخل ہو چکے ہوگے۔

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ

ہم آئے بعد میں ہیں جنت میں ہم پہلے جائیں گے۔

یہ کہنے کے بعد آپ نے فرمایا

بَیْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا

ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔ تورات پہلے آ گئی زبور پہلے آ گئی انجیل پہلے سارے صحائف پہلے آ گئے۔

وَاُوْتِیْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ

اور ہمیں کتاب بعد میں دی گئی۔

کتاب بعد میں لیکر ہم نے عمل ایسا کیا کہ گھنٹوں میں صدیوں کا سفر طے کر گئے۔

یہ آپ کی تقریر جمعہ کے خطبہ کی ہے۔

آپ کے صحابہ کرام کی ہم پر شفقت کتنی ہے کہ آپ کی ہر ایک تقریر کو ہم تک پہنچا دیا ہے۔

جمعہ کا دن اس امت کی سرداری کی علامت

محبوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میرے صحابہ:

ثُمَّ هٰذَا یَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْهِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ

(مشکوۃ المصابیح کتاب الصلوۃ باب الجمعہ الفصل الاول ص ۱۱۹ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

پھر یہ وہ دن ہے جو ان کو دیا گیا تھا یعنی جمعہ کا دن، مگر وہ اس دن کو پہچان نہ سکے اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ سے باری باری کہا کہ تم ایک دن منتخب کر لو جس میں میری بندگی زیادہ کرنی ہے اپنے اجتہاد سے وہ جو دن منتخب کرتے رہے وہ جمعہ کے علاوہ رہا۔

لیکن رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ

جو دن کسی اُمت کو چننے کی توفیق نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ نے وہ دن ہمیں چننے کی توفیق دے دی ہے۔

جمعہ کے دن کو پسند کرنے کی ہمیں اللہ نے طاقت دی۔ باقی لوگ اور دن ڈھونڈ بیٹھے اور ان کی دلیلیں تھیں۔

جس وقت یہودیوں سے کہا گیا کہ تم کسی دن کا انتخاب کرو جس دن تم نے میری بندگی زیادہ کرنی ہے۔ تو انہوں نے سوچ کر کہا کہ ہفتہ کے دن زیادہ عبادت کریں گے۔

دلیل کیا ہے کہ یہ دن فراغت کا دن ہے یعنی اس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو مکمل فرمایا تھا۔ اسی دن پھر اللہ کی بندگی کرنی چاہیے یہ ان کا اجتھاد تھا لہٰذا ہفتہ کے دن کو انہوں نے پسند کرلیا۔

نصاریٰ کو جس وقت اللہ نے کہا کہ تم کوئی دن تلاش کرو جس دن تم میری بندگی کیا کرو۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم اتوار کے دن اللہ کی بندگی کریں گے۔

اسکی دلیل کیا ہے کہ اللہ نے زمین و آسمان کی تخلیق اس دن شروع کی تھی یہ افتتاح کا دن ہے۔ اس واسطے ہم اس دن اللہ کی زیادہ بندگی کریں گے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

سارے ہی جمعہ کو نہ پاسکے لیکن ادھر اس امت نے کیا کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

(پارہ ۲۷ سورۃ الذاریات آیت ۵۶)

اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں

اور انسان کو پیدا کس دن کیا؟ تو انسان کو پیدا جمعہ کے دن کیا تو اس امت نے کہا

Marfat.com

کہ جس دن رب نے انسان کو بندگی کیلئے پیدا کیا پھر وہ دن ہی بندگی والا بڑا دن ہے۔
جس دن انسان کو پیدا ہی بندگی کیلئے کیا تو یہ اشارہ ہے کہ زیادہ بندگی پھر اس دن ہونی چاہیے۔

سردار امت

سرکار ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ دن دیا کہ جس دن سے ہماری لیڈر شپ برقرار کردی۔
آپ فرمانے لگے۔
وَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تبعٌ

(مشکوۃ المصابیح کتاب الصلوۃ باب الجمعہ الفصل الاول ص ۱۱۹ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

ساری دنیا کی انسانیت اس میں ہمارے تابع ہے۔
اس امت کی پاور اور شان دیکھو یہ آئے بعد میں ہیں لیکن ہیں یہ متبوع کیوں کہ سارے لوگ ہمارے تابع ہیں ہم آگے ہیں وہ ہمارے پیچھے ہیں۔ اسی لئے فرمایا کہ جمعہ کے ایک دن بعد ہفتہ ہے اور دو دن بعد اتوار ہے۔ کوئی ایک دن بعد ہے تو کوئی دو دن بعد ہے۔ اس لئے اگر دن دیکھنے ہیں تو دنوں کے لحاظ سے بھی کسی اور کو دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ نے تمہیں یہ دن دے کے بتا دیا ہے کہ تم کائنات میں اصل ہو جس نے چلنا ہے تمہارے پیچھے چلنا ہے۔

ایک جداگانہ تشخص ہماری کتاب کی مثال نہیں

پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس کی وضاحت فرمانے لگے۔
يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ
اے مسلمانوں کی جماعت

Marfat.com

جب صحابہ کرام کا دور گزرتا جا رہا تھا تو مادہ پرستی آنے کی کوشش کر رہی تھی۔

تو اب خطرہ تھا کہ مسلمانوں کو سنبھالا دیا جائے۔ انہیں بتایا جائے کہ تم ہو کیا۔

کائنات میں تمہاری حقیقت کیا ہے کسی کی طرف تم نے للچائی آنکھ سے نہیں دیکھنا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے۔

كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ

کیسے تم اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں پوچھتے ہو؟

اس بندے کو شرم نہیں آئی جو یہودیوں سے جا کر اپنا مسئلہ پوچھتا ہے۔

اہل کتاب سے اپنے مسئلے کا جا کر حل پوچھتا ہے۔ تم نے کوئی مسئلہ پوچھنا ہو تو یہودیوں کے پاس کیوں جاتے ہو۔

وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللَّهِ

حالانکہ تمہاری وہ کتاب جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل کی اللہ کا تازہ کلام ہے۔

حالانکہ کلام اللہ کی صفت قدم ہے احدث کا مطلب یہ ہے جو آخر میں اب نازل ہوا اگر تمہارے پاس کچھ نہ ہوتا تو پھر تم تورات والوں سے پوچھتے ہو جس کے گھر قرآن ہو وہ کسی کی دوکان پہ نہیں جائے گا۔ جس کے گھر قرآن ہو وہ کسی کی فکر کی خوشہ چینی نہیں کرے گا۔ جس کے گھر قرآن ہو وہ کسی کے گھاٹ پہ پینے نہیں جائے گا۔

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ

قیامت تک آنے والے مسلمانو! جب تک قرآن تمہارے پاس رہے گا تو تمہیں

Marfat.com

غیروں سے جا کر بھیک نہیں مانگنی تم نے قرآن پڑھ کر دنیا بھی حاصل کرنی ہے، دین بھی حاصل کرنا ہے یعنی دنیا کے ذرائع کی رہنمائی حاصل کرنی ہے۔

اللہ تمہارے لیے رحمتوں کے دروازے کھول دے گا۔

آج مسلمان حکمران دیکھیں ورلڈ بینک کی طرف اور آج ہر پالیسی ان کی طرف دیکھ کے بنائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ تو بڑا ہے اور ان لوگوں سے خطاب تھا۔

کہ اے مسلمانو! یاد رکھو جو دین منسوخ ہو گئے ان سے بھیک جا کر مانگتے ہو۔ ان کی تو مدت ہی ختم ہو چکی ہے۔ تمہارے پاس وہ ہے جس کی کبھی مدت ختم نہیں ہو گی۔ ساری کتابیں منسوخ ہو گئیں لیکن تمہارے قرآن کو کوئی چیز منسوخ نہیں کر سکے گی یہ قرآن تمہارے پاس ہے اور اس میں سب کچھ ہے۔

اگر سائنس کی بھیک تورات سے مانگنا پڑتی۔ ٹیکنالوجی کی بھیک انجیل سے مانگنا پڑتی تو قرآن کبھی جامع اور آخری کتاب قرار نہ دیا جاتا۔

اسی واسطے کہا گیا جو چیز تمہیں چاہیے ہر چیز قرآن کے اندر موجود ہے۔

وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللّٰهُ

حالانکہ رب نے تمہیں بتا بھی دیا ہے کہ

أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوا مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ وَغَيَّرُوا فَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكُتُبَ

ان کو اللہ نے جو کتاب دی تھی وہ بدل بھی دی ہے اور پھر وہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے تھے

قَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

(صحیح بخاری کتاب الشہادات باب لا یسال اہل الکتاب عن الشہادۃ ج ۱ ص ۳۶۹ قدیمی کتب خانہ کراچی)

Marfat.com

پھر وہ کہتے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

ایک تو انکی کتاب بدلی جا چکی ہے۔ تمہارا قرآن بدلا نہیں جا سکے گا۔

دوسری یہ ہے کہ وہ پرانی ہے تمہارا قرآن نیا ہے۔ تو یہ قیامت تک نیا رہے گا۔

اس واسطے فرمایا کہ تم جداگانہ تشخص والے ہو تمہارے پاس جو گائیڈ بک ہے اس کی بھی کوئی مثال نہیں اور تمہارے پاس جو دن ہے اس کی بھی کوئی مثال نہیں اور تمہارے پاس جو مہینہ رمضان ہے اس کی بھی کوئی مثال نہیں اور سب سے بڑھ کر تمہارے دکھ بانٹنے والے اور تمہارے درد مٹانے والے اور تمہاری آہوں پر ابر کرم بن کے برس جانے والے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جیسا کسی کے پاس آقا بھی کوئی نہیں آیا ہے۔

جس وقت یہ صورتحال ہے تو پھر کسی اور کے در پر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

تم اپنی جگہ قائم ہو کر رہو تمہارا تشخص جداگانہ تشخص ہے۔ اس سے تم اپنی پہچان رکھو کیونکہ حشر میں بھی اس تشخص سے پہچانے جاؤ گے۔

میت کو دفن کرنے میں ہمارا جداگانہ تشخص

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اتَّبَعَ الْجَنَازَةَ لَمْ يَقْعُدْ حَتّٰى تُوْضَعَ فِى اللَّحْدِ

رسول اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کوئی جنازہ پڑھ لیا جاتا تھا تو اس وقت تک نبی علیہ السلام نیچے نہیں بیٹھتے تھے جب تک کہ اس کو دفن نہ کر دیا جائے۔

ایسا ایک جنازہ تھا سرکار مدینہ ﷺ کھڑے تھے۔

Marfat.com

فَعَرَضَ لَهُ حَبْرٌ مِّنَ الْيَهُودِ

جیسے لوگوں کی مشابہت بنانے کی ایک عادت ہوتی ہے کہ اچھا کام دیکھا تو کہا یہ ہمارا بھی ہے اپنی یگانگت خواہ مخواہ ظاہر کرتے رہتے ہیں۔

اس پادری نے کہا

هَكَذَا نَصْنَعُ يَا مُحَمَّدُ

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

جب تک میت لحد میں نہ رکھ دی جائے تو ہم بھی نیچے نہیں بیٹھتے۔

اب یہ بظاہر تو بڑی پیار کی بات تھی۔ آپ فرماتے کہ پھر تو تم بڑے اچھے ہو ہم اور تم ایک ہیں فرمایا نہیں۔

قربان جاؤں میں اپنے آقا علیہ السلام پہ آپ نے کیا کیا۔

قَالَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خَالِفُوهُمْ

(سنن الترمذی کتاب الجنائز عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب ما جاء فی الجلوس قبل ان توضع)

(مشکوۃ المصابیح کتاب الجنائز باب المشی بالجنازۃ الفصل الثالث ص ۱۴۷ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت اس پادری نے کہا کہ ہم میت کو لحد میں جب تک نہ اتاریں اس وقت تک ہم نہیں بیٹھتے تو سرکار مدینہ ﷺ اسی وقت فوراً بیٹھ گئے۔ ابھی میت لحد میں رکھنی تھی اور پہلے طریقہ بھی یہ تھا کہ جب تک میت لحد میں نہ رکھی جاتی۔ محبوب نیچے نہیں بیٹھتے تھے۔ مگر جس وقت یہودی نے کہا۔ ہمارا بھی یہی طریقہ ہے تو سرکار ﷺ نے فرمایا اگر یہ تمہارا طریقہ ہے تو پھر یہ ہمارا طریقہ نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ فوراً بیٹھ گئے اور اپنے صحابہ کرام سے فرمایا۔

Marfat.com

خَالِفُوهُمْ

اے میرے صحابہ تم نے ہر کام میں انکی مخالفت کرنی ہے۔

یہ ہے دین اور یہ ہے ایمان، ہم مستقل ہیں اور ہماری اپنی ایک حیثیت ہے اور آقا علیہ السلام ہمیں یہ انداز دے کے گئے ہیں چونکہ آپ بیٹھے ہیں اب یہ نہیں کہ اللہ نے فرمایا ہو آپ بیٹھے کیوں ہیں آپ نے بھی کھڑا رہنا تھا چونکہ یہ جس وقت بیٹھیں گے تو عرش جھوم اٹھے گا۔

اب اللہ فرمائے گا محبوب ﷺ مجھے بھی یہی پسند ہے جو تم نے کیا ہے چونکہ تم نے مخالفت کی ہے یہود کی تو اس وقت وہ پہلا دین تھا۔ اس وقت جنازے سے پہلے بیٹھنا پسند نہیں تھا۔ لیکن اے محبوب تم فرق کرنے کیلئے بیٹھے ہو تو مجھے اب بیٹھنا پسند ہے۔

ایسی باتوں پر کوئی آ کر کہے کہ یہ بھی کوئی دین ہے یہ بھی کوئی ضروری ہے۔ بیٹھنے اٹھنے میں فرق کیا پڑتا ہے۔ ایسے بھی مفکرین کا ہمیں سامنا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ان باتوں میں کوئی دین چھپا ہوا ہے۔ تو محبوب ﷺ نے فرمایا کہ ان باتوں میں دین چھپا ہوا ہے۔

حالانکہ وہ مسئلہ تو صرف بیٹھنے کا تھا کوئی بہت بڑا جہاد تو نہیں تھا۔

جب سنا کہ یہودی کہتا ہے کہ یہ بھی ہمارا طریقہ ہے اور مماثلت پیدا کرنے کی کوشش کی تا کہ صحابہ کے اندر کوئی نرمی پیدا ہو جائے کہ یہود اور اسلام میں کوئی فرق نہیں ہے۔

پادری کہنے لگا کہ ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں تو سرکار ﷺ فوراً بیٹھ گئے اگر تم ایسا کرتے ہو تو پھر ہم ایسا نہیں کرتے اور اور اگر تم کھڑے رہو گے تو ہم بیٹھ جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے (خَالِفُوهُمْ) مطلقاً فرما دیا کہ جو میرا ماننے والا ہے اس نے اپنی پہچان میرے اوپر بنائی ہے۔ اور یہود ونصاریٰ کی مخالفت کر کے اس نے بتانا ہے کہ

Marfat.com

کسی کے پیروکار بن کے نہیں آئے ہم تو قوموں کے لیڈر بن کے آئے ہیں۔

روزہ افطار کرنے میں جداگانہ تشخص

سید عالم ﷺ سے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لَا یَزَالُ الدِّیْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ

میرا دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ روزہ دیر سے افطار نہیں کریں گے وقت آنے پر روزہ کھول دیں گے۔

اس کا کوئی یہ مطلب نہ سمجھے کہ وقت آنے سے پہلے کھول دے۔ یہ جلدی مقصود نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے ٹائم ہو جانے کے بعد روزہ کھولنے میں تاخیر نہ کی جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا میرا دین اس وقت تک غالب رہے گا۔ جب تک میری امت کے لوگ ٹائم ہو جانے کے بعد افطار میں جلدی کریں گے۔

جلدی روزہ کھولنے کے ساتھ غلبہ اسلام کا تعلق کیا ہے۔ اگر روزہ دس پندرہ منٹ بعد کھولیں تو اس سے اسلام کے مغلوب ہونے کا کیوں خطرہ ہے۔

سرکار ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ

لِاَنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی یُؤَخِّرُوْنَ

(سنن ابی داود کتاب الصوم باب مَا یُسْتَحَبُّ مِنْ تَعْجِیْلِ الْفِطْرِ)

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصوم باب الفصل الثالث ص ۱۷۵ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

اے میرے غلامو! چونکہ یہود و نصاریٰ دیر سے کھولتے ہیں لیکن تم نے جلدی کھولنا ہے۔ یہ سبب ہے کہ جس سے دین کو اٹھان ملے گی۔ ان باتوں سے بھی غلبہ ملے گا۔ ان باتوں سے بھی تمہارا رعب بنے گا۔

Marfat.com

جب تم میرے کہنے پر وقت کے آجانے کے بعد روزہ افطار کرنے میں جلدی کرو گے تو لوگوں کو پتہ چلے گا کہ یہ کوئی بھیڑ بکری امت نہیں بلکہ یہ اپنے نبی کے حکم کی پابند امت ہے۔

اس واسطے آپ نے فرمایا یہود و نصاریٰ چونکہ موخر کرتے ہیں اور تم نے ان کی مخالفت کرنی ہے اور جیسے وہ کریں ویسے تم نے نہیں کرنا۔ تم نے فرق ظاہر کرنا ہے کہ ہم اپنے گھر آپ ہیں ہم کسی کے پیچھے کیوں چلیں۔ یہود و نصاریٰ موخر کرتے ہیں تم نے اس کو جلدی افطار کر کے ان کی مخالفت کرنی ہے۔

قبر کے لحاظ سے ہمارا جداگانہ تشخص

اسی طرح ایک دن رسول اکرم ﷺ قبر کے کنارے بیٹھے تھے۔

قبر کھودی جارہی تھیں۔

قبر کی دو قسمیں ہیں ایک قبر کو شق کہتے ہیں اور دوسری کو لحد کہتے ہیں

شق: سیدھی قبر کو کہتے ہیں۔

لحد: جس کو قبلہ کی طرف کھود کے بنایا جائے اس کو لحد کہتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَیْرِنَا

(مشکوۃ المصابیح کتاب الصوم باب دفن المیت الفصل الثانی ص ۱۴۸، سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

اور تو اور رہا ہم قبروں کا بھی فرق کریں گے۔

میرے امت کیلئے لحد ہے اور یہود و نصاریٰ کیلئے شق ہے۔

جب بندے کی روح نکل گئی تو

Marfat.com

خاک ہو کے عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

کہ قبر میں لیٹا ہوا مردہ بھی یہ واضح کرتا ہے کہ میں محبوب کے طریقے پہ جا رہا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک واضح فرق اپنی امت کو عطا فرمایا ہے۔

اس کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ

آج ہمارے اندر جو تبدیلیاں آ رہی ہیں یعنی تصور کر لو کہ آج ایک صدی پہلے مسلمانوں کا مجمع یوں بیٹھا ہوتا تو کتنے لوگ تمہیں ننگے سر نظر آتے کتنے لوگ تمہیں داڑھی کے بغیر نظر آتے، بہت تھوڑے

آج سے پانچ صدی پہلے کا اجتماع ہوتا تو پھر روحانیت کا کیسا رنگ ہوتا اور کیسا دین کا رنگ ہوتا اور اب کتنی تبدیلی آ گئی اور افسوس یہ ہے کہ دنیا کی روشن خیالی تو آئی تھی اب معاذ اللہ دین میں کچھ روشن خیال پیدا ہو گئے جن کے نزدیک ننگے سر رہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اور نماز بھی ننگے سر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں جنکے نزدیک اس آوارہ گردی پر کوئی گرفت نہیں ہے دن بدن مسلمانوں کی گرفت دین کے لحاظ سے ڈھیلی ہوتی جا رہی ہے اس واسطے اپنے جداگانہ تشخص کو بحال کرنے کی ضرورت ہے۔

بالخصوص خواتین سے میری گذارش ہے کہ تمہاری گود کے آنگن کے اندر جو پیدا ہوتے ہیں وہی مجاہد، وہی نمازی، وہی محدث، وہی مفسر، وہی مفتی، وہی ولی، وہی سالک، وہی صوفی، وہی شہید اور وہی صدیق بنتے ہیں۔

اگر تم اپنی فصل کی دیکھ بھال اچھی طرح کرو گی تو پھر اسکا نتیجہ بھی بہت اچھا نکلے گا۔

اگر تم ان کی رکھوالی نہیں کرو گی تو کوئی ایکٹر ہو گا اور کوئی ڈانسر ہو گا، کوئی کنجر ہو گا،

Marfat.com

اور باپ کی ہیبت اسطرح ضروری ہے جسطرح کسی کیلئے کبھی نرمی کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی گرمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کبھی ضرب لگانے کی ضرورت ہوتی ہے کبھی تھامنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو یہ ساری چیزیں ملتی ہیں تو پھر جا کر کوئی چیز تیار ہوتی ہے اسواسطے باپ والی ایک سائیڈ جس میں اللہ تعالیٰ نے کئی حکمتیں پوشیدہ رکھی ہیں۔

ماں اور باپ دونوں کا پیار جس وقت انسان کو میسر آتا ہے۔ دونوں کی طرف سے رہنمائی ہوتی جاتی ہے اور پھر بالخصوص کچھ لمحے جس میں ماں بالخصوص سختی نہیں کرسکتی یا مواخذہ نہیں کرسکتی لیکن باپ پھر بھی کر لیتا ہے تو وہ بھی بیٹے کیلئے ضروری ہے اس لئے کہ اس میں بھی اسکی بھلائی ہے کیونکہ جب قحط پڑا ہو تو بارش سے جسطرح فائدہ ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ باپ کی جھڑکیوں سے حاصل ہوتا ہے۔

والد کی رضا میں رب کی رضا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ باپ کی شان کیا ہے۔

تو رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے۔

رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ وَ سَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ

(جامع ترمذی الحدیث نمبر ۱۸۹۹ ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین ج ۲ ص ۱۲ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

اللہ تعالیٰ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

جو والد اپنے بچوں کو صحیح راستہ پہ چلاتا ہے ایسے باپ کو شان دی گئی میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ کی رضا باپ کی رضا میں چھپی ہوتی ہے۔

اے والدین کے بیٹو! باپ کو معمولی نہ سمجھنا اللہ تعالیٰ کی رضا تمہارے باپ کی رضا میں

Marfat.com

ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی تمہارے باپ کی ناراضگی میں ہے۔

اتنا بڑا معیار ایک باپ کو بنا دیا گیا اتنا بڑا مرتبہ باپ کو دے دیا گیا۔

کہاں رب کی رضا اور کہاں ایک باپ ہے۔ باپ ایک غریب نادار ہو سکتا ہے۔ کوئی مزدور ہو سکتا ہے لیکن اُس کو شان کیا دی گئی۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

مطلب کیا بنا کہ رب کو راضی کرنا ہو تو باپ کو راضی کر لو اور اگر رب کو ناراض کرنا ہے تو باپ کو ناراض کر لو۔

جبکہ ہر بندہ چاہتا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی رہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں پھر باپ کو بھی راضی رکھو۔

رب کی رضا والے باپ کا ہر لمحے امتحان

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مقدس فرمان میں کتنی آگہی ہے۔

اور آپ نے انسان کے باپ کو کتنا بڑا مقام دے دیا اور یہاں سے امتحان کی بھی نشان دہی ہو رہی ہے۔ کہ جس کی رضا میں رب کی رضا ہو وہ رضا پھر کیسی ہونی چاہیے اُس بندے کی پسند پھر کیسی ہونی چاہیے۔ جس کی پسند میں رب کی پسند آجائے اُس کو پھر خواہش کا مریض نہیں ہونا چاہیے۔ اُسے پھر بدی کا پلندہ نہیں ہونا چاہیے اور اپنی شہوتوں کا مریض نہیں ہونا چاہیے، اُس کا کردار شستہ ہونا چاہیے۔ اُسکی گفتار شستہ ہونی چاہیے۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک عہدہ جو رب کی طرف سے بندے کو مل سکتا ہے اُس کا اعلان کر دیا اب باپ بن جانے کے بعد اُس پر یہ ضروری ہے کہ اللہ نے جب سیٹ

Marfat.com

باپ کیلئے رکھی ہے تو یہ ملنی اُس کو ہے جو شریعت کا پابند ہو جائے گا۔

چونکہ ایسا بندہ جو اپنی اولاد کو بُرائی کے مشورے سے اور اپنی اولاد کی تربیت صحیح نہ کرے اور اپنی اولاد کو گناہوں کی طرف مائل کرے۔ اُس کی رضا میں رب کی رضا کیسے ہو سکتی ہے۔

تو رسول اکرم ﷺ نے واضح فرمادیا کہ سیٹ تمہیں مل جائے گی مگر کوشش تمہیں کرنا پڑے گی کہ جو بھی کسی بیٹے یا بیٹی کا باپ بن گیا ہے وہ اس لائق ہو گیا ہے کہ اب اسکی رضا میں رب کی رضا آجائے۔ مگر اس کو اب سوچنا ہے کہ میں کیا بنوں کہ اللہ کی رضا میری رضا میں ہو۔ یعنی میری رضا میں رب کی رضا شامل ہو۔

اسے احساس لاحق ہو جانا چاہیے اور باپ کو ہر وقت احتیاط کرنی چاہیے کہ میں عام نہیں رہا۔ رب نے مجھے بڑا خاص بنا دیا ہے۔

اب دیکھو کہ ایک چھوٹا سا منصب ہو اور یہ کہا جائے کہ اس بندے کی رضا میں دس بندوں کی رضا ہے تو یہ بہت بڑا مقام ہے کہ فلاں نے اپنی رضا میری رضا میں ڈال دی ہے۔ ایک عام انسان کا معاملہ جس سے بڑھ جاتا ہے اور کہاں یہ بندہ اور کہاں سارے بندوں کا خالق ربّ ذوالجلال۔

رسول اکرم ﷺ نے واضح فرمادیا کہ بندہ باپ بن کے بہت کچھ بن سکتا ہے باپ بن کے بہت بڑی شان والا ہو سکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو سامنے رکھے اس کی چاہت اللہ تعالیٰ کی چاہت کے مطابق ہونی چاہیے۔

اور پھر اس میں بیٹا چاہتا ہے کہ میرا رب بھی ساتھ خوش ہوتا رہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے باپ کو خوش رکھو میں خوش ہو جاؤں گا تو جس رب نے باپ کو اتنی بڑی شان

Marfat.com

دی ہے۔تو اُس باپ کو بھی سوچنا چاہیے کہ میں اپنے رب کو ناراض نہ ہونے دوں۔

میں رب کو راضی رکھوں اور اُسکی رضا کو تلاش کروں اور میں رب کی جستجو میں رہوں، اُس رب نے رب ہو کر تجھے آگے کر دیا اور فرمایا کہ اپنے والدین کے بیٹے اپنے باپ کو خوش کریں۔اپنے باپ سے پوچھ کے کام کریں اور اُسکی مرضی کے مطابق کام کریں یعنی جہاں پر شریعت مطہرہ کا کوئی حکم نہ تھا اور بظاہر کوئی نص موجود نہ تھی اُس کا کرنا بھی جائز ہو سکتا ہے اور نہ کرنا بھی جائز ہو سکتا ہے کہ اس وقت فلاں جگہ جاؤ یہ شریعت میں جائز ہے کہ کوئی چلا جائے یا نہ جائے لیکن جب باپ کی رضا اُس میں شامل ہو جائے گی کہ باپ یہ کہے میرے بیٹے اس وقت فلاں جگہ پہ تم چلے جاؤ۔تو اب جانے کا انداز بدل جائے گا اب اس کے نمبر بڑھ جائیں گے اب جس وقت وہ جائے گا تو باپ بھی راضی ہو جائے گا اور رب بھی راضی ہو جائے گا۔

اسواسطے باپ کا جو مقام ہے۔اس مقام کے لحاظ سے باپ کا امتحان بھی ہے۔جس وقت ایک شخص کسی عام آدمی کا وکیل ہو اور اُس سے کہا جائے کہ چلے جاؤ بازار میں جو تمہیں چاہیے وہ خرید کے لے آؤ ایک عام انسان بھی کہتا ہے کہ مجھ پر فلاں نے اعتماد کیا ہے میں اُس کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا۔میں اُس کو ملحوظ نظر رکھ کے کام کروں گا۔یہ نہیں کہ میں جو چاہوں کروں اُس نے کہہ دیا ہے اور میں اُس کا خیال نہ کروں۔اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کے باپ کو یہ حیثیت دے دی ہے اور اُسے اختیار دے دیا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو جو اچھائی ذہن میں آتی ہے کہدے اور اللہ تعالیٰ نے ایک باپ سے کہہ دیا اب تیری پسند میری پسند ہوگی تو اس باپ کو سوچنا چاہیے کہ میرے رب نے مجھ پہ کرم کر دیا ہے۔میری پسند کو اتنی ترجیح دی تو میری پسند وہ ہونی

Marfat.com

چاہیے جو رب کی پسند سے ٹکرانے والی نہ ہو۔ بلکہ وہ رب کی پسند کا جھنڈا لہرانے والی ہو۔

والد کے ادب واحترام کا اہتمام بھی ضروری

اس لحاظ سے والد کا سوسائٹی میں مقام ومرتبہ کتنا بڑا ہے۔

عمومی طور پر ہم اپنے اساتذہ کا ادب کرتے ہیں اور اپنے پیرومرشد کا ادب کرتے ہیں، مرشد کا ادب، استاذ کا ادب یہ سارے آداب ضروری ہیں۔ استاذ کا بھی ادب ہو اور مرشد کا بھی ادب ہو مگر یہ کوتاہی دیکھی جاتی ہے کہ جن کا حق بعض وجوہ سے فائق ہے وہ والد گرامی ہیں ان کے احترام کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔

اتنی احادیث مبارکہ جن کے بارے میں موجود ہیں تو اُس باپ کا کوئی خیال نہ کرنا، گھر کے اندر ادب واحترام نہ کرنا، اُس والد کی طرف پیٹھ کر لینا اور اُنکی باتوں کو پس پشت ڈالنا شریعت مطہرہ میں یہ عمل ہرگز پسندیدہ نہیں ہے۔

شرعی معاملات میں اگر استاذ نے اسکا حکم دیا اور والد اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو شریعت کی وجہ سے شرعی حکم کی ترجیح ہوگی۔ ایک مرشد نے حکم دیا وہ شریعت کے مطابق ہے جبکہ والد اُس سے روکتے ہیں تو پھر شریعت کی وجہ سے شرعی حکم کو ترجیح ہوگی۔

لیکن ایسے معاملات جہاں شریعت کا کوئی مطالبہ نہیں ہے عمومی باتیں ہیں تو وہاں پر اپنے والد کی سوچ کا احترام ہونا چاہیے۔ والد کے آرڈر کو آرڈر سمجھنا چاہیے اور والد کے مرتبے کو ایک پیر کے مرتبے کی طرح تو ضرور سمجھنا چاہیے۔

اگر والد اپنے بیٹے کو شریعت کی حدود میں اور اُسکے خطوط پر چلاتا ہے تو وہ ایک والد بھی ہے اور ایک لحاظ سے مرشد بھی ہے، وہ بندے کا شیخ بھی ہے اور وہ استاذ بھی ہے۔

Marfat.com

اس لحاظ سے ان ساری چیزوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

بعض جگہ والد محض والد ہے اور بعض جگہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ مربی ہے اور ساتھ رہنمائی کرنے والا بھی ہے لیکن ہمارے اسلاف کہتے رہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ استاذ کا مرتبہ اس لحاظ سے بڑا ہے۔

کہنے لگے باپ وہ ہے جو تجھے آسمان سے زمین پہ لایا اور استاذ وہ ہے کہ جس نے زمین سے آسمان تک پہنچایا ان حیثیات کا ضرور اعتبار ہے لیکن بعض مقامات پر جو والد کے ساتھ بالکل بے رخی دیکھی جاتی ہے اور اُن کو کوئی حیثیت ہی نہیں دی جاتی۔ کوئی بات کرنے میں اور کوئی فیصلہ کرنے میں اُن کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی تو ان باتوں کو ان کے لحاظ سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ والد کی رضا میں رب کی رضا ہے والد کو رسول اکرم ﷺ نے جب سنٹرل گیٹ قرار دیا اور والد کے بارے میں یہ فرمادیا کہ تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے۔

والد سے بے رخی آخر کیوں؟

یہ جملہ والد کے لحاظ سے ہے اسواسطے کسی کا والد خواہ پڑھا ہوا ہو یا ان پڑھ ہو خواہ وہ چھوٹے خاندان کا ہو یا بڑے خاندان کا ہو خواہ اُس کے پاس روپے تھوڑے ہوں یا زیادہ ہوں تو وہ اولاد کیلئے عزت ہی عزت کا مستحق ہے۔

وہ رحمت کا سائبان ہے اور آدمی نسب تبدیل کرسکتا ہے اور نہ ہی ولدیت کینسل کرسکتا ہے جب ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ جسطرح بھی والد کی حیثیت ہے اُس میں ادب ضرور ہونا چاہیے اگر کوئی پڑھ گیا ہے تو اپنے والد کو ان پڑھ سمجھ کے پس پشت

Marfat.com

نہ کرے اگر کسی کے پاس روپیہ پیسہ زیادہ آ گیا ہے تو اپنے والد کو نادار سمجھ کے حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے۔ اگر کسی کی عزت معاشرے میں بن گئی ہے تو وہ کسی لحاظ سے اپنے والد کو ثانوی حیثیت کی طرف مائل نہ کرے۔

کوئی جتنا بھی بڑا ہوگا وہ اُس وقت بڑا ہوگا جب وہ اپنے والدین کی عزت کرتا جائے گا۔ اپنے والدین کا احترام کرتا جائے گا۔ انسان بڑی سے بڑی کرسی پر بیٹھ کر بھی چھوٹے سے چھوٹا ہے جب تک وہ والدین کی خدمت نہیں کرتا اور اپنے والد کے قدموں میں بیٹھ کر زمین پر بھی اُسے بڑی کرسی کا اعزاز حاصل ہے اس واسطے کہ وہ وہاں بیٹھا ہے جہاں بیٹھنے سے رب بندے کو عزتیں عطا فرماتا ہے۔

والد کے احسانات کا بدلہ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدًا إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ

(الصحیح لمسلم الحدیث ۱۵۱۰ کتاب العتق باب حق الولد ج ۱ ص ۴۹۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

کوئی بیٹا اپنے باپ کو جزاء نہیں دے سکتا مگر یہ کہ وہ اپنے والد کو غلام پائے اور وہ اسے خرید کر آزاد کر دے۔

بندہ اپنے والد کو کیا جزاء دے سکتا ہے ہاں یہ ہے کہ کسی بندے کا والد کسی کا غلام ہو تو حق تب ادا ہوگا جب وہ اپنے باپ کو خرید کے آزاد کر دے گا۔

رسول اکرم ﷺ نے حسن سلوک کا ایک انداز بیان فرمایا ہے کتنی سعادت اُن

Marfat.com

لوگوں کیلئے ہے جن کے والدین زندہ ہیں یا والدین میں سے ایک زندہ ہے تو اس سے ایک نیکیوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

﴿ہر نگاہ کے بدلے غلام آزاد کرنے کا ثواب﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا نَظَرَ الْوَالِدُ اِلٰی وَلَدِہٖ فَسَرَّہٗ کَانَ لِلْوَلَدِ عِتْقُ نَسْمَۃٍ

(المعجم الکبیر الحدیث ۱۱۶۰۸ ج ۱۱ ص ۱۹۱ دار الاحیاء بیروت)

جس وقت باپ اپنے بچے کو دیکھے اور بچہ اُسکو خوش کرے تو ہر نگاہ کے بدلے میں بیٹے کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

یعنی باپ کا بچے کو دیکھ کر خوش ہونے کی بھی کچھ وجوہات ہوتی ہیں۔

بچپن میں باپ بچے کو دیکھتا رہا اور خوش ہوتا رہا، لیکن یہ معاملہ بالغ ہونے کے بعد کا ہے جب باپ بچے کو پھر بھی دیکھے اور بچے کے کرتوت ایسے نہ ہوں کہ باپ کو دیکھتے ہی آگ لگ جائے۔ بچے نے باپ کی ایسی نافرمانیاں نہ کی ہوں اور اپنے باپ کے فیصلوں کی خلاف ورزی نہ کی ہو اور اپنے باپ کے بنائے ہوئے خطوط مٹائے نہ ہوں اور بچے نے اپنے باپ کے ساتھ عداوتیں نہ کی ہوں۔ بالغ ہونے کے بعد جوں جوں بچہ بڑا ہوتا ہے اُس کا امتحان شروع ہوتا ہے کہ بچے کو باپ دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ نہیں۔

جس وقت بچہ پنگھوڑے میں تھا تو اُس وقت باپ خوش ہو ہی رہا تھا پھر بچے کا کمال کیا تھا۔ جب بچہ بڑا ہو گیا عملی زندگی میں آ گیا اب باپ کو مدد کی ضرورت تھی کہ

Marfat.com

جاؤ فلاں کام کرو لیکن اس کو کھیلنے کی ضرورت ہے یہ کھیلنے چلا جاتا ہے۔ اب باپ جس وقت شام کو دیکھے گا تو کہے گا کہ میں نے کہا تھا کہ تم نے فلاں کام کرنا ہے اور تم کھیلنے چلے گئے ہو تو کیا اُس وقت باپ خوش ہوگا نہیں تو باپ کو خوش کرنے کیلئے کہ وہ جس وقت دیکھے تو خوش ہو سکے لئے بھی بندے کو کچھ اہتمام کرنا پڑتا ہے اور بندوبست کرنا پڑتا ہے کتنا خوش قسمت ہے وہ بیٹا جو بالغ ہو کے بھی ایسا رہا کہ جب بھی باپ نے دیکھا تو باپ کا دل باغ باغ ہو گیا۔

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ چونکہ باپ کی رضا میں رب کی رضا تھی اور اسے دیکھ کے باپ خوش ہوا ہے تو اس ایک نگاہ کے بدلے میں ہم نے اسکے بیٹے کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب دے دیا ہے۔ اسلام میں کتنے وارے نیارے ہیں کہ گھر میں بیٹھے سارے نظارے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو بندہ اپنے والد کی طرف دیکھے تو بچے کو حج کا ثواب ملتا ہے۔ اُدھر سے بھی نگاہ ہے ادھر سے بھی نگاہ ہے اور یہ بھلا ہی بھلا ہے کس انداز میں رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں اور پھر دونوں صورتوں میں بھلا بچے کا ہو رہا ہے۔ اگر بچے نے باپ کی طرف پیار سے دیکھا اور والدہ کی طرف پیار سے دیکھا تو حج مبرور یعنی مقبول حج کا ثواب مل گیا۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر وہ سو بار دیکھے تو آپ نے فرمایا اُسکو سو حج کا ثواب ملے گا اللہ کے ہاں کمی کیا ہے گھر بیٹھے بغیر احرام باندھے بغیر طواف کیے اور بغیر سعی کیے اسکو حج کا ثواب مل جائے گا۔ یہ عظمت اسلام ہے کہ جو

Marfat.com

بندہ اللہ تعالیٰ کا بن جاتا ہے اُسی کو گھر بیٹھے سب کچھ مل جاتا ہے۔

اب کافر بھی باپ بیٹا ہو سکتے ہیں دونوں گھر میں بیٹھے ہیں تو نحوست کے مارے ہیں نہ باپ کو کچھ مل رہا ہے اور نہ بیٹے کو کچھ مل رہا ہے۔ اے امت مسلمہ کے فرزند! تیرے کتنے بخت اللہ تعالیٰ نے جگا دیئے ہیں۔ گھر کا دروازہ کھلا اور باپ نے تجھے نگاہ شفقت سے دیکھا پھر بھی جنت کا دروازہ کھلا۔ حالانکہ ایک انسانی رشتہ بھی ہے۔

جی چاہتا ہے کہ میں اپنے باپ کو دیکھوں، میں اپنی امی جی کو دیکھوں، والد محترم کو دیکھوں، باپ کا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے بیٹے کو دیکھوں یہ ایک انسانی خواہش بھی ہو سکتی ہے لیکن اس خواہش کو اللہ نے پاکیزہ کتنا بنا دیا ہے جس وقت انسان کا پاک رشتہ بن گیا تو نیکیوں کی ایک کمپنی بن گئی ہے ایک نیکیوں کا سلسلہ بن گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے کہ جس وقت ایک باپ نے بیٹے کو دیکھا اور بیٹا اُسے اچھا لگا اور دیکھ کر باپ کا دل مسرور ہوا کہ میرا بیٹا اچھا بڑا ہے اور مطیع بڑا ہے ،فرمانبردار ہے، کردار اسکا ستھرا ہے جو کہتا ہوں وہ کرتا ہے تو اس سے باپ کا جب دل کھلا تو جنت کا دروازہ بھی کھل گیا۔ باپ کے دل کی کلی کھلی تو جنت کا دروازہ کھل گیا اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا مرتبہ دیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ جب یہ بیان کر رہے تھے تو ایک صحابی بڑا عجیب سوال کرنے لگے۔

وَاِنْ نَظَرَ ثَلَاثَ مِائَةٍ وَّسِتِّيْنَ نَظْرَةً

(المعجم الکبیر الحدیث ۱۱۶۰۸ ج ۱۱ ص ۱۹۱ دار الاحیاء بیروت)

یارسول اللہ ﷺ، اگر وہ ایک دن میں تین سو ساٹھ مرتبہ دیکھے تو پھر کیا ہوگا۔

قَالَ اَللّٰهُ اَكْثَرُ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس سے بھی کہیں زیادہ دینے والا ہے۔

Marfat.com

ایک بار دیکھنے پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور دو بار دیکھنے پر دو غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے تو جس وقت تین سو ساٹھ مرتبہ والد اپنے بیٹے کو دیکھ کر خوش ہو گا تو اللہ تعالیٰ تین سو ساٹھ غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب بھی اُس بیٹے کو عطا فرما دے گا۔

یہ عظمت ہے اور اتنا بڑا مرتبہ ایک والد کا ہے اور پھر تعلق خوش گوار ہو تو پھر کتنا فائدہ حاصل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ بندے کے تعلقات کو خوشگوار رکھے چونکہ اگر اس رشتے میں کمی آ گئی

تین بد بخت انسان

تو رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ وہ بندہ ذلیل و رسوا ہو، وہ ذلیل و رسوا ہو، وہ ذلیل و رسوا ہو پوچھا گیا کہ کون تو آپ نے فرمایا کہ ایک تو وہ آدمی جس کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے دوسرا وہ جو اپنے والدین کو پالے اُن کی خدمت کر کے جنت نہ لے سکے۔ تیسرا وہ آدمی کہ رمضان آئے لیکن بخشش نہ کروا سکے

تو پتہ چلا کہ والدین کا گھر میں ہونا دائمی رمضان کا ہونا ہے والدین کا گھر میں ہونا یوں ہے کہ جیسے رسول اکرم ﷺ کا تذکرہ ہو رہا ہے تو اس انداز میں رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ انسان اپنے والدین کی طرف دیکھتا ہے اور والدین اپنے بچے کی طرف دیکھتے ہیں دونوں کا آپس میں خونی رشتہ ہے ایک دنیا کے لحاظ سے بھی تعلق ہے مگر یہ وہ دین ہے کہ جس نے ہماری دنیا کو بھی دین کا رنگ عطا فرما دیا ہے۔

سب سے بڑی صلہ رحمی کون سی؟

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ

(جامع ترمذی ابواب البر و الصلة عن رسول الله ﷺ باب ما جاء فی اکرام الوالد ج ۲ ص ۱۲ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلة باب فَضْلِ صِلَةِ أَصْدِقَاءِ الْأَبِ وَالْأُمِّ وَنَحْوِهِمَا ج ۲ ص ۳۱۴ قدیمی کتب خانہ کراچی)

سب سے بڑی صلہ رحمی یہ ہے کہ جس وقت کسی کا باپ دنیا سے چلا جائے اُن کے جانے کے بعد بھی باپ کے رشتہ دار اور دوستوں کے ساتھ اچھا تعلق رکھے یہ شریعت میں سب سے بڑی صلہ رحمی ہے کہ اُس تعلق کو برقرار رکھا جائے۔

﴿والدین کے وصال کے بعد ان کے حقوق﴾

رسول اکرم ﷺ سے حضرت اُسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے ایک بنی سلمہ کا آدمی آ گیا اُس نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ

هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ اَبَوَيَّ شَيْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ

(مشکوٰۃ شریف کتاب الآداب باب البر و الصلة الفصل الثانی ص:۴۲۰ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

کیا والدین کے ساتھ حسن سلوک میں سے کوئی شئی باقی رہ گئی ہے جو میں ان کے وصال کے بعد ان کے ساتھ کرتا رہوں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں

یعنی کیا والد کے ساتھ حسن سلوک اُن کے چلے جانے کے بعد بھی کیا جا سکتا ہے جب تک والدین زندہ ہوں اُس وقت تک اُن کے ساتھ حسن سلوک ہوتا ہے یا بعد از وصال بھی والدین کے کچھ حق ہوتے ہیں۔ اگر وہ حقوق ادا کریں تو پھر بھی والدین کے ساتھ بچے کا حسن سلوک شمار ہوتا ہے اور بچے کو نیکیاں ملتی ہیں۔

تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں والدین کے دنیا سے چلے جانے کے بعد

Marfat.com

بھی کچھ حق باقی رہتے ہیں بچہ وہ کام کرے جس سے باپ کو فائدہ ہوتا ہو تو اس کی وجہ سے بچے کو نیکیاں ملتی رہتی ہیں۔

﴿پہلا حق﴾

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کو بیان فرمادیا۔

اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْھَا

پہلا حق والدین کا اُن کے وصال کے بعد یہ ہے کہ تم اُن کا جنازہ پڑھو۔

﴿دوسرا حق﴾

وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا

دوسرا حق یہ ہے کہ تم اُن کیلئے مغفرت کی دعائیں مانگو۔

جنازہ پڑھ لینے کے بعد بائیکاٹ نہ کرو کہ جنازہ پڑھ لیا ہے۔ اب فاتحہ کی ضرورت کیا ہے، دعاؤں کی ضرورت کیا ہے ؟ دونوں کا سرکار مدینہ ﷺ نے جدا جدا ذکر کیا۔

اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْھِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا

اُن کا جنازہ پڑھنا اور پھر اُن کیلئے مغفرت مانگتے رہنا۔

خواہ وہ ختم قل شریف ہے، خواہ وہ نماز کے اندر کی دعا ہے یا نماز کے بعد کی دعا ہے والدین کے چلے جانے کے بعد استغفار کرتے رہنا والدین کا حق ہے۔ اولاد کو کبھی بھی اس حق سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

﴿ختم قل شریف دعا کا ایک ذریعہ﴾

یہی وجہ ہے کہ ہم اہلسنت و جماعت اپنے خویش و اقارب کیلئے ایصال ثواب کا

Marfat.com

اہتمام کرتے ہیں کہ یہ دعا کا ایک ذریعہ ہے اور اجتماعی دعا کے فوائد زیادہ ہوتے ہیں اس واسطے دوستوں رشتہ داروں کو اکٹھا کر لیا جاتا ہے پھر اجتماعی دعا کی جاتی ہے اور پھر یہ بھی خیال رکھا کریں کہ اسے کوئی رسم قل نہ کہے، رسم چہلم نہ کہے کیونکہ رسم وہ ہوتی ہے جو اپنی بنائی ہوئی ہو بلکہ یہ تو ختم قل شریف ہے جس پر امت مسلمہ کا ہر دور میں اجماع رہا ہے۔

ہر دور میں اجتماعی دعا کا بندوبست

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ہر دور کے لحاظ سے اسکو لکھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک امت میں ہے کہ خویش اقرباء جو دنیا سے چلے جائیں اجتماعی دعا کا بندوبست کیا جائے اور اُن کے گناہوں کی معافی کی بھیک اللہ کے دربار سے مانگی جائے۔

تیسرا حق

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تیسرا حق یہ ہے

اِنْفَاذُ عَهْدِ هِمَا

والدین نے کسی سے جو عہد کیا ہو اُسے پورا کرنا یہ اُن کے بعد بھی اولاد پہ ضروری ہے۔

چوتھا حق

صِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصِلُ اِلَّا بِهِمَا

وہ صلہ رحمی جو والدین کی وجہ سے ہے اُس کو برقرار رکھنا اور پھر والد اور والدہ کے رشتہ داروں کو ناراض نہ کرنا، اُن سے تعلقات برقرار رکھنا۔

Marfat.com

﴿پانچواں حق﴾

وَاِکْرَامُ صِدِیْقِهِمَا

(مشکوٰۃ شریف کتاب الآداب باب البر والصلۃ الفصل الثانی ص:۴۲۰ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

والد کے دوست اور والدہ کی جو سہیلیاں ہیں اُن کی عزت کرتے رہنا یہ وہ حقوق ہیں جو بعد میں بھی برقرار رہتے ہیں۔

﴿دعاؤں کی وجہ سے بندے کا جنت میں درجہ بلند﴾

بالخصوص دعا کا جو سلسلہ ہے اس بارے میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ

قیامت کے دن جب ایک انسان کا مرتبہ بلند ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ سے پوچھے گا۔

یَا رَبِّ اَنّٰی لِیْ هٰذِهٖ

یا اللہ اتنا اونچا درجہ مجھے کیسے مل گیا؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ

(سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب البر الوالدین ص ۲۶۰ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یہ اونچا درجہ تیرے کام کی وجہ سے نہیں، تیری اولاد کی دعاؤں کی وجہ سے مل گیا ہے

﴿والدین رحمت و نور کا سائبان﴾

یہ رحمت و نور کا سلسلہ ہے جو ایک انسان کو اللہ تعالیٰ نے والدین کی شکل میں عطا کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ

مَامِنْ مُسْلِمٍ لَهٗ وَالِدَانِ مُسْلِمَانِ یُصْبِحُ اِلَیْهِمَا مُحْتَسِبًا اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ لَهٗ بَابَیْنِ

(الادب المفرد للبخاری باب بر والدیہ وان ظلما ص:۴)

Marfat.com

جس مسلم کے والدین مسلمان ہوں وہ ان کے پاس طلب ثواب کے لئے صبح کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

جس بندے کے گھر میں اُس کے والدین ہوں اُس کے گھر میں کیا ہوتا ہے۔

آج بعض لوگ والدین کو بوجھ سمجھتے ہیں اور پھر یورپ والوں کا طریقہ یہ ہے کہ بوڑھوں کو اولڈ ہاؤس میں داخل کروا دیا جائے حالانکہ وہ بوڑھا ہے اب اُسے اپنے بچوں کی ضرورت بہت زیادہ ہے۔ اب تو وہ ثواب ہی ثواب بن گئے ہیں۔

بوڑھے مسلمان کی عزت حقیقت میں رب کی عزت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ اِكْرَامَ ذِی الشَّيْبَةِ الْمُسْلِم

(سنن ابوداود کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلھم ج ۲ ص ۳۲۲ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

بے شک اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے بوڑھے مسلمان کا اکرام کرنا ہے

اگر کوئی انسان مل جائے وہ والد نہ بھی ہو اُس کی عزت کرنا اللہ تعالیٰ کی عزت کرنا ہے اتنا بڑا مرتبہ دے دیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کسی بندے کے والدین مسلمان ہوں اور اُس کے گھر میں ہوں اور صبح طلوع ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کیلئے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

والد ہر حال میں بندے کیلئے جنت

جس کو گھر میں والدین میسر ہیں یہ زندگی وہ سہانی گھڑی ہے اور روحانی لمحے ہیں

Marfat.com

کہ والدین ابھی زندہ ہیں تو یہ دن اُس کے کتنے گولڈن دن ہیں کہ صبح کے طلوع ہوتے وقت ہی اسکے لئے جنت کے دروازے کھل گئے ہیں۔

اور پھر فرمایا

وَاِنْ كَانَ وَاحِدٌ فَوَاحِدٌ

اور اگر ایک زندہ ہو تو پھر ایک دروازہ کھل جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا۔

وَاِنْ اَغْضَبَ اَحَدَهُمَا

اگر بچے نے والدین میں کسی ایک کو ناراض کیا تو ایک دروازہ بند ہو جائے گا دونوں کو ناراض کیا تو دونوں دروازے بند ہو جائیں گے۔

یعنی یہ والدین گھر میں جنت کا دروازہ ہیں اگر والدین کو ناراض کیا تو جنت کے دو دروازے بند ہو جائیں گے۔ مطلب یہ ہے عمل مقبول ہی نہیں ہونگے بندہ جنت کیسے جا سکے۔

قِيْلَ وَاِنْ ظَلَمَا

اے ابن عباس اگر چہ والدین ظالم بھی ہوں تو پھر بھی وہ جنت کا دروازہ ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

وَاِنْ ظَلَمَا

(الادب المفرد للبخاری باب بر والدیہ وان ظلما ص:۴) (نظرۃ النعیم باب فی بر الوالدین ج ۳ ص ۸۷۷ دار الوسیلۃ بیروت)

اگر چہ وہ ظالم بھی ہوں تب بھی وہ بندے کی جنت ہیں۔

اگر گھر میں والدین ہیں تو وہ جنت ضروری ہیں، جنت کا وہ دروازہ ہیں، تو آج کے ماحول میں جس وقت اولادیں جوان ہو جاتی ہیں اور پھر والدین سے نگاہیں پھیرنا

Marfat.com

شروع کر دیتے ہیں اور پھر طرح طرح کے بہانے، شکوے اور شکائتیں شروع کر دیتے ہیں یہ دروازے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے بند کر دیے ہیں کہ وہ والدین جو بھی کریں تمہارا حق نہیں بنتا کہ تم آگے سے اکڑ جاؤ اور تم ہاتھ اٹھاؤ اور تم باتیں کرو اور تم اُن کی غیبت کرو اور تم اُنکی گستاخیاں کرو۔ اگر تم نے جنت لینی ہے تو تم چپ کر کے رہو اگر چہ وہ تمہیں جوتے بھی مارتے رہیں تم خاموش رہو۔ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں پھر بھی تمہارے لئے جنت بنایا ہے۔

والد کے دوستوں کا اکرام اور ان سے حسن سلوک

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ مکہ شریف کے راستے میں چل رہے تھے کہ ایک دیہاتی مل گیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے پہلے تو انھیں سلام کیا پھر اُن کو اپنے ساتھ بٹھالیا پھر اپنی پگڑی اتار کے اُن کے سر پر رکھی۔

چونکہ سر ڈھانپ کے رہنا مومن کا شعار ہے ٹوپی بھی جائز ہے لیکن زیادہ فضیلت عمامے میں ہے۔ مگر ننگے سر رہنا انگریزوں کا طریقہ ہے اور اُنکی ایجاد ہے مومن خوا نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو وہ سر ڈھانپنے کا اہتمام کرتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيقِ مَكَّةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی مکہ کے راستے میں انھیں ملا

فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَحَمَلَهُ عَلَى حِمَارٍ

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ نے انھیں سلام کیا اور ان کو گدھے پر سوار کیا

وَأَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلَى رَأْسِهِ

Marfat.com

تو آپ نے اپنا عمامہ شریف اتار کر اُس بندے کے سر پر رکھا۔

فَقَالَ ابْنُ دِينَارٍ فَقُلْنَا لَهُ أَصْلَحَكَ اللَّهُ إِنَّهُمُ الْأَعْرَابُ وَإِنَّهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيرِ

حضرت ابن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح کرے یہ تو دیہاتی ہیں

إِنَّهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيرِ

اور یہ تھوڑی سی چیز سے خوش ہو جاتے ہیں تم نے تو آج حد ہی کر دی ہے اسکو سلام ہی کافی تھا لیکن اے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم نے اسے سلام بھی کہا اور اُٹھا کر سواری پر بھی بٹھایا اور پھر اپنا عمامہ بھی اس کے سر پر رکھا اتنے اعزاز کی ضرورت کیا تھی۔

تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا

إِنَّ أَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ تعالی عنہ

اس کے اباجی میرے اباجی کے دوست تھے۔

جس کو میں نے سواری پہ بٹھایا ہے اس کے ابا جی کی وجہ سے میں نے انکی عزت کی ہے کہ ان کے ابا جی میرے ابا جی کے دوست تھے۔ میرے والد اور ان کے والد کے ساتھ تعلقات اچھے تھے میں نے اُس دوستی کے سر پہ پگڑا رکھا ہے۔ میں نے اُس دوستی کی عزت کی ہے۔ میں نے والد کے اس تعلق کی بنا پر اس کو یہ اعزاز دیا ہے۔

وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

اسواسطے کہ میں نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔

إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فَضْلِ صِلَةِ أَصْدِقَاءِ الْأَبِ وَالْأُمِّ وَنَحْوِهِمَا ج۲ ص۳۱۴ قدیمی کتب خانہ کراچی)

Marfat.com

بے شک تمام نیکیوں میں سے بڑی نیکی اپنے باپ کے دوستوں سے صلہ رحمی کرنا ہے۔ سب سے بڑی نیکی اور صلہ رحمی یہ ہے کہ بندہ اپنے والد کے دوستوں کا ادب کرے اور اُن کا احترام کرے چونکہ ان کے ابا جی میرے ابا جی کے دوست تھے۔ اسواسطے میں نے اسکو سواری پہ بھی بٹھایا ہے اور اپنا پگڑا بھی اس کے سر پہ رکھا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے والد کے دوست سے حسن سلوک

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں مدینہ شریف آیا۔

اَتَانِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ

مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملنے آ گئے۔

فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ ھَلْ تَدْرِیْ لِمَا اَتَیْتُکَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر کہا کہ تمہیں پتہ ہے کہ میں تمہیں ملنے کیوں آیا ہوں۔

قُلْتُ لَا

میں نے کہا نہیں میں نہیں جانتا۔

قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

کہنے لگے میں اس لئے ملنے آیا ہوں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے یہ بات سنی تھی۔

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّصِلَ اَبَاہُ فِیْ قَبْرِہٖ فَلْیَصِلْ اِخْوَانَ اَبِیْہِ بَعْدَہٗ۔

جو بندہ یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ قبر میں بھی اچھا سلوک کرے اُسے چاہیے کہ اپنے باپ کے وصال کے بعد باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے۔

Marfat.com

چونکہ میں نے یہ حدیث سنی ہوئی تھی۔

كَانَ بَيْنَ ابْنِ عُمَرَ وَبَيْنَ اَبِيْكَ اِخَاءٌ

میرے ابا جی اور تمہارے ابا جی کے درمیان بھائی چارہ بڑا تھا۔

میرے والد اور تمہارے والد کے درمیان آپس میں دوستی تھی اُسکی وجہ سے میں آج تمہیں ملنے آیا۔

اَحْبَبْتُ اَنْ اَصِلَ ذَالِكَ

(مکاشفۃ القلوب الباب الرابع والعشرون فی برالوالدین ص:۱۱۴ مکتبہ وطنیہ بغداد)

دل نے چاہا ہے کہ اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر میں تحفہ بھیجوں تو انھیں تحفہ بھیجنے کیلئے تمہیں ملنے آ گیا ہوں چونکہ رسول اکرم ﷺ سے میں نے سنا ہوا تھا۔اُس کی وجہ سے آج میں تجھے ملنے آیا ہوں۔

باپ کے امتحان میں یہ ہے کہ جب باپ کو اتنا مقام دیا گیا تو انھیں اپنی اولاد کی تربیت کا خاص خیال رکھنا چاہیے اگر اولاد معاشرے میں ڈاکو بن جائے۔تو کل باپ سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کیسا کھیت تیار کیا اور تم نے کانٹے بنائے۔

اگر بندے کے بیٹے ماحول کیلئے ابر کرم اور ٹھنڈی ہوا بن جائیں اور امن کا پیغام بن جائیں اور امن کا اجالہ بن جائیں تو یقیناً جس وقت اُسکی روح نکلے گی تو فرشتے چومیں گے کہ یہ وہ باپ ہے کہ جس کا بیٹا محدث ہے،جس کا بیٹا مفسر ہے ،جس کا بیٹا مجاہد اور ولی ہے،جس کے بیٹے کا بہت اچھا کردار ہے۔اسواسطے ایک باپ کو اپنی اولاد کی خوب تربیت کرنی چاہیے اس سلسلہ میں یقیناً سختی بھی کرنی پڑتی ہے اور سختی معیوب نہیں ہے۔

Marfat.com

بلا تمثیل

حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے

اگر کانٹے میں ہو خوئے حریری

اگر کانٹا ریشم ہو جائے تو پھول کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کچھ سختی بھی کرنی پڑتی ہے اور وہ سختی والدین کو ضرور کرنی چاہیے۔

والد کی ایک جھڑکی نے امام مالک ......کو زمانے کا امام بنا دیا

جہاں دیکھیں کہ نرمی کی وجہ سے کام بگڑتا جا رہا ہے جھڑکی سے قسمت سنور جاتی ہے اس سلسلہ میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالی کا کردار اتنا اونچا ہے کہ ان کو باپ کی ایک جھڑکی نے پڑھنے لگایا تھا اور وہ زمانے کے امام بن گئے تھے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میرے بڑے بھائی جو ابن شہاب زہری کی عمر کے تھے۔ میرا اور میرے بڑے بھائی کا میرے والد صاحب نے امتحان لیا دونوں سے ایک سوال پوچھا۔ میرے بھائی صاحب کو وہ آ گیا لیکن مجھے نہ آیا تو میرے والد نے مجھے جھڑکی دی اور کہا۔ اے نکمے کبوتروں کے پیچھے دوڑتا رہتا ہے اور کبھی تو نے پڑھا ہی نہیں ہے۔ جس وقت میرے والد نے مجھے جھڑکی دی اتنے ہی لفظ بولے کہ تجھے کبوتروں نے جاہل بنا دیا ہے۔

تو مجھے اُس وقت غصہ بڑا آیا اس بات پر کہ میں کتنا نکمہ ہوں کہ والد صاحب مجھ پر ناراض ہو گئے کہنے لگے کہ اب میں واپس تب آؤں گا جب میں پڑھ لوں گا امام مالک رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں میں گھر چھوڑ کے نکل گیا اور ابن ھرمز کے پاس چلا

Marfat.com

گیا۔ اکثر امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ان سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

سات سال تک میں نے علم پڑھا اور مجھے کوئی چیز سوجھی ہی نہیں نہ کھیلنا، نہ رشتہ داروں کے پاس جانا اور نہ دوستوں کے ساتھ گپیں لگانا۔ باپ کے ایک جملے نے مجھے علم کا قیدی بنادیا آٹھ سال تک میں اساتذہ کے پاس پڑھتا رہا یہاں تک میرے پڑھنے کا انداز یہ تھا کہ میں روزانہ اپنے استاد ابن ھرمز کی اولاد کو کھجوریں دیتا تھا کہ جو دروازے پر آکر ابن ھرمز کا پوچھے تو انھیں کہو کہ ابن ھرمز اس وقت مشغول ہیں۔ اگر لوگ ملیں گے تو میرے سبق میں فرق آئے گا۔

میں نے پڑھ کے گھر جانا ہے اور میں نے اپنے ابا جی کو بتانا ہے کہ میں کبوتر باز نہیں ہوں میں طالب علم بن چکا ہوں اس انداز میں آپ نے طلب علم کا آغاز کیا کہ انکے والد کی ایک کڑوی بات کا کتنا میٹھا اثر ہوا کہ آج پوری دنیا میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کے ڈنکے بج رہے ہیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت

حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے تھے۔

یا بُنَیَّ زَاحِمِ الْعُلَمَاءَ بِرُکْبَتَیْكَ

اے میرے بیٹے علماء کو کبھی نہ چھوڑنا، علماء کی مجلس میں ضرور بیٹھنا۔

اُن کے سامنے گھٹنے بچھانا۔

وَاَنْصِتْ اِلَیْهِمْ بِاُذُنَیْكَ

(العقد الفرید مواعظ الاباء للابناء ج ۳ ص ۹۷ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور اپنے کان اُن کی باتوں کی طرف لگانا اور اپنے دونوں کان اُنکی طرف متوجہ رکھنا۔

اِنَّ الْقَلْبَ یَحْیٰی بِنُوْرِ الْعُلَمَآءِ کَمَا تَحْیَی الْاَرْضُ الْمَیِّتَةُ بِمَطَرِ السَّمَآءِ

Marfat.com

بے شک علماء کے نور سے دل اس طرح زندہ ہوتا ہے جس طرح مردہ زمین بارش سے زندہ ہوتی ہے۔

جس طرح بنجر زمین پر بارش ہوتو وہ ہری بھری ہو جاتی ہے ایسے ہی مردہ دل علماء کے پاس بیٹھنے سے زندہ ہو جاتے ہیں۔ یہ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے۔ آج اس میں کمی آتی جا رہی ہے۔ وہ مشائخ جو عالم ہیں اُن کے پاس جانا کتنی بڑی سعادت ہے۔

علم اور حکمت و دانائی ہوتو وہ ایک مرشد ہے حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اپنے بیٹے کو کہ اگر تم نے اپنا دل زندہ کرنا ہے تو پھر ان لوگوں کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑیں گے ادب سے بیٹھو اور کان اُنکی طرف متوجہ کرو۔

جس وقت اُنکی گفتگو ہو رہی ہو اُس کو یوں سمجھو جیسے بارش برس رہی ہے ہم اُن علماء کے علمبردار ہیں اور اس لحاظ سے دنیا کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ یہ فہم دین اور ادارہ صراط مستقیم انہی علماء کا ورثہ ہے اور یہ ایک سوغات ہے اور ہماری حیثیت ایک چھوٹے سے وکیل کی ہے۔ اُس پس منظر کو پیش رکھنا چاہیے کہ اس فہم دین میں قرآن وسنت کی وہ بارش ہے کہ جس سے دلوں کو زندگی ملتی ہے۔

حضرت لقمان حکیم کہتے ہیں جسطرح انسان زمین کو دیکھتا ہے کہ وہ بنجر ہوتی ہے جب بارش برستی ہے تو وہ ہری بھری ہو جاتی ہے، اُس میں ہریالی آجاتی ہے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی کامل شخص ہے تو اُس کی بات سننے سے اللہ تعالیٰ دلوں کی زمین آباد فرماتا ہے اور دلوں کو سرور عطا فرماتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے بیٹے کو خط

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اپنے

Marfat.com

بیٹے کو خط لکھا۔ آج باپ کا یہ سلیبس ہے کہ اُس نے بیٹے کو کہنا کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو خط لکھا۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد۔

اِنَّ مَنِ اتَّقَى اللّٰه وَقَاهُ

جو رب سے ڈرے اللہ اُس کو بچاتا ہے۔

وَمَنْ اتَّكَلَ عَلَيْهِ كَفَاهُ

جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اللہ اُس کی پشت ننگی نہیں ہونے دیتا۔

اللہ تعالیٰ اُس کے معاملات پورے کرتا ہے، کافی ہوتا۔

وَمَنْ شَكَرَلَهُ زَادَهُ

جو بندہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اللہ اُس سے نعمت چھینتا نہیں بلکہ اور نعمت عطا فرماتا ہے۔

وَمَنِ اقْتَرَضَهُ جَزَاهُ

اور جو اللہ تعالیٰ کو قرضہ دے اللہ اُس کو بہترین اجر عطا فرماتا ہے۔

فَاجْعَلِ التَّقْوٰى عِمَارَةَ قَلْبِكَ

اے میرے بیٹے تقوی کو اپنے دل کی دستار بنالے۔

تقوی کو دل کا عمامہ بنا اور تقویٰ سے دل کو تعمیر کر۔ اگر تقویٰ نہیں تو دل ویران ہے، بنجر ہے، اپنے دل کو تقوی سے تعمیر کر۔

وَجَلَاءَ بَصَرِكَ

اور تقویٰ کو اپنی آنکھوں کا نور بنالے۔

تقوی کے بغیر بندہ اندھا ہے تقوی ہے تو اُس کو حقیقت میں نظر آتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے بیٹے تقویٰ کو دل کی تعمیر بنا اور تقویٰ کو آنکھوں کا نور بنا۔

Marfat.com

فَاِنَّہٗ لَا عَمَلَ لِمَنْ لَا نِیَّةَ لَہٗ

جس کی نیت کوئی نہیں اُس کا عمل کوئی نہیں ہے۔

وَلَا خَیْرَ لِمَنْ لَا خَشْیَةَ لَہٗ

جسے رب کا ڈر نہیں اُس کے پاس خیر نہیں۔

لَا جَدِیْدَ لِمَنْ لَا خَلَقَ لَہٗ

جس کے پاس پرانی چیز نہیں نئی چیز کہاں سے آسکتی ہے۔

یہ بڑا روشن جملہ ہے۔ آج لوگ جدت کی طرف مائل ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پہلے اصل ہے تو پھر جدت کا فائدہ ہے۔ حق کو چھوڑ کے اصل کو چھوڑ کے ماڈرن بننا یہ دین سے دوری ہے۔

لَا جَدِیْدَ لِمَنْ لَا خَلَقَ لَہٗ

(العقد الفرید مواعظ الاباء للابناء من عمر الی ابن عبداللہ ج ۳ ص ۱۰۰ دار الکتب العلمیہ بیروت)

جس کے لئے پرانا نہ ہو اس کے لئے جدید نہیں ہے

اصل جو کچھ اندر ہے اُس پر اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ اصل نہ ہو اور پُرانے اسلاف کا جو ذخیرہ ہے وہ نہ آتا ہو، وہ علم نہ پڑھا ہوا ہو، اُس کو چھوڑ کے اور پڑھا جائے تو یہ جدید نہیں ہے اگر قدیم نہیں ہے۔

اقبال نے کہا تھا۔

نئی بجلیاں کہاں اُن بادلوں کے جیب و دامن میں
پُرانی بجلیوں سے ہے جن کی آستین خالی

جس کی آستین میں پُرانی بجلی نہیں ہو گی نئی کہاں سے آئے گی تو نئی تب آسکتی ہے جب پُرانی سے سینہ معمور ہو گا۔

Marfat.com

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَوَجَدْتُكَ يَابُنَيَّ بَعْضِيْ بَلْ وَجَدْتُكَ كُلِّيْ

اے میرے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تمہیں اپنا ٹکڑا سمجھتا ہوں ٹکڑا ہی نہیں بلکہ میں اپنا کل سمجھتا ہوں۔

لَوْ اَصَابَكَ شَيْءٌ لَاَصَابَنِيْ

اگر تجھے کچھ ہوگا تو مجھے ہوگا۔

حَتّٰى كَاَنَّ الْمَوْتَ لَوْ اَتَاكَ اَتَانِيْ

حتیٰ کہ اگر تجھ پر موت آئے گی تو سمجھو کہ میں مر گیا ہوں۔

اتنا مضبوط تعلق بیان کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ لکھا۔

اِلَيْكَ كِتَابِيْ هٰذَا يَا بُنَيَّ

میرے بچے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ میرا خط تمہاری طرف ہے۔

میں اس سے یہ بات ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔

اِنْ اَنَا بَقِيْتُ لَكَ اَوْ فَنِيْتُ

خواہ میں زندہ رہوں یا فوت ہو جاؤں میرا تجھ سے ایک ہی مطالبہ ہے۔

اِنِّيْ مُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ

میں تجھے تقوی کی وصیت کرتا ہوں۔

وہ کہاں کا فقر اور کہاں کی درویشی ہے جس میں لوگوں کو عمل سے بے بہرہ کیا جائے اور لوگوں کو بے لگام بنایا جائے۔ وہاں پر نہ فقر، نہ درویشی، نہ تصوف ہوتا ہے اور نہ ہی معرفت وہاں ہوتی ہے۔

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تجھے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔

عَمَارَةِ قَلْبِكَ

گھر نہ بھی بنے دل ضرور بنا چاہیے۔ دل بنجر نہ ہونے دینا، دل کو تعمیر کرو، دل بنا کے رکھنا۔

بِذِكْرِهٖ

اللہ کی یاد کرکے۔

وَالْاِعْتِصَامِ بِحَبْلِهٖ

(العقد الفرید مواعظ الآباء للابناء من علی الی ابنہ حسن ج ۳ ص ۱۰۰ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ہمیشہ اللہ کی رسی کو تھامے رکھنا۔

یہ خطوط عظیم والدین کے ہیں۔ میں نے ان کو اس لئے بیان کیا کہ جب ایک باپ کی شان ہے تو پھر اُس کا امتحان یہ ہے کہ ہمیشہ اپنی اولاد کو تقویٰ کی طرف متوجہ کرے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کے والدین کو صحت و عافیت کے ساتھ طویل زندگی عطا فرمائے۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر 7

دین میں رائے اور تقلید کی گنجائش

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِى الْاَبْصَارِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۤئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی توفیق سے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام فہم دین کورس کے اکیسویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

''دین میں رائے اور تقلید کی گنجائش''

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کا فہم عطا فرمائے اسکے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ فقیر کے اندازِ تفہیم کو تاثیر عطا فرمائے محض اظہار حق کی خاطر روحانی، ایمانی ماحول میں چند باتیں، چند حقائق پیش کرنے جا رہا ہوں۔ رب ذوالجلال دونوں جہاں میں اسے ہماری کامیابیوں کا سبب بنائے۔

فہم دین کورس کا کارواں چلتے چلتے اپنی منزل کا نصف سفر طے کر چکا ہے۔ میں تمام حضرات و خواتین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ کہ آپ نے جس جذبے سے اس میں شرکت کی اللہ تعالیٰ آپکے جذبوں کو اور آپکے ایمان کو سلامت رکھے۔

انتخاب موضوع کی وجہ

''دین میں رائے اور تقلید کی گنجائش'' موضوع کا انتخاب کیا تا کہ یہ واضح کریں کہ کیا دین میں رائے کی کوئی حیثیت ہے؟ اور رائے کا کوئی اعتبار ہے یا نہیں ہے اور اگر رائے کا اعتبار ہے تو پھر کیا اسے ماننا اوروں کیلئے لازم ہے یہ ہماری گفتگو کا مرکزی کردار ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

Marfat.com

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

تو عبرت لو اب نگاہ والو!

ہمارے اس موضوع میں دو لفظ بنیادی طور پر سمجھنے چاہیے۔

ایک لفظ ہے ''رائے'' اور دوسرا لفظ ہے ''تقلید''

رائے کیا ہے

یہ (رَای یَرَای رَأیاً) سے ماخوذ ہے جسکا لغوی معنیٰ دیکھنا ہے۔ جسطرح رؤیت کا لفظ آپ استعمال کرتے ہیں ''رؤیت ہلال'' چاند دیکھنا پھر رؤیا خواب کے بارے میں استعمال ہوتا ہے پھر آپ لفظ رائے مشورہ کے معنیٰ میں استعمال کرتے ہیں۔

رائے کا لغوی معنیٰ دیکھنا ہے لیکن پھر اسکا اطلاق مرئی پر کیا گیا۔

یعنی جس چیز کو دیکھا جا رہا ہو اسکو رائے کہہ دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک مسئلہ میں مشورہ ہو رہا تھا۔ ایک آپ کا موقف تھا اور ایک دوسرے کا موقف تھا۔ تو آپ نے اپنے موقف کے متعلق کہا کہ یہ میری رائے ہے۔

حالانکہ رائے تو تھا دیکھنا اور پھر جس کو دیکھا اسکو رائے کہا گیا کہ میں یہ چاہتا ہوں یہ کام یوں ہو یعنی اس کام پر رائے کا اطلاق کر دیا گیا۔

اصل میں اسکا معنیٰ دیکھنا ہے۔ پھر جس چیز کو دیکھا جا رہا ہو اس پر رائے کا لفظ بول دیا جاتا ہے۔

تقلید کیا ہے

لغوی معنیٰ: اسکا لغوی معنیٰ ہے ہار ڈالنا۔

Marfat.com

شرعی معنی: اخذ قول الامام بلا مطالبۃ الدلیل

دلیل کے مطالبہ کے بغیر امام کے قول کو مان لینا اسے تقلید کہا جاتا ہے۔

یعنی امام کا قول جو کہ دلیل پر مبنی ہے۔ اس سے دلیل پوچھے بغیر اسکو تسلیم کر لینا، چونکہ عمل کرنے والے کو حکم کا پتہ ہونا چاہیے۔ کہ یہ کام کرنا کیسے ہے اُس کیلئے اس کی دلیل کی کوئی ضرورت نہیں۔ دلیل جاننا امام کا اور پھر علماء کا کام ہے۔

مقلد جس وقت تقلید کرتا ہے تو عمل کرتے وقت اسکی دلیل نہیں ڈھونڈتا بلکہ امام کا قول دیکھتا ہے اور عمل کرنا شروع کر دیتا ہے۔

اس سلسلہ میں ہمارے متعدد موضوعات ہو چکے ہیں۔ گذشتہ سال ''تقلید سے متعلق شبہات کا ازالہ'' میں غیر مقلدین کے سوالات کے جواب دیئے آج تک ہمارے ان جوابات کے جوابات نہیں دیئے جا سکے۔

آج اسی سلسلہ کا ایک موضوع ہے ''دین میں رائے اور تقلید کی گنجائش'' یعنی رائے کی کونسی قسم جائز ہے اور کونسی ناجائز ہے نیز تقلید کیا ہے کن امور میں جائز اور کن میں ناجائز ہے؟

قرآن وحدیث میں سب کچھ ہونے کا مطلب

آپ نے یہ ذہن میں رکھ کر سننا ہے کہ سب کچھ قرآن مجید میں موجود ہے مگر سب کچھ کو قرآن مجید سے سمجھ لینا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

حدیث شریف میں سب کچھ ہے۔ مگر پھر بھی حدیث کو سمجھنے کیلئے اور امور کی ضرورت ہوتی ہے۔

Marfat.com

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بڑا خوبصورت قول ہے۔

ذُکِرَ أَنَّ الشَّافِعِيَّ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَانَ جَالِساً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن آپ مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کا دریائے علم جوش پر تھا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ إِلَّا أَجَبْتُکُمْ فِیْهِ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی

آج جو تم مجھ سے پوچھو اسکا میں قرآن مجید سے جواب دوں گا۔

آپ نے جس وقت یہ دعویٰ کیا تو مجمع میں سے ایک شخص نے پوچھ لیا۔ اس نے کہا۔

مَا تَقُوْلُ فِی الْمُحْرِمِ إِذَا قَتَلَ الزَّنْبُوْرَ؟

حالت احرام میں اگر کوئی بندہ بھڑ کو مار دے تو پھر اسکا حکم کیا ہے؟ اس محرم پر کچھ لازم آئے گا یا کچھ لازم نہیں آئے گا۔

اس نے کہا کہ آپ نے قرآن سے اسکا جواب دینا ہے۔

اتنے بڑے امام اپنی بات سے پھر تو نہیں سکتے تھے آپ نے فرمایا ہاں میں قرآن سے اسکا جواب دیتا ہوں۔

آپ نے جواب دینا شروع کیا فرمانے لگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

(پارہ ۲۸ سورۃ الحشر آیت نمبر ۷)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو میرے رسول علیہ السلام تمہیں دیں وہ پکڑ لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔

Marfat.com

یہ قرآن مجید میں ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ دیں وہ قرآن نے دلوایا ہے اسکو ہم لیں گے تو قرآن نے ہمیں دیا کہ تم وہ لے لو اور وہ قرآن ہی کا حصہ ہوگا۔ یہ آیت پڑھنے کے بعد فرمانے لگے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر وعمر کی اقتدا کرو

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کیا دیا ہے۔ جس کے بارے میں قرآن نے کہا تھا کہ جو یہ دیں وہ پکڑ لو۔ تو کہتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ کا فرمان ہے میرے بعد تم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی اقتداء کرنی ہے اور میرے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی اقتداء کرنی ہے۔

آیت پڑھی آیت کے تقاضے کے مطابق پھر حدیث پڑھ دی۔ حدیث شریف پڑھنے کے بعد فرمانے لگے۔

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِہَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ اَمَرَ بِقَتْلِ الْمُحْرِمِ الزَّنْبُوْرَ

(تفسیر کبیر ج۶ ص ۲۲۷ بیروت)

طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے کہتے ہوئے سنا انہوں نے محرم کو بھڑ مارنے کا حکم دیا تھا۔

کہ حالت احرام میں ایسا نہیں ہے کہ وہ تمہیں کاٹتے رہیں اور تم احرام کا خیال رکھو اور انھیں نہ روکو میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محرم کو سمجھایا کہ یہ چیز تمہیں کاٹنے آجائے تو اسکو ماردینا۔

Marfat.com

قرآن سے مسائل کے استخراج کا طریقہ

تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے لو میں نے تمہارا مسئلہ قرآن سے دکھا دیا ہے۔

یہ دین کو سمجھنے کا انداز ہے۔ اب قیامت تک کس آیت سے کوئی یہ مسئلہ دکھائے گا وہ نہیں دکھا سکے گا۔ مگر یہ طریقہ ہے کہ آیت نے حدیث کیطرف متوجہ کیا اور حدیث نے صحابی کا قول دکھا دیا۔

یعنی وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شارع نہیں کیونکہ شارع تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور ہمارے آقا ﷺ کی ذات ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر نبی ہیں مگر قرآن نے بتا دیا کہ اُن کی بات تک پہنچو گے تو یہ قرآن کا حصہ ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میں نے وعدہ کیا تھا۔ وہ میں نے پورا کیا۔ میں نے کہا تھا قرآن سے بتاؤں گا تو میں نے قرآن مجید سے یہ مسئلہ بتایا ہے۔

تو جس طریقے سے قرآن مجید سے ایسے مسائل نکالے جائیں اسکو قیاس اور رائے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ رائے سے مراد کسی اُجڈ کی رائے نہیں، رائے سے مراد کسی خواہش پرست کی رائے نہیں، رائے سے مراد کسی ضدی جاہل اور ہٹ دھرم کی رائے نہیں، رائے سے مراد اُس شخص کی رائے ہے جسکی رگوں میں اتنی تیزی سے خون کا دوران نہیں ہوتا جتنی تیزی سے ذہن میں کسی مسئلہ کے متعلق قرآن وسنت کی نصوص آتی جاتی ہیں۔ جسکو پورے دین پر مہارت حاصل ہے اُسکی رائے کو عام لوگوں جیسا نہیں سمجھا جائے گا۔

اور پھر بالخصوص جس وقت شرائط کی روشنی میں وہ اپنی رائے پیش کرتا ہے۔ جہاں

Marfat.com

پر واضح آیت بھی نہیں، واضح حدیث بھی نہیں۔ اُس وقت جب وہ رائے پیش کرتا ہے تو رائے دین کے مخالف نہیں ہوتی بلکہ دین کی شارح بن جاتی ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف پروپیگنڈا

اس بات کو سمجھنے کیلئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا تاریخی جملہ اور تاریخی اقتباس پیش کرتا ہوں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف اُس وقت کچھ شدید لوگوں نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ یہ اپنی رائے سے دین بدلنا چاہتے ہیں۔

وقت کے حکمران ابوجعفر منصور نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو بلایا اور کہا کہ سنا ہے تم رائے سے دین بدلنا چاہتے ہو تو فرمایا کسی نے تمہارے سامنے جھوٹ بولا ہے سنو! میں قرآن وسنت سے مسائل لوگوں کیلئے نکال رہا ہوں اور امت کیلئے ایک سوغات پکا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرے امام نے جو سوغات تیار کی تھی قیامت تک لوگ وہ کھاتے رہیں گے۔ اس کے بغیر کسی کا بھی گذارہ نہیں خواہ کوئی مانے خواہ کوئی نہ مانے۔

آگے چل کے میں حوالے پیش کروں گا کہ نہ ماننے والے بھی چھپ چھپ کر آپکی پکی ہوئی روٹی پر گذارہ کرتے ہیں۔

مسائل کے استنباط میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی پالیسی

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سن لو میری پالیسی کیا ہے؟ میں دین بدلنے والا نہیں بلکہ دین کی حفاظت کرنے والا ہوں۔ ایسے ہی حضرت امام باقر رحمہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے پاس کسی نے شکایت کی اور وہ امام صاحب کے پاس آئے تھے تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے تشریح کی کہ میں کیسے مسائل بیان کر رہا ہوں۔

اتنے زبردست قیاس والے تھے۔ تین مسائل پیش کر کے فرمایا آج تک میں نے اس قیاس کی بات نہیں کی چونکہ تمہارے نانا جی ﷺ کا فرمان میرے سامنے ہے اور قرآن میرے سامنے ہے۔ اسواسطے قیاس کو میں نے دبا کے رکھا ہوا ہے۔ اسے وہاں اجازت دیتا ہوں جہاں ضرورت ہوتی ہے۔ تو حضرت امام باقر رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ماتھا چوم کے کہا تم دین بدل نہیں رہے ہو بلکہ تم تو دین کی حفاظت کر رہے ہو۔

ابوجعفر منصور کو فرمانے لگے

اِنَّمَا اَعْمَلُ اَوَّلاً بِكِتَابِ اللّٰهِ

میری پالیسی یہ ہے کہ جب بھی میں کوئی مسئلہ حل کرنا چاہتا ہوں تو میں سب سے پہلے کتاب اللہ پہ عمل کرتا ہوں۔

ثُمَّ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله وسلم

پھر اگر کتاب اللہ میں سے واضح مسئلہ کا حل نہ پاسکوں تو میں سنت رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ ڈھونڈتا ہوں۔

ثُمَّ بِاَقْضِيَةِ اَبِىْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِيٍّ رضى الله عنهم

(المیزان الکبریٰ ج ۱ ص ۵)

پھر اگر سنت سے بھی اس مسئلہ کا حل نہ ملے تو پھر بھی میں اپنی رائے کو نہیں آنے دیتا اتنا میں نے رائے کو روکا ہوا ہے۔ پھر کیا کرتا ہوں؟

رسول اکرم ﷺ کے چاروں صحابہ کرام یعنی خلفاء اربعہ کے فیصلے پڑھتا ہوں اُن

Marfat.com

کے ہاں اگر یہ مسئلہ پیش ہوا تو جوانہوں نے جواب دیا ہو میں اس جواب کو لے لوں اپنی رائے کو میں پھر بھی اجازت نہیں دیتا۔

امام صاحب نے جو یہاں لفظ بولے ہیں یہ وہی ترتیب ہے جو حق چار یار میں ہم نے بیان کی تھی۔ فرمایا:

بِاَقْضِيَةِ اَبِىْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِيٍّ رضی الله تعالىٰ عنهم

انکی اسی ترتیب کے مطابق میں انکے فتاویٰ پڑھتا ہوں۔ اور اُن سے مسئلہ کا حل پیش کرتا ہوں۔

پھر فرمانے لگے کہ اگر مجھے ان کے فتاویٰ سے بھی مسئلہ کا حل نہ مل سکے تو پھر کیا کرتا ہوں؟

ثُمَّ بِاَقْضِيَةِ بَقِيَّةِ الصَّحَابَةِ

(المیزان الکبریٰ ج ۱ ص ۵)

پھر خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد جو باقی صحابہ کرام ہیں انکے فیصلے ڈھونڈتا ہوں۔

پھر فرماتے ہیں جب ان کے فتاویٰ سے بھی مجھے مسئلہ کا حل نہ ملے تو

ثُمَّ اَقِيْسُ

پھر پانچویں مرحلے میں جا کے جب ان تمام مقامات سے مسئلہ حل نہ ہو تو پھر قرآن وسنت کے سائبان کے نیچے بیٹھ کر اپنی رائے سے مسئلہ بیان کر دیتا ہوں۔

قرآن وسنت کے زیر سایہ رائے کی اہمیت

آپ نے رائے کو استعمال کرنے کے کتنے پہرے لگائے۔ اب رائے رائے میں فرق ہے ایک وہ خواہش پرست جو اپنی رائے دین میں مسلط کرنا چاہتا ہو۔ صبح اٹھے اور کہنا

Marfat.com

شروع کر دے کہ نہیں جانتا میں قرآن کیا ہوتا ہے سنت کیا ہوتی ہے میں یہ کہتا ہوں۔

تو یہ بندہ موذی ہے اور گمراہ ہے اسکی رائے مذموم رائے ہے۔ اسکو دیوار پہ مارا جائے گا۔ اسکی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مگر تقوے کے گلشن میں جو رائے کا پھول نکلے جہاں پر خشیت ایزدی بھی ہو۔ جہاں پر خوف خدا بھی ہو، جہاں پر عشق رسول ﷺ بھی ہو، جہاں نور ولایت بھی ہو اور جہاں پر عدالت بھی ہو اور جہاں پر خواہشات کا نام و نشان نظر نہ آتا ہو۔ جس وقت وہ شخص ان مراحل کو سامنے رکھ کر اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے تو شریعت مطہرہ میں وہ رائے محض رائے نہیں ہوتی دین کا حصہ بن جاتی ہے۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کے مقابلے میں رائے نہیں۔ سنت کے مقابلے میں رائے نہیں، خلفاء راشدین کے مقابلے میں بھی رائے نہیں اور دیگر صحابہ کرام کے مقابلے میں بھی رائے نہیں۔ وہاں انھیں تقدیم دی جائے گی۔ اگر ان تمام مراحل سے گذرتے ہوئے بھی مسئلہ کا حل نہ ملے گا تو پھر ہم قیاس کریں گے اور پھر اسکی شرطیں ہیں۔ اسکے مطابق لوگوں کو مسئلہ حل کر کے دکھادیں گے۔

قیاس کو سمجھنے کے لئے ایک مثال

اسکی مثال آسان سی سمجھ لو مہینوں اور گھنٹوں کی بحث ایک جملے میں بیان کرتا ہوں۔ کہ قیاس سے کیسے ہزاروں مسائل بیان ہوتے ہیں۔ مثلاً گیارہ کمرے ہیں۔ گیارہویں کمرے میں بلب جل رہا ہے۔ اور دس میں اندھیرا ہے۔ برقی رو کی تار دس کمروں سے گذر کے آرہی ہے۔

ایک شخص جو الیکٹریشن تھا اسکو پتہ تھا کہ یہ وہی بجلی ہے جو دس سے گذر کے آرہی

Marfat.com

ہے صرف ہولڈر اور بلب نہیں لگا ہوا۔ اگر ہولڈر لگ جائے اور پھر اُس میں بلب لگ جائے تو جتنی روشنی گیارہویں کمرے میں ہے اتنی روشنی دس کمروں میں بھی ہو سکتی ہے۔

وہ آگے بڑھا اُس نے ہولڈر لگایا پھر بلب لگا دیئے۔ تو جس طرح اُس بجلی سے گیارہواں کمرا روشن تھا۔ ایسے ہی پہلے دس کمرے بھی روشن ہو جائیں گے۔

آیات قرآن نے حکم واضح کیئے۔ ان احکام کی کچھ نہ کچھ علتیں ہیں یہ مجتہد کو پتہ ہے کہ یہ حکم کیوں لگایا گیا ہے اسکی علت کیا ہے مجتہد اور مقامات پر بھی وہ علت تلاش کرتا ہے جہاں علت ملتی جاتی ہے وہاں وہ حکم لگاتا جاتا ہے آیت کا نزول ایک مسئلہ میں ہوتا ہے مگر اس سے ثابت کئی مسائل ہو سکتے ہیں یہ مجتہد کا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نور سے ہولڈر لگا کر بلب لگاتا ہے۔ جیسے اُس سے ایک مسئلہ حل ہو رہا تھا ایسے ہی ہزاروں مسائل اُسی سے حل ہو جاتے ہیں۔

اسکو پھر فقہ کہا جاتا ہے۔ اس مجموعہ کو کہ جہاں جہاں وہ ہولڈر لگا کے بلب لگالیں اوروں کو کوئی محنت کی ضرورت نہیں ہے۔ اُن کا کام اُس روشنی کو حاصل کرنا ہے۔ لیکن یہ اُن کا کمال ہے۔ جسے پتہ تھا کہ یہاں پر بجلی ہے اور ہولڈر لگانے کا پتہ تھا۔ ہر ایک تو ہولڈر نہیں لگا سکتا۔ کوئی اناڑی لگائے گا تو پھر لٹک جائے گا اور پھر جو اُس کو پکڑے گا وہ بھی لٹک جائے گا یہ غیر مقلدیت ہے۔ اس طرح لٹکتے جانا اور عملی طور پر مرتے جانا اور علمی طور پر اجڑ جانا۔ لیکن ادھر وہ تقلید ہے کہ لگانے والے نے لگایا ہے دوسرے قیامت تک روشنی پاتے رہیں گے۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور رائے

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک فیصلہ کن جواب تھا۔ جسے ابو جعفر منصور بھی

Marfat.com

سن کے بڑا مطمئن ہوا۔ حضرت امام باقر رحمہ اللہ تعالیٰ بھی بڑے مطمئن ہوئے۔ میں نے اس جواب کا پس منظر ڈھونڈا تاکہ معلوم ہو سکے امام صاحب کے اس جواب کے پیچھے طاقت کیا ہے۔ کیا صحابہ کرام میں سے کسی اور نے ایسے جواب دیا یا تابعین میں کسی نے ایسا جواب دیا ہو۔

تو ڈھونڈتے ڈھونڈتے متعدد ایسی گواہیاں مل گئی۔ کہ جو کچھ میرے امام نے اپنے دور میں کہا تھا۔ وہی بات صحابہ کرام نے اپنے دور میں کی ہے۔ چند گواہیاں حاضر ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریق استدلال

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضى الله تعالىٰ عنه اِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ كَانَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ بِهٖ

جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا جاتا کسی شی کے بارے میں اگر وہ شی قرآن میں ہوتی تو اسکا قول کر دیتے

میرے بھائیو! توجہ کرو یہ کہہ دینا آسان ہے کہ ہم کسی کی رائے کو نہیں جانتے۔ ہم کسی کو نہیں مانتے۔ مگر دین سمجھنا بڑا مشکل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو صحابہ کرام کے مفتی تھے۔ یعنی جن سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے لوگ فتویٰ لیتے تھے۔ اُن کا فتویٰ دینے کا طریقہ کیا تھا۔ وہ مسئلہ کیسے حل کرتے تھے۔

جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا جاتا کسی شی کے بارے میں

فَكَانَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ بِهٖ

Marfat.com

اگر وہ شئی قرآن میں ہوتی تو اسکا قول کر دیتے، یعنی جو مسئلہ تم نے پوچھا اس کا حکم قرآن مجید میں یہ ہے بات ختم ہو جاتی۔

فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ

اور اگر قرآن مجید میں واضح نہ ہو۔ ایسے تو ہر چیز قرآن میں ہے۔ لیکن اگر قرآن میں اسکے بارے میں کوئی واضح آیت نہیں ہے۔

وَکَانَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مِنْهُ شَیْءٌ قَالَ بِهٖ

اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت میں اسکا حل موجود ہوتا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا وہ حدیث پڑھ کے مسئلہ بتا دیتے۔

فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مِنْهُ شَیْءٌ

اگر مسئلہ اتنا نیا ہو کہ نہ اُس کا واضح حل قرآن میں ہے نہ سنت میں ہے اور وہ مسئلہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا تو پھر کیا کرتے؟

ایک ہے آج کا نعرہ کہ قرآن وسنت کے بعد کچھ نہیں تو یہ بات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ کو بھی آنی چاہیے تھی۔ کہ جب قرآن میں نہ بلا سنت میں نہ ملا. پوچھنے والے کو کہتے کہ اب تو بھی معذور ہے میں بھی معذور ہوں آگے تو ہے ہی کچھ نہیں میں ایسا کیوں کروں؟ وہ ایسا نہ کرتے بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ بولتے تھے

فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مِنْهُ شَیْءٌ

اگر سنت میں بھی اس مسئلہ کا واضح حل نہ ہوتا تو پھر فرماتے تھے

قَالَ بِمَا قَالَ بِهٖ اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فِیْهِ

Marfat.com

شَیْءٌ قَالَ بِرَأْیِهٖ　هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ

(مستدرک للحاکم ۱/۳۴۴)

اگر قرآن میں نہ ملے اور سنت میں نہ ملے تو پھر اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوے پر عمل کرتے، اگر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مسئلہ کا حل نہ ملتا تو اپنی رائے سے مسئلہ بیان کرتے۔

جو انہوں نے کہا وہ بھی ہمارا دین ہے۔ جسکو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا اگر یہ ہوتا کہ کتاب و سنت کے بعد کچھ بھی نہیں ہر لحاظ سے تو پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہتے لیکن آپ بولے ہیں اور پھر کیوں بولے ہیں اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلوایا ہے۔

لَمَّا أَرَادَ أَنْ یَبْعَثَ مُعَاذًا إِلَی الْیَمَنِ قَالَ کَیْفَ تَقْضِیْ

(سنن ابی داود کتاب الاقضیۃ باب اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي الْقَضَاءِ)

جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجا تھا تو اُن سے پوچھا کہ فیصلے کیسے کرو گے تو انہوں نے دو مقام بیان کرنے کے بعد کہا یا رسول اللہ ﷺ

اَجْتَهِدُ بِرَأْیِیْ

اگر قرآن و سنت میں نہ ملا تو میں خود اجتہاد کرلوں گا۔

تو اس سے انھیں معلوم تھا کہ اس سے آگے بھی کچھ ہے۔ فرمانے لگے۔

اگر قرآن میں نہ ہو اور سنت میں بھی نہ ہو تو پھر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے پڑھوں گا۔

اب دیکھنا جو ترتیب بعد میں میرے امام نے بیان کی یہ آپ نے گھڑی نہیں ہے

Marfat.com

بلکہ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چل کے آئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ تابعی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا ایک درجہ سٹیٹس زیادہ ہے اسواسطے درمیان میں باقی صحابہ کرام والی بات نہیں آئے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کہنے لگے۔

فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لِأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ فِيهِ شَيْءٌ قَالَ بِرَأْيِهٖ

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين

اگر حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہیں مسئلہ کا حل نہ ملتا تو پھر اپنی رائے سے مسئلہ بیان کرتے۔

قَالَ بِرَأْيِهٖ

آپ نے لفظ رائے بولا۔

لوگ پوچھتے ہیں دین کا مسئلہ میں بتاتا ہوں اپنی رائے سے جب وہ قرآن میں نہ تھا سنت میں نہ تھا جس وقت مجھے اپنے مفتیوں سے نہ ملا یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقتداء ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اگر ان سے نہ ملا تو فرمایا۔

قَالَ بِرَأْيِهٖ

تو انہوں نے اپنی رائے سے مسئلہ بیان کیا۔

اگر رائے مطلق مذموم ہوتی۔ اگر رائے باعث نفرت ہوتی تو ابن عباس اپنی رائے کا تذکرہ نہ کرتے اور فتویٰ پوچھنے والے کہتے اے ابن عباس رضی اللہ عنہ ہم نے خدا اور رسول ﷺ کی بات پوچھی ہے۔ تیری بات تو نہیں پوچھی لیکن سارے مانتے

Marfat.com

ہیں۔ جس وقت مجتہد اور فقیہ عدالت کے ساتھ دین کا مسئلہ بیان کرتا ہے۔ تو وہ شریعت مطہرہ کا حصہ بن جاتا ہے۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریق دیکھیں تو وہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پالیسی بیان کرتے ہوئے یوں ہی نظر آئے۔ اگر کوئی شخص میرے امام پر رائے کا الزام لگاتا ہے۔ تو اُسے پھر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے سوچنا چاہیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایسا قول کر کے یہ واضح کر رہے تھے۔ ایسی باتیں ضرور آئیں گی جو واضح قرآن میں بھی نہیں ہونگی اور واضح سنت میں بھی نہیں ہونگی اور واضح صحابہ کرام کے پاس بھی نہیں ہونگی اُن میں رائے سے کام ضرور لینا پڑے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاضی شریح کے نام خط

اعلام الموقعین میں ایک خط کا ذکر ہے،

قاضی شریح بڑے مشہور قاضی ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی شریح کو ایک خط لکھا کہ تم نے فیصلے کیسے کرنے ہیں۔

فرمانے لگے:

اَنِ اقْضِ بِمَا اسْتَبَانَ لَکَ مِنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

وہ فیصلہ کرو جو تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں سے ظاہر ہو۔

فیصلہ کرتے وقت سب سے پہلے ویسے کرنا ہے جیسے نبی علیہ السلام نے کیا ہے۔

فَاِنْ لَمْ تَعْلَمْ کُلَّ اَقْضِیَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم

اگر تجھے رسول پاک ﷺ کے سارے فیصلے نہ آتے ہوں یعنی نہ پاسکو کبھی کوئی

Marfat.com

فیصلہ ہوا تھا تمہیں وہ روایت نہیں پہنچی۔ پھر تم نے کیا کرنا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

فَاقْضِ بِمَا اسْتَبَانَ لَكَ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ

اگر نبی علیہ السلام کا فیصلہ تجھے نہ ملے تو پھر آئمہ مجتہدین کا فیصلہ تم نے لینا ہے۔

آئمہ مجتہدین کے فیصلوں کو سامنے رکھیں اور ائمہ مجتہدین جنکو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں اور وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں یعنی اس پائے کے جو لوگ ہیں انکے فیصلوں کو سامنے رکھنا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں قیاس کی اہمیت

آپ نے فرمایا کہ اے شریح تم نے پہلے قرآن کا فیصلہ پھر سنت کا فیصلہ لینا اس کے بعد تم نے مجتہدین کے فیصلے کو لینا ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمْ كُلَّ مَا قَضَتْ بِهِ آئِمَّةُ الْمُجْتَهِدِيْنَ

اگر سارے ائمہ مجتہدین کے فیصلے بھی تمہیں معلوم نہ ہوں اور وہاں سے بھی مسئلہ حل نہ ہو سکے تو

فَاجْتَهِدْ بِرَأْيِكَ

پھر تم اپنی رائے سے اجتہاد کرو

وہی لفظ رائے آپ نے استعمال فرمائے۔

وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عادل ہیں اور امیر المومنین ہیں۔ اپنے قاضی کو اس بات کا پابند کر رہے ہیں کہ جس وقت صحابہ کرام جو مجتہد ائمہ ہیں ان سے بھی مسئلہ کا حل نہ مل سکے تو۔

Marfat.com

فَاجْتَهِدْ بِرَأْيِكَ

پھر تم نے اپنی رائے سے اجتہاد کرنا ہے۔

عدالت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے اور پھر مسئلہ رائے سے بیان کیا جارہا ہے۔ اسی سے پتہ چلا کہ دین میں اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رائے کو جائز قرار دے رہے ہیں تو پھر اس کو کون ناجائز قرار دے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ رائے محمود ہو رائے مذموم نہ ہو۔ رائے خواہش پر نہ ہو رائے دنیا کے لالچ کی نہ ہو۔ رائے پاک معطر اور منور ہو تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے۔ میرے قاضی پھر تم نے رائے سے مسئلہ بتانا ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ۔

وَاسْتَشِرْ اَهْلَ الْعِلْمِ وَالصَّلَاحِ

(اعلام الموقعین ۱/۹۰)

پھر تم اہل علم اور صوفیوں سے مشورہ کرو

رائے کیساتھ ساتھ تم نے مشورہ بھی کرنا ہے اور وہ مشورہ کس سے کرنا ہے۔ تو فرمانے لگے وہ مشورہ تم نے عالموں سے بھی کرنا ہے اور صوفیوں سے بھی کرنا ہے۔

مطلقاً کہہ دینا کہ کتاب وسنت کے بعد کچھ نہیں تو پھر یہ سارے حضرات کہاں ہیں۔ جنہوں نے واضح کیا کہ یہ مقام آئے گا، جہاں واضح طور پر کتاب کی آیت بھی نہیں ہوگی۔ سنت کی حدیث بھی نہیں ہوگی اور قاضی کو مسئلہ بیان کرنا پڑے گا۔ مفتی خاموش نہیں بیٹھے گا اسکو بیان کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اسواسطے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی شریح کو فرمایا کہ اپنی رائے بھی ساتھ رکھو کسی مجتہد کی تقلید بھی کرتے رہو۔

وَاسْتَشِرْ اَهْلَ الْعِلْمِ وَالصَّلَاحِ

Marfat.com

اهل علم سے بھی مشورہ کرواور صوفیوں سے بھی مشورہ کرو۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔صوفی بھی ہمارے پاس ہے۔ عالم بھی یعنی فقیہ بھی ہمارے پاس ہے۔فقیہ کے پاس جانا ہے۔صوفی کے پاس جاکر تم نے مشورہ بھی کرنا ہے۔

یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ جتنے رائے سے بیان کر رہے ہیں۔ اگر ان کے بیان کئے ہوئے کوکسی نے ماننا نہیں تھا تو پھر یہ بے فائدہ بات تھی۔ اسکا مطلب کیا تھا کہ یہ رائے سے بیان کریں گے۔ امت مانے گی اور تقلید کرتی چلی جائے گی۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی پالیسی دیکھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ماخوذ ہے۔یعنی وہاں سے یہ پالیسی چل کے آئی ہے۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ امام صاحب کی پالیسی انہوں نے اختیار کی یہ کہہ سکتے ہیں جو ان کی پالیسی تھی یعنی خلفاء راشدین کی، ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وہی پالیسی ہمارے امام صاحب نے پسند فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہ عظیم صحابی ہیں جنکے بارے میں ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک چھوٹا سا انسان نہ سمجھو بلکہ فرمایا:۔

كُنِيفٌ مُلِئَ عِلْمًا.

(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۹۶۱۹)

یہ علم سے بھرا ہوا گھر ہے۔

اُن کی رائے مسئلہ حل کرنے کے بارے میں کیا ہے۔کیا صرف کتاب وسنت یا کتاب و سنت کے بعد بھی کچھ ہے اور جو بعد میں ہے وہ حقیقت میں کتاب وسنت کا ہی ہے۔

ہم بھی کہتے ہیں کتاب وسنت، کتاب وسنت مطلب ہمارا یہ ہے کہ کتاب وسنت

Marfat.com

سے ہی سب کچھ نکلا ہے۔ جیسے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نکال کے دکھایا تھا۔

تو کتاب وسنت کا یوں نام لیکر یوں ماننا جیسے امام اعظم اور امام شافعی علیہما الرحمۃ مان رہے ہیں۔ تو پھر یہ نعرہ ٹھیک ہے۔ اگر بعد والے درجات کا کوئی انکار کر رہا ہے۔ تو پھر یہ نعرہ غلط ہے۔ اسواسطے صحابہ کرام سے بڑھ کر قرآن وسنت کا علمبردار کون ہو سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظریہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اگر کوئی مسئلہ آ جاتا تو فیصلہ میں اُن کا طریقہ یہ تھا۔

راوی کہتے ہیں۔

فَإِنْ جَاءَ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ

اگر کوئی ایسا مسئلہ آ جاتا جو کتاب اللہ میں نہیں۔

وَلَا قَضَى بِهِ نَبِيُّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

نہ وہ مسئلہ قرآن میں ہے نہ ہی سنت میں ہے۔

فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ

(سنن النسائی کتاب آداب القضاۃ باب الْحُكْمُ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ ج ۲ ص ۳۰۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر کسی مفتی کے پاس کوئی مسئلہ آ جائے قرآن وسنت سے اُس کا حل نہ ملے تو زمانے کے پرہیزگاروں کی جو رائے ہو وہ بتا دی جائے۔

Marfat.com

ہم اس رائے کے علمبردار ہیں۔آپ نے فرمایا۔

فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ

جو علماء حق، مجتہد اور صوفی جو عالم بھی ہیں اور ولی بھی ہیں جوانہوں نے فیصلہ کیا ہے۔ اسکا فیصلہ مفتی کو کرنا چاہیے۔قرآن سے نہ ملا سنت سے نہ ملا تو صالحین میں صحابہ کرام بھی ہیں اور بعد والے بھی ہیں۔تو سارے کے سارے شامل ہو گئے اور کہنے لگے۔

فَإِنْ جَاءَ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا قَضَى بِهِ نَبِيُّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ فَلْيَجْتَهِدْ رَأْيَهُ

اگر مسئلہ ایسا آ گیا نہ کتاب میں تھا نہ سنت میں تھا اور نہ ہی صحابہ وتابعین میں سے کسی نے وہ مسئلہ بیان کیا۔تو اب پھر کیسے گذارہ ہوگا فرمانے لگے۔اگر صلاحیت ہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کر کے مسئلہ بیان کر دے۔

یہ کون فرما رہے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ہم نے ان کے لفظ رائے کو بیان کرنا ہے۔کہ یہ رائے محمود ہو شیطانی رائے نہ ہو اسکا پرچار صحابہ کرام نے کیا۔وہ دین کے غدار نہیں تھے۔(معاذ اللہ) بلکہ وہ دین کے شارح ہیں اور دین کے علمبردار ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بول رہے ہیں اور یہ بتا رہے ہیں خدا کی قسم جو پالیسی میرے امام نے دی تھی۔(المیزان الکبری) میں اور (تاریخ بغداد) میں اور دیگر مقامات میں ہم نے دیکھا کہ امام صاحب نے وہ گھڑی نہیں تھی بلکہ صحابہ کرام سے پڑھی ہوئی تھی۔

Marfat.com

آج لوگ جس کو اندر بیٹھ کے کھاتے ہیں۔ باہر بیٹھ کے غراتے ہیں یہ دیکھو رائے والے ہیں یہ قیاس والے ہیں۔ ہم کتاب وسنت والے ہیں تو میں سینہ تان کے کہہ رہا ہوں ہم ہی کتاب وسنت والے ہیں۔ اسواسطے قرآن وسنت کا جو مزاج صحابہ کرام نے سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ مزاج ہمیں عطا فرما دیا ہے۔

جب رائے محمود جائز ہے تو رائے محمود پر عمل بھی جائز ہے۔

مذموم رائے کون سی ہے؟

آج ایک ایسا طبقہ بھی ہے جو میڈیا میڈ لوگ ٹی وی پر بیٹھ کر اوٹ پٹانگ اور بونگی رائے پیش کرنے والے ہیں قرآن وسنت کے مقابلے میں اسطرح کے نانجار لوگ بک بک کرتے ہیں۔ میں نے ان میں سے بعض کے سامنے منہ پر کہہ دیا تھا

ہر سینہ نشیمن نہیں جبریل امین کا

ہر فکر نہیں طائر فردوس کی صیاد

وہ فکر خداداد سے روشن ہے زمانہ

آزادی افکار ہے ابلیس کی ایجاد

لہٰذا ایسی آزادی افکار کے ہم قائل نہیں۔ ہم تو اسکی جڑیں کاٹنے والے ہیں۔ جو ابلیسی اور شیطانی رائے ہے۔ وہ کونسی ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں پیش کرے۔ اُس ابلیس نے یہ نہ دیکھا کہ رب حکم دے رہا ہے اسکو مان جاؤں وہ قیاس پیش کرنے لگا۔

خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ (پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۷۶)

مجھے تو نے آگ سے بنایا اُسے تو نے مٹی سے بنایا۔

Marfat.com

میں سجدہ کیوں کروں۔ افضل غیر افضل کو سجدہ نہیں کرتا۔ آگ افضل ہے مٹی ادنی ہے۔ آگ اوپر جاتی ہے مٹی نیچے جاتی ہے۔ تو یہ قیاس بھی تو ایک رائے تھی۔ اسکے ہم مخالف ہیں۔ اسکی ہم جڑیں کاٹنے والے ہیں۔ ہم اس رائے کے علمبردار ہیں۔ جو رائے نبی ﷺ نے خود اپنی امت کو عطا فرمائی ہے۔

رائے اور پھر اس رائے کے مطابق عمل کرنے کی کتنی خوبصورت تشریحات ہیں۔ جو صحابہ کرام کے پاس موجود ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قیاس

صحابہ کرام کا زمانہ ہے ایک مسئلہ پیش آیا کہ اگر کوئی شخص وتروں کے بعد دو نفل پڑھ لے تو کچھ لوگ کہنے لگے کہ وتر باطل ہو جاتے ہیں۔ تین وتروں کے بعد اگر کوئی دو نفل پڑھ لے تو وتر باطل ہو جاتے ہیں۔

باقاعدہ ان لوگوں نے حدیث سے استدلال بھی کیا۔ وتر وتر تب رہیں گے جب بعد میں جفت نہ ہو۔ تین وتر پڑھنے کے بعد جب دو پڑھو گے تو وتر نہیں رہیں گے۔

قربان جاؤں جب حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا گیا۔ وہ ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حدیث میں ایک انچ بھی کسی کو آگے پیچھے نہیں جانے دیتے۔ جب آپ کے سامنے مسئلہ آیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک رائے پیش کردی۔

حالانکہ ہمیشہ رائے سے دور رہے۔ حدیث ہی کی طرف متوجہ رہے۔ مگر رائے ایک یاور ہے۔ بالآخر رائے سینے میں جوش مارگئی۔ مسئلہ پیش کرنے والا حدیث پیش کر

Marfat.com

رہا تھا تو حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے سنو میری بات کیسی باتیں کرتا ہے۔ کوئی عقل بھی سیکھ۔ حدیث سمجھنے کا کوئی سلیقہ بھی ہوتا ہے۔

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثال بیان کر کے کمال کر دیا۔

آپ نے فرمایا:

لَوْ جِئْتُ بِثَلَاثَةِ اَبْعِرَةٍ فَاَنَخْتُهَا ثُمَّ جِئْتُ بِبَعِيْرَيْنِ فَاَنَخْتُهَا اَلَيْسَ كَانَ يَكُوْنَ ذَالِكَ وِتْرًا؟

(شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۳۸)

یہ بتاؤ اگر میں تین اونٹ لے آؤں اور وہ تین بٹھاؤں ان کو بٹھانے کے بعد دو اور لے آؤں اور وہ بھی ساتھ بٹھاؤں تو مجھے بتاؤ یہ مجموعی تعداد وتر ہے یا جفت ہے۔

یعنی تین اونٹ پہلے بٹھاؤں اور دو اونٹ اور لا کر بٹھاؤں تو مجھے بتاؤ یہ سارے جفت ہیں یا وتر ہیں۔ تو کہنے لگا وتر ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اسی طرح اگر تین پہلے پڑھے دو بعد میں پڑھے تو یہ وتر کیسے غائب ہو جائیں گے۔

سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مجتہد صحابہ کرام میں نہیں ہے پھر بھی انہوں نے رائے کا استعمال کیا کیونکہ رائے ایک پاور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حدیث اگر سمجھنی ہے تو مجھ سے سمجھو۔

جبکہ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث کے معاملے میں اتنے سخت تھے کہ اگر کسی کی رائے تھوڑی سی کمزور سمجھتے تھے تو برس پڑتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مکالمہ

Marfat.com

ایک دن حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کردی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چیز آگ پہ پکی ہوئی ہو اگر وہ کھاؤ تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ چنانچہ وضو کرو۔

اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ حدیث سمجھنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں کہ ترجمہ آجائے تو حدیث آجائے۔

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث پیش کر رہے ہیں

تَوَضَّأُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

اُس سے وضو کرو اس چیز کے کھانے کی وجہ سے جس کو آگ نے چھوا ہے اس حدیث کو سننے والی کوئی عام سی شخصیت نہیں تھی بلکہ وہ عظیم شخصیت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔

رسول اکرم ﷺ کے کزن ہیں۔ حدیث کا ادب بھی بہت زیادہ ہے۔ مگر وہ حدیث میں گہرائی میں جاتے ہیں۔ وہ صرف لفظوں تک نہیں بلکہ معنوں تک پہنچتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ حدیث سنی تو فرمانے لگے۔

يَا اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاِنَّا نَدَّهِنُ بِالدُّهْنِ وَقَدْ سُخِّنَ بِالنَّارِ وَنَتَوَضَّأُ بِالْمَاءِ وَقَدْ سُخِّنَ بِالنَّارِ

اے ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے ایک مسئلہ تو بتاؤ ہم کئی مرتبہ وضو کرکے تیل لگاتے ہیں۔ اُس زمانے کا تیل چربی کا ہوا کرتا تھا۔ وہ گرم کرکے لگایا جاتا تھا۔ آپ

Marfat.com

نے پوچھا کہ اگر وضو کر کے گرم تیل جسم پر لگائیں تو پھر وضو کا کیا بنے گا۔

اور پھر کہا کہ اگر موسم سردی کا ہو تو جس پانی سے وضو کریں وہ ہی گرم ہو تو پھر وضو کا کیا بنے گا۔ اُس وقت بھی پانی سردیوں میں بعض دفعہ گرم کر لیتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اگر گرم چیز سے جو وضو ہو چکا ہو وہ ٹوٹ جاتا ہے تو گرم چیز سے پھر ہونا ہی نہیں چاہیے۔ تو پانی جب گرم ہو اور وہ منہ کو لگ جائے تو وضو ٹوٹ جائے تو پھر اُس گرم پانی سے وضو سرے سے ہونا ہی نہیں چاہیے۔

اے ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ مجھے بتاؤ اگر گرم پانی سے وضو کریں تو اُس پانی سے وضو ہوگا یا نہیں ہوگا۔ یہاں پر دونوں صحابی ہیں۔ مگر ایک ہیں حِبرُ الامۃ اور ترجمان ملّت جنکو گھٹی میرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے دی اور دوسرے وہ ہیں جنکو حافظے کی گٹھری پکڑا دی تھی لیکن دونوں میں فرق تو ہے۔ ایک امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں۔ ہزاروں حدیثیں سینوں میں ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو حدیث کے سمندر میں غوطے بھی لگاتے ہیں۔

شرح معانی الاثار میں درجنوں حدیثیں پیش کی گئیں کہ فلاں موقع پر رسول اللہ ﷺ نے پکا ہوا گوشت کھایا۔ اُسکے بعد وضو کیے بغیر صرف کلی کر کے آپ نے نماز پڑھی۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قیاس کے پیچھے پاور ہے۔ لیکن جو سٹینڈ لیا تو قیاس اور رائے سے لیا۔ آپ نے کہا ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اسکا جواب دو۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ جواب نہ دے سکے۔ اُس دن ایک جملہ بولا تھا بعد میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا انداز اسکے خلاف جانکلا۔ جس وقت پوری طرح

Marfat.com

دین کی تشریحات راسخ ہو گئیں۔

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہنے لگے۔

یَا ابْنَ اَخِیْ

اے میرے بھتیجے ذرا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ٹھنڈا کیا اور کہا

اِذَا سَمِعْتَ الْحَدِیْثَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فَلَا تَضْرِبْ لَہٗ الْاَمْثَالَ

(شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۵۱)

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سن لو تو پھر مثالیں نہ دیا کرو میں نے حدیث بیان کردی ہے۔ تم آگے مجھے مثالیں سناتے ہو میں کچھ نہیں کہتا۔ یہ اس لئے کہا کہ آپ مجتہد نہیں تھے یعنی صحابہ کرام کے لحاظ سے اگرچہ بعد والوں کے لحاظ سے انکا کروڑ درجہ اونچا مقام ہے۔ لیکن سامنے ابن عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ کوئی ایرہ غیرہ تو نہیں بیٹھا۔ جواب دیکر کہیں اور نکل جائیں۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نفیس قیاس

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بس یہی ہے جو میں نے کہہ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں حدیث بیان کردوں تو پھر کوئی مثالیں بیان نہ کیا کرو مطلب یہ تھا کہ تم رائے پیش کر رہے ہوں میں حدیث پیش کر رہا ہوں وہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو تو یہ کہہ رہے تھے کہ میں

Marfat.com

حدیث پیش کر رہا ہوں تم رائے پیش کر رہے ہوں لیکن یہ بھی اس درجہ پر پہنچ گئے تو وتروں کے بعد نفل پڑھنے والے نے جب حدیث پیش کی تو آپ نے فرمایا میں تجھ سے پوچھتا ہوں تین اونٹ بیٹھے ہوں ان کے ساتھ دو اور بٹھا دیئے جائیں تو پھر وتر رہتے ہیں یا نہیں رہتے تو اس نے کہا رہتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ پھر حدیث سمجھنے کیلئے مجھ سے اپریشن کرواؤ، حدیث تب سمجھ آئے گی جب ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کی رائے بھی ساتھ ہوگی۔

اس کے بارے میں ذخیرہ احادیث سے گواہیاں موجود ہیں۔

ہم آج صرف رمضان کی برکت کی وجہ سے بیج بور ہے ہیں کہ برکت والے وقت میں تھوڑے بیج کی پیداوار زیادہ ہو جاتی ہے۔

رائے کی حیثیت سے دین کی وضاحت

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے ہم درخواست کریں گے ایک مسئلہ خود بتاؤ تاکہ پتہ چلے کہ کس انداز میں جو آپ کے پاس ہزار ہا احادیث ہیں انکے ہوتے ہوئے بھی تم نے ایک رائے کی حیثیت سے دین کو واضح کیا تو کیسے کیا ؟

اَبُوْ مُرَّةَ مَوْلٰی عَقِیْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے غلام ابومرہ نے پوچھا

كَیْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُوْتِرُ

(شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۳۸)

Marfat.com

حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے غلام ابو مرّہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ وتر کیسے پڑھتے تھے؟

مجھے اس کا طریقہ بتاؤ۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

فَقَالَ اِنْ شِئْتَ اَخْبَرْتُكَ كَيْفَ اَصْنَعُ اَنَا

تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ میں کیسے وتر پڑھتا ہوں۔

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کو جرأت کیسے ہوئی کہ پوچھنے والا یہ پوچھے کہ بتاؤ ہمارے نبی علیہ السلام وتر کیسے پڑھتے ہیں۔ لیکن حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ میں وتر کیسے پڑھتا ہوں۔

تو وہ کون ہو سکتا ہے کہ جس سے پوچھا جائے نبی علیہ السلام کا طریقہ لیکن وہ یہ کہے کہ میں اپنا بتاتا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ کی جگہ یہ اپنے آپ کو کون رکھ سکتا ہے۔
حدیث کا اتنا ادب کرنے والے حضرت سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ اس سائل کو کہتے ہیں تجھے میں یہ نہ بتاؤں کہ میں وتر کیسے پڑھتا ہوں۔

اس جواب کا مطلب کیا تھا کہ محض حدیث دیکھو گے تو منزل تک نہیں پہنچ سکو گے۔ کہیں کچھ مل جائے گا کہیں کچھ مل جائے گا۔ اُن کے متعدد اسباب ہیں کسی نے دور سے دیکھا کسی نے نزدیک سے دیکھا کسی نے پہلا عمل دیکھا کسی نے پچھلا عمل دیکھا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ حتمی، اٹھنک اور پکی بات ملے اور اگر سرکار کی سنت دیکھنی ہو تو ابوھریرۃ کی سنت کو دیکھ لیا کرو۔

ورنہ کون ہو سکتا ہے جس سے پوچھا جائے کہ سرکار علیہ السلام کی بات کرو وہ کہے کہ

Marfat.com

میں اپنی بات کرتا ہوں۔ صحابی بھی ہوں مخلص بھی ہوں اور محب بھی ہوں۔ سنت کے علمبردار بھی ہوں اور رسول پاک ﷺ کی شریعت کے شارح بھی ہوں۔ پھر جب اُن سے پوچھا کہ محبوب علیہ السلام کے وتر کیسے ہیں وہ کہے میں تمہیں اپنے وتروں کے بارے مین بتاتا ہوں۔

تو آپ نے کہا قیامت تک کیلئے دین اگر سیکھنا ہے تو اس طرح نہیں آتا کہ لفظ پڑھو بخاری کے اور اسی وقت منزل تک پہنچ جاؤ۔

کتنی پلکوں سے نمی مانگ کے لائی ہوگی

پیاس تب پھول کی شبنم نے بجھائی ہوگی

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ واضح کر رہے تھے۔ میرے طالب علم تو آج آیا ہے ہماری زندگی گذر گئی ہے۔ ہم نے ایک حدیث سامنے رکھ کے پھر جا کر فیصلہ کیا۔ اگر ساری بتاؤں گا تو بات لمبی ہو جائے گی اور تو پوچھ رہا ہے مختصر بات تو پھر جو رسول پاک ﷺ کے طریقہ کا آئینہ ہے میں تمہیں وہ دکھا دیتا ہوں تا کہ تمہیں میرے طریقے میں وہ طریقہ نظر آجائے۔ جو نبی علیہ السلام کا کامل اور سچا طریقہ ہے۔

لہٰذا ایک منٹ رک کے ان لوگوں کے جھوٹے پروپیگنڈا کا تعاقب کیجئے جو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نبی علیہ السلام کے طریقے سے ہٹا کر اپنے پیچھے لگا لیا اور پھر لوگ اپنے آپ کو حنفی کہتے ہین۔ نبی علیہ السلام کو چھوڑ کے امام کے پیچھے چلتے ہیں۔ نبی علیہ السلام کو چھوڑ کے ایک عام بندے امتی کے پیچھے چل پڑے ہین۔

Marfat.com

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے

(دربار رسالت تک رسائی)

تو میں پوچھتا ہوں حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ نے انکو اپنے پیچھے کیوں چلایا تھا۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ طریقہ نبوی بیان کرو تو وہ کہتے ہیں یہ میرا طریقہ ہے اسکو اپناؤ۔ وہ شرع کے خلاف تو نہیں ہے وہ لوگوں کو نبی علیہ السلام کے دربار میں لانے والے ہیں، ہٹانے والے نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے طریقے کی طرف متوجہ کر کے یہ واضح کیا کہ نبی علیہ السلام کے دربار کی طرف جانا ہی مقصود ہے۔ مگر درمیان میں کوئی ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ بھی ہونا چاہیے۔ تب جا کر وہاں پہنچو گے ورنہ بھٹک جاؤ گے، گمراہ ہو جاؤ گے۔

فقہ حنفی بالیقین قرآن کی تفسیر ہے

ایسے ہی بلا شبہ آج کا سنی حنفی یہ دربار رسالت میں جا رہا ہے۔ مگر وہاں اتنے قریب ہوتے ہوئے اگر ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضرورت پڑ گئی ہے تو صدیوں کے گذر جانے کے بعد ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ضرورت ضرور پڑ جائے گی۔

ان لوگوں کے کتنے غلط پروپیگنڈے ہیں لوگوں کے ذہنوں میں زہر بھرا جا رہا ہے اور بظاہر کتنا فریفتہ کرنے والا نعرہ ہے۔ کہ دیکھو یہ نبی علیہ السلام کی بات کو چھوڑ کر امام کی بات مانتے ہیں۔ ایک امام کے پیچھے چل پڑے ایک امام والے ہیں، یہ کوفے والے ہیں۔

تو میں بتاتا ہوں کہ کوفے والے ہی اصل میں مدینے والے ہیں۔

Marfat.com

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو فقہ کی سوغات کھلا کے لوگوں کو وہ (taste) ٹیسٹ دیا ہے جو صفہ والوں کو نبی علیہ السلام نے عطا فرمایا تھا اور وہاں سے امام صاحب کو ملا تھا۔

حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ کے اس ایک جملے نے کتنی مشکلیں حل کر دیں جب پوچھا گیا کہ سرکار علیہ السلام کے وتروں کا طریقہ کیا ہے تو فرمانے لگے میں اپنا طریقہ بیان کرتا ہوں یہ سمجھنا تمہارے لئے آسان ہے۔

وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔ مخاطب کا بھی دھیان اور لحاظ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک حدیث بیان کروں گا تو ساری بیان کرنا پڑیں گی موافق بھی مخالف بھی پھر جا کر حق نکلے گا جبکہ ٹائم تھوڑا ہے میں تمہیں جلدی منزل پہ پہنچا دیتا ہوں۔

اسواسطے ہزاروں حدیث مبارکہ ہیں کوئی متروک ہے کوئی مجروح ہے کوئی پہلے کی ہے اور کوئی بعد کی ہے، کوئی لوگوں کیلئے اور کوئی نبی علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے۔ اُس میں جا کر اپنے مقصد کو ڈھونڈنا بڑا مشکل ہے۔

فقہ پکی پکائی روٹی ہے۔ فوراً آؤ، فوراً پاؤ اور فوراً منزل پہ پہنچ جاؤ۔

حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر طریقہ کون سا بیان کیا فرمانے لگے

اِذَا صَلَّیْتُ الْعِشَاءَ

جب میں عشا کے فرض پڑھ لیتا ہوں۔ تو پھر اسکے بعد کیا کرتا ہوں؟ رب کا شکر ہے جو طریقہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا ہے آج ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے وہی طریقہ عطا فرمایا ہے۔

اِذَا صَلَّیْتُ الْعِشَاءَ صَلَّیْتُ بَعْدَهَا خَمْسَ رَكَعَاتٍ

جب میں عشاء کی نماز پڑھ لیتا ہوں تو عشاء کے بعد (نوافل کے سوا) پانچ

Marfat.com

رکعتیں پڑھتا ہوں۔ وہ کیا ہیں؟ یعنی تین وتر اور دو سنتیں پھر فرمایا

ثُمَّ اَنَامُ

پھر اسکے بعد میں سو جاتا ہوں۔

فَاِنْ قُمْتُ بِاللَّيْلِ فَصَلَّيْتُ مَثْنٰى مَثْنٰى

اگر مجھے رات کو جاگ آجائے تو پھر دو دو رکعتیں پڑھ لیتا ہوں۔ یعنی تہجد کی سی حالت اختیار کر جاتے ہیں۔

فَاِنْ اَصْبَحْتُ اَصْبَحْتُ عَلٰى وِتْرٍ

(شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۳۸)

اور اگر جاگ نہ آئے اور فجر طلوع ہو جائے تو پھر بھی نماز قضا تو نہیں ہوتی وتر تو میں پہلے پڑھ چکا ہوتا ہوں۔ یہ اپنا طریقہ بیان کر دیا اور تین وتروں کا انداز بھی بیان کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز محبت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز کیا تھا

يَضْرِبُ الرَّجُلَ اِذَا رَاٰهُ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ

(شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۱۳)

جب کسی کو عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھتا دیکھتے تھے تو اُسے مارتے یہاں تک کہ وہ نماز سے باہر نہ آجاتا۔

اسواسطے وہ کہتے کہ جس وقت رسول اکرم ﷺ نے نفل نہیں پڑھے تو میں نہیں پڑھنے دوں گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے روکتے تھے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی پسند و ناپسند

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا انداز بھی دیکھیے فرمانے لگے

اَكْرَهُ مَا كَرِهَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ

جو چیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناپسند کریں وہ میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔ جو عمر رضی اللہ عنہ پسند کریں وہ میں بھی پسند کرتا ہوں۔ جو آپ ناپسند کریں وہ میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوئی شارع تو نہیں نہ رب ہیں نہ رسول علیہ السلام ہیں۔ وہ تو بعد کی ہستی ہیں مگر پھر بھی جاننے والوں میں ایسا جذبہ آجاتا ہے۔ کہ جس میں کہا جاتا ہے کہ جن سے ہم نے دین سیکھا اور جس سے ہم نے دین لیا۔ تو جو ان کی پسند ہے وہ ہماری پسند ہے اور جو انکی ناپسند ہے وہ ہماری ناپسند ہے۔ اُن پہ الزام نہیں دیا جا سکتا کہ تم رسول علیہ السلام کو چھوڑ کے غیر رسول کے پیچھے لگ گئے ہو۔

نہیں نہیں ایسے مستند مقامات جو ہوتے ہیں۔ انکی رضا کے اندر سے ہی رضا الوہیت اور رضاء رسالت میسر آجاتی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بات بڑی لازمی اور ضروری ہے۔

رائے کی دو قسمیں

ابن قیم نے اعلام الموقعین میں رائے کے بارے میں فیصلہ کر دیا کہنے لگے کہ رائے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہوتی ہے رائے محمود اور دوسری ہوتی ہے رائے مذموم۔ جو رائے شیطان نے پیش کی تھی وہ مذموم تھی اور ایک رائے محمود ہے جسکی میں نے قرآن مجید سے لیکر اب تک دلیلیں پیش کی ہیں۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِى الْاَبْصَارِ　(پارہ ۲۸ سورۃ الحشر آیت ۲)

اس میں رائے محمود کا ذکر ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک حکم تمہیں مل جائے تو اس سے دوسرا حکم سیکھ لیا کرو۔ خود اخذ کرلیا کرو۔ اگر صلاحیت موجود ہو۔ صلاحیت کی بات اسلئے کررہا ہوں کہ آج یہ بھی ایک مرض ہے۔ ہرایرہ غیرہ مجتہد بننے کے چکر میں بھی ہے۔ جو میں کہہ دوں اسکو مان لیا جائے۔ مجتہد کی جو شرائط ہیں ان کے مطابق جو شخص پورا اترے گا اجتہادی مسائل میں اسکی رائے کا احترام ہوگا۔ اُس کی رائے کی وجہ سے پھر دین کے مسائل حل ہونگے ورنہ وہ رائے بگاڑ کا سبب بن جائے گی اور اس سے دین کے مسائل حل نہیں ہونگے۔

رائے کے بارے ابن قیم کا حتمی فیصلہ

اس سلسلہ میں حتمی فیصلہ ابن قیم کا تمہارے سامنے پیش کرتا ہوا اپنی گفتگو کو سمیٹتا ہوں۔ ابن قیم کہنے لگا

وَالْمَقْصُوْدُ اَنَّ السَّلَفَ جَمِيْعَهُمْ عَلٰى ذَمِّ الرَّأْيِ وَالْقِيَاسِ الْمُخَالِفِ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

(اعلام الموقعین ج ۱ ص ۸۵)

خلاصہ گفتگو یہ کہ تمام اسلاف اس رائے اور قیاس کی مذمت بیان کرتے ہیں جو قرآن وسنت کے مخالف ہو

یعنی جہاں بھی تمہیں تابعی کا یا تبع تابعی یا کسی اور کا قول ملے کہ رائے درست نہیں ہے۔ تو یہ اس رائے کی بات ہوتی ہے جو قرآن وسنت کے خلاف ہو اور جو کتاب وسنت کے خلاف رائے نہ ہو وہ دیوار پر مارنے والی نہیں ہوتی وہ دل میں رکھنے والی ہوتی ہے۔ لہٰذا ہم اس رائے کے حامی ہیں۔

Marfat.com

مخالفین کے گھر کی گواہی

ابھی میں اسکی گواہیاں پیش کرتا ہوں جو دن رات سر پہ ہاتھ رکھ کے واویلا کر رہے ہیں۔ کہ رائے نہیں قیاس نہیں، فقہ نہیں۔ خدا کی قسم انکے فتاویٰ میں دیکھو گے تو ہر طرف سے امام صاحب کی رائے سر نکالتی نظر آئے گی۔

جو اچھی رائے ہے اُسکے بغیر گذارہ کسی کا نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی سعادت ہے ہم جس چیز کو مانتے ہیں۔ اس کا اظہار بھی کرتے ہیں اور جس پر عمل کرتے ہیں اسکو واضح بھی کرتے ہیں۔ کچھ اندر بیٹھ کے کھا جاتے ہیں۔ باہر آ کر اسی کے بارے میں پروپیگنڈا بھی کرتے ہیں۔

اس موضوع کو سمجھنے کیلیے ایک مسئلہ پیش کرتا ہوں۔

فتاویٰ نذیریہ میں ایک مسئلہ ہے جو ساری گفتگو کو سمجھنے کیلیے کافی ہے۔

یہ اُن لوگوں کا فتاویٰ ہے جو قرآن وسنت کے دعوے دار ہیں۔ کہ صرف کتاب و سنت اور کچھ نہیں۔ پھر پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ یہ رائے والے ہیں۔ ان کی اپنی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ ہم کتاب وسنت والے ہیں۔ یہ انکے کسی عام بندے کا یہ فتاویٰ نہیں بلکہ انکا سب سے بڑا ستون ہے۔ جسکا لقب یہ لکھا ہے۔ شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین دہلوی یہ ان کا مصدقہ فتاویٰ ہے۔

میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں پچاس فیصد انکے فتاویٰ سے وہ مسئلے دکھا سکتا ہوں جو فقہ سے لیے گئے ہیں۔ یعنی کتاب وسنت کا نام لینا آسان ہے لیکن جب کوئی مسئلہ پوچھنے آجائے کہ اس کا کتاب وسنت سے جواب دو تو پھر کہتے ہیں ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی

Marfat.com

پھر امام صاحب کا نام اور آپکے شاگردوں کا نام، پھر قاضی خاں کا نام، پھر ہدایہ کا نام، پھر عالمگیری کا نام، اسکے سوا ان کا گزارہ نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر ان کا اسکے بغیر گزارہ ہوتو پھر یہ کہیں کہ بخاری میں یہ لکھا ہے اور قرآن میں یہ آیا ہے۔ تو جنکے بغیر گزارہ نہ ہو انکو لیڈر بھی ضرور ماننا چاہیے۔

تعلیم دین کی اجرت کے بارے سوال

فتاویٰ نذیریہ میں ایک مسئلہ پوچھا گیا وہ کیا مسئلہ ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں؟ علماء دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ پڑھائی قرآن شریف یا حدیث شریف یا فقہ یا نکاح یا کسی اور نیک کام کی جو کہ عبادات میں داخل ہیں۔ جیسے امامت، موذنی، وعظ، نصیحت یا شروع کرائی قرآن شریف کی یا سپارہ یا رکوع یا سورت یا کسی اور دین کی کتاب جیسے تفسیر یا حدیث یا فقہ آیا ان کی اجرت مقرر کرے یا بے مقرر کے لینے دینے کا حکم قرآن وسنت میں ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اسکی وضاحت کردیجئے۔

یعنی اس میں یہ پوچھا گیا کہ ایک بندہ جو مدرسہ میں قرآن پڑھاتا ہے۔ کیا وہ تنخواہ لے سکتا ہے؟ کہیں خطابت کرتا ہے تو کیا وہ تنخواہ لے سکتا ہے۔؟ کہیں درس دیتا ہے تو کیا وہ تنخواہ لے سکتا ہے؟ یہ شیخ الکل سے مسئلہ پوچھا گیا اور کہا قرآن وسنت کی روشنی میں اسکی وضاحت کردو تاکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ یہ مسئلہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ تو ہر شخص کے ساتھ پیش آتا ہے۔ جو بھی اس فیلڈ میں ہے یا نہیں کوئی دینے میں ہے تو کوئی لینے میں ہے۔ بڑا ضروری مسئلہ تھا۔ جس وقت یہ مسئلہ پوچھا گیا تو شیخ الکل نے جواب دیا۔

Marfat.com

جواب فقہ حنفی سے دیا

آپ کو انتظار ہوگا شاید کوئی آیت پڑھیں گے آپ کو انتظار ہوگا شاید بخاری کی حدیث پڑھیں گے۔ لیکن اُن کا جواب یہ ہے۔

''لینا اجرت کا اوپر عبادات کے مثل اذان و اقامت و تعلیم قرآن جائز نہیں نزدیک امام اعظم کے''۔ (فتاویٰ نذیریہ ۳۱۰/۲)

یہ جن کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہیں سترہ حدیثیں بھی نہیں آتی تھیں لیکن جس وقت مسئلہ پوچھا گیا کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اسکا حل کیا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ نے یہ کہا۔

ویسے ان کا نعرہ یہ ہے کہ امام اعظم، امام دین، رحمۃ العالمین لیکن وہ نعرہ یہاں اس مسئلہ میں کیوں بھول گیا اور امام اعظم ابوحنیفہ کو امام اعظم کیوں کہا؟ اس لیے کہ اب ان سے خیرات لینی ہے۔ تو پھر ذکر بھی ادب سے ہو رہا ہے۔ پھر یہ جواب دیا کہ

''نزدیک متاخرین حنفیہ کے جائز ہے اور یہی مذہب ہے''

یعنی امام صاحب کا مذہب یہ تھا کہ اجرت لینا ناجائز ہے۔ لیکن متاخرین حنفیہ نے اسکو جائز قرار دیا۔ جو امام صاحب کے پیروکار مقلد متاخرین نے کہا ہے وہ ہمیں بھی منظور ہے۔ چونکہ بات ہے تنخواہ کی اور بات ہے وظیفہ کی اسلیئے اب یہ نہیں دیکھنا کہ امام صاحب بڑے ہیں یا بعد والے بڑے ہیں۔ لیکن اس وقت کہا گیا کہ

''نزدیک متاخرین حنفیہ کے جائز ہے اور یہی مذہب ہے اور اماموں کا'' یعنی امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی جائز ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

نزدیک بھی جائز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی جائز ہے۔

''اس پر فتویٰ ہے''

اور پھر اس کا کتب دینیہ میں تذکرہ ہے۔

''قال في الهداية''

یعنی ہدایہ کے مصنف نے کہا۔

مجھے انتظار تھا کہ چار لائنیں گذر گئی ہیں شاید اب کوئی آیت پڑھیں گے۔ یا پھر بخاری کا نام لیں گے۔ لیکن جب زباں پہ نام آیا تو ہدایہ کا نام آیا۔

وہ صاحب ہدایہ جس کے بارے میں چھوٹے چھوٹے ہینڈ بل انہوں نے بنائے ہوئے ہیں کہ یہ دیکھو ہدایہ میں یہ لکھا ہے۔ یہ اس میں غلطی ہے میں کہتا ہوں شرم کرو جہاں کھاتے ہو وہاں پیشاب کرنے کی کوشش بھی کرتے ہو۔ ہدایہ کے بغیر جب تمہارے دین کا پہلا مسئلہ حل نہ ہوا۔

تمہاری مسجد کا امام اور تمہاری مسجد کا خطیب اور تمہارے مدرسہ کا مدرس اور تمہاری لائبریریوں کے منشی اور تمہارے سارے فنڈ اور چندے انکے پیچھے بنیاد تو ہدایہ نے فراہم کی ہے کہ ہدایہ میں یہ لکھا ہے۔

اسی ایک سوال کا تمہارے سامنے سرسری اور تنقیدی جائزہ پیش کرنا چاہتا ہوں تا کہ ہزاروں مسائل کی روشنی سامنے آجائے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ جب آیا تھا تو اسکا ذکر حدیث میں ہے۔ تو حدیث پہلے نمبر پر پیش کرنی چاہیے تھی۔ جواز کا ذکر حدیث میں ہے اور وہ حدیث بھی بخاری میں ہے۔

تعلیم دین پہ اجرت لینے کا جواز

یعنی خطابت پہ تنخواہ، امامت پہ تنخواہ، موذنی پہ تنخواہ اس طرح کے نیک کاموں پہ تنخواہ لینا اسکا جواز حدیث میں ہے اور پھر وہ صحیح بخاری میں ہے۔

بندہ علمبردار بھی صحیح بخاری کا ہو وقت آنے پر بھول جائے اور اُسکو امام صاحب یاد آجائیں تو ماننا پڑے گا کہ امام صاحب کا کمال ضرور ہے۔ اسکی حدیث بخاری میں ہے۔ وہ حدیث شریف کیا ہے۔

سورۃ فاتحہ سے دم کرنے کا جواز

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوا بِمَاءٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ایک چشمے کے پاس سے گزرے۔

فِيهِمْ لَدِيغٌ

اور چشمے کے قریب جو قبیلہ آباد تھا اسکے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا۔

جب انہوں نے دیکھا کہ کچھ نیک چہرے آگئے ہیں تو ان کا ایک اپنا آئیڈیا تھا چشمے والے مسلمان نہیں تھے انہوں نے پوچھا کہ

هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ

تم میں کوئی دم کرنے والا ہے۔

صحابہ کرام کا وفد جب چشمے کے قریب پہنچے تو وہاں چند لوگ آگئے جو وہاں آباد

Marfat.com

تھے۔ وہ کہنے لگے کیا تم میں کوئی دم کر سکتا ہے۔ صحابہ کرام نے کہا کہ ہمیں اچھا سمجھ کے آئے ہیں۔ اگر چہ آج تک نبی علیہ السلام سے دم والا سبق پڑھا تو نہیں ہے لیکن آخر دم کر کے دیکھتے ہیں۔ یہ بھی ایک دین ہے کہ نبی علیہ السلام کی دی ہوئی روشنی ہے پوچھے بغیر مجبوراً انہوں نے ایک فیصلہ کر لیا۔ چلو جا کر دم کر لیتے ہیں پھر پوچھ لیں گے۔ مگر یہاں کچھ کرتے ضرور ہیں۔

صحابہ کرام سے جب یہ کہا گیا تو

فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ

ایک بندے نے کہا کہ میں دم کرتا ہوں۔ حالانکہ انہوں نے کبھی دم کیا ہی نہیں تھا۔ وہ چلے گئے۔

فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

وہاں جا کر انہوں نے فاتحہ شریف پڑھی۔

اور ساتھ یہ بھی کہا کہ فاتحہ تو پڑھوں گا لیکن بکریاں ضرور لوں گا۔

عَلٰى شَاءٍ

یعنی فاتحہ پڑھنے پر بکریاں لوں گا۔ انہوں نے دم کر دیا۔

فَبَرَأَ

تو وہ سردار فوراً ٹھیک ہو گیا۔

فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلٰى أَصْحَابِهٖ

وہ اپنے اصحاب کے پاس بکریاں لے کر آ گئے

صحابہ کرام جو وہاں چشمے کے پاس بیٹھے تھے کہنے لگے کہ اس قبیلہ کے سردار کو دم کر

Marfat.com

آیا ہوں اور میں ان سے بکریاں لے آیا ہوں۔ انہوں نے نہ یہ دم کرنے کی اجازت لی تھی اور نہ ہی بکریاں لینے کی اجازت لی تھی۔ بکریاں لیکر آ گئے۔

فَكَرِهُوا ذَٰلِكَ

باقی صحابہ کرام نے اسکو ناپسند کیا کہ تم نے یہ کیا کیا کہ قرآن پر اجرت لے آئے ہو۔ تم نے فاتحہ پڑھی پھر اس پہ بکریاں لے آئے ہو۔ یہ تم نے درست نہیں کیا۔ انہوں نے کہا

أَخَذْتَ عَلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ أَجْرًا

تم نے قرآن پر اجرت لی یہ تم نے ٹھیک نہیں کیا۔

لیکن ادھر یہ بولتے رہے کہ میں نے بالکل ٹھیک کیا ہے۔ دوسرے کہتے تھے کہ تم نے ٹھیک نہیں کیا۔

حَتَّىٰ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ

چلتے چلتے مدینہ شریف آ گئے۔

رسول اکرم ﷺ کے دربار میں مسئلہ پیش ہو گیا۔

فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَذَ عَلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ أَجْرًا

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو کتاب اللہ پر اجرت لے آیا ہے۔

اس نے فلاں سردار کو دم کیا پھر ان سے بکریاں لے آیا۔

ایک روایت میں اُس ایک دم پر تیس بکریوں کا ذکر بھی ہے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ

(صحیح بخاری کتاب الطب باب الشرط فی الرقیۃ بقطیع من الغنم ج۲ ص ۸۵۴ قدیمی کتب خانہ کراچی)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے قرآن پر اجرت نہیں لینی تو کس چیز پہ لینی ہے۔ سب سے زیادہ جس پہ اجرت لینے کا حق بنتا ہے وہ تو قرآن ہے۔ لہٰذا اس صحابی پہ تنقید نہ کرو اس نے بالکل صحیح کیا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ جب ایک بار فاتحہ پڑھنے پر بکریاں لینا جائز ہو گیا جو روزانہ پنجگانہ نماز میں کئی بار پڑھے اگر وہ تنخواہ لے گا تو کیوں ناجائز ہو گا۔ ایک بار فاتحہ پر بکری لینے کا جواز بخاری میں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ

سب سے زیادہ جس کام میں حق بنتا ہے وہ کتاب اللہ ہے۔

ہاتھ کے کام میں اتنا حق نہیں بنتا، دوسری مزدوری میں اتنا حق نہیں بنتا، آپ نے فر[illegible] سب سے افضل چیز پہ افضل اجر ہوتا ہے۔ تو سب سے زیادہ حق اس میں بنتا ہے لہٰ[illegible] اس نے بالکل صحیح کیا ہے۔

اس صحابی نے دم کیا ہے اور بکریاں لی ہیں یہ کام انہوں نے بالکل صحیح کیا ہے دوسرے مقام پر ہے کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے صحابہ تم بھی اس سے کھاؤ اور میرا حصہ بھی اس سے رکھو یہ اس لیے کہا کہ رسول اکرم ﷺ اسکے طیب ہونے کو واضح کرنا چاہتے تھے کہ جب میں استعمال کروں گا تب جا کر ان کا شک نکلے گا ورنہ آپ کی اس میں کوئی خواہش نہ تھی۔ سرکار علیہ السلام کا یہ بھی احسان تھا۔ سرکار ﷺ فرمایا کہ جب میرے ہاتھ میں دیکھیں گے تو اس سے انکے سارے شک نکل جائیں گے۔

Marfat.com

حدیث کے ہوتے ہوئے امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کی ضرورت کیوں؟

ایسی واضح حدیث کے ہوتے ہوئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ یاد کیوں آئے یہ میرا موضوع ہے۔ بخاری بھی ہو اس میں یہ حدیث بھی ہو۔ لیکن سب سے پہلے اسکولانے کی جرأت نہ ہو جبکہ انھیں چاہیے تھا کہ وہ بتاتے کہ یہ ہے وہ حدیث جس میں اجرت لینا جائز ہے۔ تو وہ یہ حدیث کیوں نہ پیش کر سکے۔ اس لیے کہ اس کے بارے میں ایک اور حدیث بھی ہے اسی میں جو بالکل اسکے خلاف ہے۔ جس میں اجرت کو ناجائز اور حرام قرار دے دیا گیا، ابوداؤد شریف میں ہے۔

اب تم دیکھنا کہ دین کی سمجھ کس کو کہتے ہیں۔ صرف بغل میں بخاری لیکر کہنا کہ بخاری ہے بخاری ہے۔ اسمیں ہو سکتا ہے۔ بخاری کی بجائے بیماری آجائے۔ یہ بخاری تب جاکر پھولوں کی کیاری بنے گی جب دل پر عشق کی پھوار پڑے گی۔

تعلیم دین پہ اجرت کے منع والی حدیث

دوسری حدیث شریف جو ابوداؤد شریف میں ہے جو اسکے بالکل خلاف ہے۔ دو حدیثیں آپس میں متعارض آگئیں۔ اب یہ ایک قانون دینا چاہتے ہیں۔ کہ لوگو! امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی ضرورت وہاں پڑتی ہے۔ جہاں حدیثیں آپس میں متعارض آجائیں تو وہاں رستہ امام اعظم علیہ الرحمۃ بتاتے ہیں۔ یا امام اعظم علیہ الرحمۃ کے شاگرد بتاتے ہیں۔ یا فقہ حنفی بتاتی ہے۔ یا ھدایہ بتاتا ہے یہ بیان کرنا مقصود ہے۔ ورنہ حدیث کا دعویٰ بھی ہو اور حدیث موجود بھی ہو لیکن وہ حدیث کوئی پیش نہ کر سکے۔ اس سے جواب کوئی نہ دے سکے۔ اسکا مطلب کیا تھا؟

Marfat.com

ابوداؤد شریف میں ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَجُلٌ أَهْدَى إِلَيَّ قَوْسًا مِمَّنْ كُنْتُ أُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْقُرْآنَ

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جنہیں میں قرآن پڑھایا کرتا تھا ان میں سے ایک شخص نے مجھے کمان کا تحفہ دیا ہے۔ میں اپنے ایک شاگرد کو قرآن پڑھاتا تھا۔ تو میرے اُس قرآن پڑھانے کے عوض میں اس نے مجھے ایک کمان کا تحفہ دیا۔

یعنی جس شاگرد کو میں قرآن پڑھاتا تھا اس نے مجھے کمان کا تحفہ دیا کوئی پیسے نہیں دیئے۔ وہ کہنے لگے

وَلَيْسَتْ بِمَالٍ

یارسول اللہ ﷺ یہ کوئی مال تو نہیں ہے، بلکہ یہ کمان ہے۔

میں اسکو بیچ کے پیسے بھی نہیں لوں گا۔

وَأَرْمِي عَنْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو اس کمان سے تیر ماروں گا۔

تو کیا میرے لئے یہ لینا جائز ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنْ كُنْتَ تُحِبُّ أَنْ تُطَوَّقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا

(سنن ابو داؤد کتاب الاجارة باب فِي كَسْبِ الْمُعَلِّمِ ج ۲ ص ۱۲۹ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اگر تو یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن تیرے گلے میں آگ کا طوق ڈالا جائے تو پھر قبول کر لے اور اگر یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن تیرے گلے میں آگ کا طوق نہ

Marfat.com

ڈالا جائے تو پھر اپنے شاگرد سے یہ کمان قبول نہ کر۔

رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے، لیکن وہاں فاتحہ پڑھنے پہ کئی بکریاں اور یہاں کمان کے بارے میں اتنا سخت جملہ بول دیا کہ اگر تجھے پسند ہے کہ قیامت کے دن آگ کا طوق تیرے گلے میں ہو تو پھر ٹھیک ہے لے لے۔ اگر تو آگ سے بچنا چاہتا ہے تو میں تمہیں اجازت نہیں دیتا۔ یعنی جسکو تم نے پڑھایا ہے اُس سے اتنا عوض بھی نہیں لے سکتے۔

دو متعارض احادیث میں تطبیق

یہ دونوں حدیثیں ہیں اور یہ دونوں آپس میں متعارض آ گئیں۔ جو یہ بتائے کہ مقابل نہیں بات ایک ہے۔ وہ فقیہ ہوتا ہے۔

دونوں حدیثیں موجود ہیں ہم جواز کا قول کرنا چاہیں یا عدم جواز کا تو وہ حدیث سے کریں۔ جائز ہونا بھی حدیث میں ہے ناجائز ہونا بھی حدیث میں ہے۔ تو پھر وہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے دروازے پر کیوں گئے؟

انہوں نے اپنے گھر بیٹھ کر یہ ثابت کیا کہ جس وقت حدیثیں آ جاتی ہیں۔ تو ہر حدیث کی تہہ تک پہنچنا ہر مفتی کا کام نہیں ہے۔ جو تہہ تک جا کے مسئلہ بتا چکے ہوں اور فتویٰ دے چکے ہوں اور فقہ کی روٹی پکا چکے ہوں۔ بعد والوں کا یہ کام ہے کہ چپ کر کے وہ کھاتے جائیں اور گذارہ کرتے جائیں۔

آج بھی فقہ حنفی پہ غیروں کا گزارہ ہے

اسکے سوا اور کیا ہے۔ اگر یہ فتویٰ نہ ہوتا تو پھر بخاری بھی پاس ہے۔ ابو داؤد بھی

Marfat.com

پاس ہے۔ پھر ہدایہ کی ضرورت کیا تھی اور پھر ہدایہ تو ہدایہ رہ گیا انہوں نے "مالا بدمنہ" کا ذکر کیا۔ یہ فقہ حنفی کی چھوٹی سی کتاب ہے۔ جس میں یہ لکھا ہے

در "مالا بدمنه" نوشته اجرت گرفتن براذان وامامت و تعلیم قرآن و فقه وغیره جائز نیست نزد امام اعظم رحمة الله علیه و نزد دیگر آئمه جائز است و دریں زمانه فتوی برآں ست کر بر تعلیم قرآن و مانندآن اجرت گرفتن جائز است (فتاوی نذیریہ ۲/۲۱۰)

مالا بدمنہ میں لکھا ہوا ہے کہ اذان واقامت اور تعلیم قرآن وفقہ پر اجرت پکڑنا جائز نہیں ہے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور دیگر ائمہ کے نزدیک جائز ہے ہمارے اس زمانہ میں فتویٰ اس پر ہے کہ تعلیم قرآن اور اسکی مثل پر اجرت پکڑنا جائز ہے۔

آپ دیکھیں اور انصاف کریں کہ اس وقت انھیں نہ بخاری یاد، نہ مسلم یاد، نہ ابن ماجہ، نہ ابوداؤد، نہ نسائی یاد رہی لیکن اگر یاد رہی تو کہیں عالمگیری، کہیں مالا بد، کہیں ہدایہ تو اُس امام کی شان کو سلام کرو جس نے ایسے پھول تیار کیے۔ جنکی خوشبو پہ آج بھی گزارا ہو رہا ہے۔

ان لوگوں سے پوچھنا تو چاہیے کہ اگر فقہ ماننا جرم ہے تو پھر اس پر عمل کرنا کیوں جائز ہے؟ فقہ کا عقیدہ رکھنا ناجائز ہے تو پھر کتابوں میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ لکھنا کیوں جائز ہے؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی امامت طے شدہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اتنی قبولیت دی ہے کہ دشمنوں کے گھر بھی داخل ہوگئی ہے وہاں بھی یہ فقہ بولتی ہے۔

Marfat.com

انکے پاس حدیثیں دونوں تھیں مگر جواب کس سے دیا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسکو ناجائز کہتے تھے بعد والے حنفی جائز کہتے ہیں بعد والے حنفیوں اور دیگر اماموں کی روشنی میں ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی ان چیزوں پر اجرت لیتا ہے تو اجرت لینا جائز ہے اسکی دلیل ہدایہ ہے۔

اس ایک فتوے کا انداز غیر جانب دار ہو کر سامنے رکھیں گے تو انھیں ماننا پڑے گا کہ جو حنفی کا طریقہ دین ہے۔ غیر مقلد بھی چھپ کے وہی کام کر رہا ہے۔

غیر مقلدوں کو ہر دس سال بعد دین بدلنا پڑے گا

یہ میرا دعویٰ ہے کہ ہر دس سال بعد انکو اپنا دین بدلنا پڑے گا۔ اب وہ اسکا کوئی جواب نہیں دے سکیں گے اور قیامت تک نہیں دے سکیں گے۔ یہ کہیں گے کہ عالم کی بات تھی اُس نے لکھ دیا ہم کیا کریں۔ تو میں کہتا ہوں ہر دس سال بعد والے پہلوں کو کہیں گے کہ وہ ایک عالم کی بات تھی اُس نے غلط لکھا تو پھر تم صحیح دین پہ کب عمل کرو گے۔ ہر دس سال بعد دین بدلتا رہا بعد والے کہتے رہے کہ پہلے غلط لکھ گئے ہیں۔ وہ عالم تھا لکھ کر کہتا ہے حالانکہ یہ انکے گھر میں شیخ الکل فی الکل ہے۔ جب پکڑے جائیں تو کہتے ہیں کہ وہ ایک عالم ہیں ہم کیا کہیں۔ تو اگر یوں ہی بدلتے رہو گے ہر دس سال بعد پہلوں کو بعد والے بدلیں گے تو وہ دس سال کب آئیں گے۔ جب دین تمہارا صحیح ہوگا اور پھر عمل کرسکو گے۔

لہٰذا غیر مقلدیت ناقابل عمل ہے اور اگر عمل ہو سکتا ہے تو اُس رستے پہ جو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر فقہاء نے عطا فرمایا ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے رستہ کیسے نکلا۔

Marfat.com

وہ بھی ہمارے اسلاف نے بتایا۔ اسکا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

اصل میں مسئلہ یوں ہے کہ حضرت عبادۃ رضی اللہ عنہ والا معاملہ مختلف ہے۔

وَفِیْ حَاشِیَۃِ الْمِشْکٰوۃِ اَوَّلُوْا ھٰذَا الْحَدِیْثُ بِاَنَّ عُبَادَۃَ کَانَ مُتَبَرِّعاً بِالتَّعْلِیْمِ

(مشکوۃ المصابیح کتاب الاجارۃ الفصل الثالث ص ۲۵۸ حاشیہ نمبر ۱۱ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

(مشکوۃ کے حاشیہ میں ہے) فقہاء نے اس حدیث کی تاویل یہ بیان کی کہ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ نے پہلے طے کیا تھا کہ میں فی سبیل اللہ پڑھاؤں گا۔ اب جس وقت وہ تحفہ لیتے تو انکی اپنی بات میں فرق آتا جو کہا تھا اس میں فرق آتا۔ اس واسطے انکے لئے تو ناجائز کا لفظ سرکار علیہ السلام نے بول دیا ورنہ گلے میں آگ کا طوق ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو روایت پیش کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا تو انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں فی سبیل اللہ کروں گا۔ اسواسطے وہاں یہ اجرت جائز ہوگی۔

لہٰذا حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ والی حدیث کو اس پس منظر کے اندر دیکھنا چاہیے۔ اس وجہ سے اُن کا حکم امت سے جدا ہو گیا اور اگر دوسرے انداز میں ایک طے شدہ بات ہے۔ یا جانبین کے ذہن میں بات ہے تو اُن میں اگر اجرت دی جائے گی یا لی جائے گی تو بخاری کی روایت اسکی بنیاد اور بیس ہے۔

امام صاحب کے اقوال اور اُنکے شاگردوں کے اقوال اور فقہ حنفی کے علاوہ تینوں فقہیں جو کہ اہلسنت و جماعت کی ہیں۔ کسی غیر مقلد کی کوئی فقہ نہیں ہے۔ تو ان سے یہ پتہ چلا کہ حدیث پڑھنا اور بات ہے۔ حدیث سمجھنا اور بات ہے دین کا فتویٰ پڑھنے

Marfat.com

سے نہیں سمجھنے سے دیا جا سکتا ہے۔

متقدمین احناف کے نزدیک عدم جواز کی وجہ

اس طرح حضرت ابو بکر بن محمد بن فضل کی طرف سے یہ تاویل کی گئی کہ متقدمین احناف نے جو کہا کہ وہ اجرت جائز نہیں سمجھتے تھے اس لیے کہ

كَانَ لِلْمُعَلِّمِيْنَ عَطِيَّاتٌ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ

اُس وقت مدرسین کو بیت المال سے تنخواہیں ملتی تھیں۔

اب ایسا بندہ کون ہو سکتا ہے جو دن رات دین کا کام بھی کرے اور ساتھ اپنی دنیا بھی کمائے۔ اُس وقت بیت المال سے تنخواہیں ملتی تھیں۔

وَكَانَ لَهُمْ زِيَادَةُ رَغْبَةٍ فِي الدِّيْنِ

اور پھر اس لحاظ سے انکی دین میں رغبت زیادہ تھی۔

ان کو دیکھنے والے دین کی طرف آتے تھے۔ کہ دین والے کوئی مرے ہوئے نہیں ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں۔ ہم بھی دین پڑھیں۔ اُس وقت اُن میں رغبت تھی۔

متاخرین احناف کے نزدیک جواز کی وجہ

فِيْ زَمَانِنَا انْقَطَعَ عَطِيَّاتُهُمْ

متاخرین نے کہا ہمارے زمانے میں ان کے عطیات منقطع ہو گئے ہیں۔

متاخرین کا زمانہ آیا تو لوگوں نے دین کو سیاست سے جدا کر دیا۔

یعنی حکومت اور لوگوں کی، مُصَلّٰی اور لوگوں کا۔ جس وقت بیت المال سے تنخواہیں بند ہو گئیں تو اہل دین کے معیار کو دیکھ کر لوگوں کو دین سے ہچکچاہٹ ہونے لگی۔ یہ خود

Marfat.com

بھوکے ہیں ہمیں کیا ملے گا۔ تو پھر متاخرین نے کہا۔ اگر ایسا سلسلہ رہا تو قرآن کون پڑھے گا قرآن کون پڑھائے گا۔ دین کا کام کون کرے گا۔ لہٰذا جائز کا قول کرنا چاہیے۔ کہ ایسے کاموں پہ تنخواہ لینا جائز ہے ورنہ باقی سارے شعبے آباد ہو جائیں گے اور دین کا شعبہ ویران ہو جائے گا۔

لہٰذا یہ اس میں حکمت تھی جس سے پتہ چلا کہ مرور زمانہ کے ساتھ ایسی گنجائش پیدا ہو سکتی ہیں لیکن وہ بھی شرائط کے مطابق لہٰذا یہ فقاہت ہے جس نے دونوں حدیثوں کو صحیح مان کے امت کو بیچ سے صحیح رستہ عطا فرمایا ہے۔

یہ بطور مثال صرف ایک مسئلہ بیان کیا ہے ورنہ ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ جہاں ایک ہی مسئلہ میں دو حدیثیں متعارض آگئیں۔ اب محض اردو ترجمہ سے ہدایت کیسے ملے گی۔ جب رسول پاک ﷺ کے فرمان آپس میں متعارض ہوں اسکی پیچھے وجوہات ہیں لیکن حقیقت میں انکے درمیان کوئی تعارض نہیں۔

حدیث کو سمجھنے کے لئے فقہ کی ضرورت

پیچھے اسباب جدا جدا ہوتے ہیں۔ پھر بعد والوں کو پتہ نہیں چلتا۔ فقیہ و مجتہد کا کمال ہے کہ پیچھے جا کر حکمتیں دیکھتا ہے اور پھر اسکی عظمتیں بیان کر دیتا ہے۔

جیسے بخاری شریف میں ہے کہ

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا

صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب قِبْلَةِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَأَهْلِ الشَّامِ

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم قضائے حاجت کرنے لگو تو اپنا منہ اور پیٹھ قبلہ کی طرف نہ کرو۔ بلکہ مشرق کی طرف کرو یا مغرب کی طرف کرو

یعنی جب تم پیشاب کرنے لگو تو نہ تمہارا منہ شمال کی طرف ہو نہ جنوب کی طرف نہ ہو بلکہ اپنا منہ مشرق کی طرف کرو یا مغرب کی طرف کرو۔

اور پھر رسول پاک ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ بھی ہے کہ تعظیم قبلہ کرو۔ اور پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ پیٹھ کرو اور نہ اسکی طرف منہ کرو۔

دوسری حدیث میں ہے کہ منہ مشرق کی طرف کرو یا مغرب کی طرف کرو۔ جبکہ مغرب میں تو قبلہ ہے۔ تو یہاں بظاہر دونوں حکم متضاد آ گئے۔ لیکن مجتہد فقیہ کہے گا یہ اپوزٹ نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ بھی تو دیکھو کہ (شرقوا او غرّبوا) سرکار ﷺ نے کہا کن کو تھا؟

رسول اکرم ﷺ اُس وقت مدینہ شریف میں بیٹھے تھے۔ سائل اسکے بارے میں پوچھ رہا تھا تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا نہ شمال کی طرف کرو نہ جنوب کی طرف کرو بلکہ اپنا منہ یا تو مشرق کی طرف کرو یا مغرب کی طرف کرو کیوں؟ اس لیے کہ نہ مشرق میں قبلہ ہے۔ نہ مغرب میں قبلہ ہے اسکی عظمت مجتہد بتائے گا کہ لفظ نہ دیکھو بلکہ اصل میں علت دیکھو اس میں علت ہے تعظیم قبلہ تو وہ مدینہ شریف میں تب ہو گی جب مغرب میں منہ کرو گے۔ اور پاکستان میں تب ہو گی جب تم مغرب میں منہ نہیں کرو گے۔

تو اس سے پتہ چلا کہ اس انداز میں احادیث کو سمجھا جا سکتا ہے۔ پھر جا کر دین کی صبح کی روشنی نصیب ہوتی ہے۔

ننگے سر رہنا غیر مقلدین کا شعار

آج آپ دیکھتے ہیں کہ یہ نام نہاد روشن خیالی ہے۔ کہ ننگے سر رہنا اور پھر اسکی

Marfat.com

عادتیں ان لوگوں نے ڈالی ہیں۔ ہمارے اسلاف تو پگڑیوں کا اور ٹوپیوں کا اہتمام کرتے رہے۔ لیکن انہوں نے نماز کے اندر بھی اتروادیں۔ تو لوگوں نے کہا کہ جب نماز میں ضروری نہیں تو باہر کیسے ضروری ہوگا۔ آسانی کا کوئی بندہ بھی چہرہ دکھا دے تو دوسرے بندے اس پر عمل کرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔ آسانی تو خود ایک مذہب ہے۔ اسمیں کسی کا کوئی کمال نہیں ہے وہ یہ کہے کہ میں نے فتویٰ دیا تھا کہ داڑھیاں منڈا دو تو لوگوں نے منڈادی ہیں۔ وہ تو پہلے ہی منڈاتے ہیں۔ کوئی کہے کہ یہ میری کیسٹ ہے کہ داڑھی ایک مشت نہیں اتنی ہونی چاہیے تو لوگوں نے رکھ لی ہے۔ وہ تو لوگ پہلے ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ لوگ آسانی تلاش کرتے ہیں۔

وہابی اپنے امام کے فتوی کی زد میں

فتاویٰ ثنائیہ میں ان کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے۔ یہ بعض کا جو شیوہ ہے۔ کہ گھر سے ٹوپی یا پگڑی سر پر رکھ کر آئے ہیں اور ٹوپی یا پگڑی قصداً اتار کے ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنا شعار بنا رکھا ہے اور پھر اسکو سنت کہتے ہیں بالکل غلط ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ۱/۵۲۲)

یعنی سر سے کپڑا اتار کے رکھنا اور اٹنشن ہو کر اکڑ کے نماز ادا کرنا بالکل غلط ہے۔ پھر آگے یہ کہا۔ "ایسے ہی برہنہ سر کو بلاوجہ شعار بنانا بھی خلاف سنت ہے" تو خلاف سنت بے وقوفی ہی ہوتی ہے۔ فتاویٰ ثنائیہ میں یہ فتوی ثابت کر رہا ہے جو عام گلیوں بازاروں میں ننگے سر پھرنا بھی صحیح نہیں۔ نماز میں تو بہت زیادہ اہتمام ہونا چاہیے۔

عوام بیچارے تو مجبور ہیں پس انھیں چاہیے تھا کہ ان کو مزید پابند کیا جاتا غیر

Marfat.com

مقلدیت نے اتنی فکری آوارہ گردی پیدا کر دی۔ آج لوگ نہ نماز کی پابندی سمجھتے ہیں۔ چھلانگ لگا کر یہاں اور چھلانگ لگا کر وہاں کبھی دائیں جمپ اور کبھی بائیں جمپ۔ کبھی نیچے خارش اور کبھی اوپر خارش۔

وہ نماز جس میں نماز پڑھتے ہوئے لگتا تھا کہ کوئی ستون کھڑا ہے۔ اب ستون نہیں بلکہ ہر وقت حرکت کرنے والا لگتا ہے کہ کبھی ادھر جا رہا ہے اور کبھی ادھر جا رہا ہے۔ یہ دین میں سوچیں کس نے پیدا کی ہیں۔ یہ غیر مقلدیت کا فتنہ ہے۔ انکے گھر میں بھی کل تک یہ بات تھی۔ اب اگر نہیں مانیں گے تو اسکو بھی نہیں مانیں گے۔ وہ کہیں گے کہ یہ ایک مولوی نے کہا ہے یہ کوئی حدیث تو نہیں ہے۔ حالانکہ وہ حدیث کی بات کر رہا ہے۔ اسواسطے کہ ان کا دین دس سال کے بعد بدل جاتا ہے نئے آجاتے ہیں پہلوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔

مبارک ہو حق پرستو! تمہیں آج بھی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا نام آجائے سر تسلیم خم کر لیتے ہو یہ ہے حق اور حقانیت۔ اسواسطے تجھے عافیت ہے اور سلامتی ہے روز روز دین بدلنا نہیں پڑے گا۔ روز روز نئے ڈیڑھ اینٹ امام کے پیچھے چلنا نہیں پڑے گا۔ اُس امام کے پیچھے چلے ہو حضرت داتا علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی جس کے پیچھے چلتے ہیں۔ حضرت خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی جسکے پیچھے چلتے ہیں جنکی دربار رسالت سے قبولیت ہے۔ کبھی بھی اس ریل کو اپنے کانٹے بدلنے نہیں پڑیں گے۔

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

Marfat.com

غیر مقلدین کا تقلید کے بغیر گزارہ نہیں

آخری بات یہ ہے کہ تقلید اور رائے کے بغیر ان لوگوں کا گذارہ نہیں۔

فتاویٰ ثنائیہ میں ثناء اللہ امرتسری سے ایک سوال پوچھا گیا

السوال: جو لوگ تعویذ وغیرہ لکھ کر باندھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں ؟

اسکا جواب وہی لکھا گیا جو ہمارا مذہب ہے۔ آج کے غیر مقلدین اس کو تسلیم نہیں کرتے وہ تو لکھنے کو شرک اور حرام کہتے ہیں۔ مگر یہ بدلنے والے لوگوں کی باتیں ہیں۔ ہماری باتیں بدلتی نہیں ہیں۔ شریعت کے تقاضوں کے مطابق جو صورتحال ہو وہی رہتی ہے۔

الجواب: "تعویذ کا مضمون اگر قرآن و حدیث کے مطابق ہو یعنی مشرکیہ نہ ہو تو بعض صلحاء بچوں کے گلے میں ڈالنا جائز کہتے ہیں"۔ (فتاویٰ ثنائیہ ۲/۶۸)

میرے موضوع کی بات یہ ہے۔ کہ یہ تعویذ گلے میں ڈالنا کیوں جائز ہے اس فتویٰ کے مفتی نے کیوں جائز کہا۔ اس پر کوئی آیت لکھی یا کوئی حدیث پیش کی اس پر کیا دلیل دی؟ دلیل یہ ہے جو ہمارے گھر کی ہے۔ جو ہماری فقہ کی ہے جو ہمارے عقیدے کی ہے۔

وہ جو میں نے صالحین کے اقوال پیش کیے دلیل وہ ہے۔ پوچھا کیوں جائز ہے؟ تو جواب دیا کہ بعض صلحاء نے جائز کہا ہے۔ آیت پڑھو صلحاء کا نام کیوں لیتے ہو۔ حدیث پیش کرو فقہاء کا نام کیون لیتے ہو۔ تمہارا تو دعویٰ ہے کہ کتاب و سنت، اب وہ دعویٰ کہاں گیا۔ اس سے پتہ چلا اس فکر کے بغیر گزارہ کسی کا بھی نہیں۔

مبارک ہو تم کو تم جو مانتے ہو اندر رکھتے ہو وہی ظاہر کرتے ہو وہی بتاتے ہو۔ کسی کے اندر کچھ باہر کچھ، ظاہر کچھ، باطن کچھ، فتویٰ کچھ عمل کچھ، لیکن اہل حق تم سب کچھ۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے یہ شان اہلسنت وجماعت کو دی ہے۔

ادارہ صراط مستقیم کا مشن

ہمارا مقصد اندھیروں میں روشنی کرنا ہے۔ ہمارا کسی سے مربع پلاٹ کا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ یہ کوئی ذہن سے بات نکال دے ہمارے سینے میں صرف یہ ہے کہ چاند کی طرف منہ کر کے لوگ تھوکتے کیوں ہیں۔ ہمارے سینے میں یہ ہے کہ اندھیروں والے اس اندھیرے میں رہتے کیوں ہیں۔ اُن کے پاس روشنی ہونی چاہیے۔

ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ جہاں جہاں خزائیں ہیں وہاں خزائیں کیوں ہیں وہاں پر بھی بہار آنی چاہیے اسی تحریک کو ادارہ صراط مستقیم کہا جاتا ہے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر
8

ختم نبوت اور قادیانی کفر

Marfat.com

اَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ يَا مُجِيْبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِى الْفَضَائِلِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِىْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
مَوْلَاىَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور سرور کائنات، فخر موجودات، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے دربار عالیشان میں ھدیہ درود و سلام عرض کرنے کے بعد

وارثان منبر ومحراب نہایت ہی معزز ومحتشم حضرات وخواتین

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام فہم دین کورس کے سولہویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

"ختم نبوت اور قادیانی کفر"

میری دعا ہے کہ رب ذوالجلال ہمیں قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور اس کے ابلاغ وتبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام کے اساسی عقائد اور بنیادی معتقدات میں یہ بات شامل ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا ہے اور کسی لحاظ سے نبی کی کوئی قسم روا نہیں ہے۔ نہ ظلی، نہ بروزی، نہ تشریعی اور نہ غیر تشریعی کسی معنی میں بھی نبی نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ کو زمانے کے لحاظ سے آخری نبی بنایا ہے اور آپ پر نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ آپ کے بعد جو شخص اعلان نبوت کرے گا وہ کذاب ہوگا اور جو اس کو مانے گا وہ بھی کذاب ہوگا، وہ مرتدین ہونگے ان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔

Marfat.com

ختم نبوت کا بیان قرآن سے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی وصف کو قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۃ الاحزاب میں ارشاد فرماتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

(پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۴۰)

حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

ختم نبوت میں دین کی بقا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت آپ ﷺ کی منفرد شان وعظمت ہے اور ختم نبوت پر ہی ہمارے دین کی بقا کا مدار ہے۔ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو پھر روزانہ یہ احتمال ہوتا کہ اگر کوئی نبی آ جائے تو ہمارا دین منسوخ ہو جائے۔ ہماری کتاب منسوخ ہو جائے اور جو کچھ ہم کرتے ہیں یہ کالعدم ہو جائے اور جو کچھ ہمارے پاس موجود ہے شاید اس کو تبدیل کر دیا جائے لیکن ختم نبوت نے ہمارے لئے اس بات کو ہمیشہ کیلئے پکا کر دیا کہ جو کچھ مل چکا ہے اسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کیلئے یقین ہمیشہ کیلئے پختہ ہو گیا۔ اور دین ہمیشہ کیلئے مستحکم ہو گیا اور انسانیت پر بہت بڑا احسان قرار پایا۔ کہ اب انسانوں کا وہ امتحان نہیں ہو گا جو پہلے ہوتا رہا۔ یعنی ایک نبی کے چلے جانے اور دوسرے کے آ

Marfat.com

جانے سے لوگوں کا امتحان ہوتا کہ اب ان کو اپنا نبی تسلیم کرو۔ تو جو انکو اپنا نبی مان لیتا تھا وہ کامیاب ہو جاتا اور جو انکار کر دیتا تھا اور پہلے ہی دین پر رہنے کی کوشش کرتا تھا تو وہ ناکام ہو جاتا تھا اور اس کو کذاب قرار دے دیا جاتا تھا۔

مگر یہ ہمارے آقا علیہ السلام کی ختم نبوت کا ہم پر کرم ہے کہ جب سے سرکار ﷺ تشریف لائے ہیں۔ نہ کوئی اور کلمہ آ سکتا ہے نہ ہی کسی اور کلمے کا کہہ سکتا ہے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ہمیشہ کیلئے آ گیا ہے۔ لہٰذا انسانیت کو ایک بڑے امتحان سے نجات مل گئی ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت ایک مہربانی ہے۔ جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے انسانیت کو عطا فرما دی ہے۔ اسی واسطے ہم الوہیت و رسالت کا اقرار کلمے کی صورت میں کرتے ہیں۔ ''لا اله الا الله محمد رسول الله'' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

آئین میں مسلمان کی تعریف

مسلمان کی تعریف آئین میں یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آئین پاکستان میں قادیانیت کی نفی کرنے کیلئے اس قید کا اضافہ ضروری سمجھا گیا۔ کہ یقین کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا جائے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محض نبی یا رسول نہیں سمجھتے بلکہ آپ کو اللہ کا آخری نبی مانتے ہیں۔ آپ کو آخری رسول مانتے ہے۔

Marfat.com

آئین پاکستان میں جو مسلمان کی تعریف لکھی گئی تھی یہ سب کچھ قائد اہلسنت کی کوششوں سے ہوا ہے اس میں قائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالی کا بھرپور کردار تھا۔

اس قادیانیت کے فتنے کے برپا ہو جانے کے بعد اس حقیقت کا اظہار ضروری تھا۔ اور پھر آئین میں یہ بھی لکھا گیا کہ پاکستان کے نہایت اہم مناصب پر ایسے عقیدہ والا انسان نہیں آسکے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانتا ہو اور ختم نبوت پر اسکا یقین نہ ہو۔ اس سلسلے میں ختم نبوت کا کسی سے حلف لیا جائے یا ایمان کا اظہار کروایا جائے تو اس میں ختم نبوت کا تذکرہ موجود ہو اسی کا ذکر حدیث شریف میں بھی موجود ہے۔ مسلمان کی تعریف حقیقت میں حدیث شریف سے ماخوذ ہے۔

مسلمان کی تعریف اور حدیث رسول ﷺ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ کے والد حارثہ اور انکے خاندان کے کچھ لوگ مکہ شریف میں کعبۃ اللہ کے پاس آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ کعبۃ اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی موجود تھے۔ تو حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے والد اور اپنے خاندان کے لوگوں کو پہچان لیا۔ لیکن ان کو اٹھ کر نہ ملے

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ

رسول اکرم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا۔

Marfat.com

مَنْ هٰؤُلَآءِ یَا زَیْدُ

اے زید یہ کون لوگ ہیں۔

فَقَالَ زَیْدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ هٰذَا اَبِیْ وَ هٰذَا عَمِّیْ وَ هٰذَا اَخِیْ وَهٰؤُلَآءِ عَشِیْرَتِیْ

تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک میرے ابا جی ہیں اور ایک میرے چچا جی ہیں اور ایک میرا بھائی ہے اور باقی میرے خاندان کے لوگ ہیں۔

اس وقت حضرت زید رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھ چکے تھے اور آپکے خاندان والے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈ رہے تھے جو کہ انہیں مل گئے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ ان کو اٹھ کر نہیں ملے۔

اِجْلَالاً لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجلال کی وجہ سے

کہ سرکار ﷺ کے پاس جب میں بیٹھا ہوں تو پھر باقی لوگوں کو ملنے کی ضرورت کیا تھی۔

تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

قُمْ فَسَلِّمْ عَلَیْهِمْ یَا زَیْدُ

اے زید اٹھو اور انہیں سلام کہو۔

یہ احکام ابتدائی زمانے کے تھے لیکن بعد میں غیر مسلم کو سلام کرنے سے منع کر دیا گیا۔

جب رسول اکرم ﷺ نے اجازت دی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ اٹھ کر چلے گئے اور وہ اپنے باپ چچا، بھائی اور رشتہ داروں سے ملے۔ جس وقت ملاقات ہوگئی تو

Marfat.com

انہوں نے کہا کہ اے زید ہم تمہیں ڈھونڈ رہے تھے اور ہم تمہیں واپس لے جانے کیلئے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا۔

اِمْضِ مَعَنَا يَا زَيْدُ

اے زید اب ہمارے ساتھ چلو۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا انداز

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا۔

مَا اُرِيْدُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَدَلاً وَ لَا غَيْرَهٗ

میں اپنے آقا علیہ السلام کو چھوڑ کے تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔

مَا اُرِيْدُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَدَلاً

مجھے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ کسی اور کی شفقت کی ضرورت نہیں ہے۔

جو پیار میرے ساتھ میرے محبوب علیہ السلام کرتے ہیں ایسا پیار میرے ساتھ کوئی نہیں کر سکتا۔ میں اس کے بدلے میں اور کوئی پیار لینا بھی نہیں چاہتا اور مجھے محبوب علیہ السلام کا فراق، جدائی اور دوری برداشت نہیں ہے۔ گھر جا کر مجھے وہ چین و سکون میسر نہیں ہو سکتا جو چین و سکون مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں حاصل ہے۔ اس لئے کہ

تم مل گئے تو دولت کونین مل گئی
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دہلیز پر نہایت ہی امن و سکون کے ساتھ

Marfat.com

زندگی بسر کر رہے تھے۔ لہٰذا اپنے والد، چچا، بھائی سے کہہ دیا کہ میں کبھی بھی سرکار علیہ السلام کو چھوڑ کے واپس نہیں جاؤں گا۔ اب وہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔

کہنے لگے۔

يَا مُحَمَّدُ اِنَّ مُعْطُوْكَ بِهٰذَا الْغُلَامِ دِيَّاتٌ

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بچے کے بدلے میں جتنے پیسے مانگو ہم سے مانگو ہم تمہیں دیں گے آپ اس کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیں۔

کلمہ اسلام ہر شی ء سے زیادہ قیمتی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم زید رضی اللہ عنہ کے پیسے نہیں لیں گے۔ ہم صرف ایک تقاضا کرتے ہیں۔

اَنْ تَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ خَاتَمُ اَنْبِيَائِهٖ وَرُسُلِهٖ

(المستدرک للحاکم باب ذکر مناقب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ج۳ ص ۲۲۵)

تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کے انبیاء و رسل کا خاتم ہوں میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پیسے نہیں لینا چاہتا میں صرف تم سے یہ کہتا ہوں کہ تم یہ گواہی دو کہ اللہ ایک ہے اور میں اس کا آخری نبی ہوں۔

مومن کے لیے ایمان کا ماڈل

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد میں پیدا ہونے والے حالات کے مطابق اپنی طرف سے جو ایمان کا ماڈل دیا کہ تم کب مومن بنو گے۔ جب تم اللہ کو

Marfat.com

وحدہ لاشریک مانو اور مجھے اللہ تعالیٰ کا آخری نبی مانو۔اور بعد میں جو جھوٹے مدعیانِ نبوت آنے والے تھے اس کے لحاظ سے جو ضرورت تھی اس کے لحاظ سے یہ وضاحت کردی کہ میں اللہ کا آخری نبی ہوں۔

جس وقت کوئی فتنہ نہ ہو تو پھر بندہ کلمہ شریف پڑھتا ہے لیکن جس وقت فتنہ پیدا ہو چکا ہو تو پھر اس کے اظہار کی ضرورت پڑتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا رسول اور آخری نبی ماننے والے ہیں۔تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نگاہ نبوت سے جو فتنے دیکھے تھے اس کے پیش نظر خود اپنی طرف سے اس موقع پر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ورثاء سے بات کرتے ہوئے فرمایا۔

کہ تم گواہی دو کہ اللہ ہی معبود برحق ہے اور میں اسکا آخری نبی ہوں۔

وَاِنِّیْ خَاتَمُ اَنْبِیَاءِہٖ وَرُسُلِہٖ

اور میں اللہ کے نبیوں کا بھی خاتم ہوں اور اس کے رسولوں کا بھی خاتم ہوں۔

یعنی (وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ) جو قرآن مجید میں آیا ہے اس کی مکمل وضاحت کردی کیونکہ رسول تب بنتا ہے جب پہلے نبی ہو تو آپ ﷺ کے فرمان کا مطلب ہے کہ جس وقت آخری نبی میں ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا تو پھر رسول کیسے آ سکتا ہے۔اس واسطے آپ نے فرمایا کہ تم گواہی دو کہ میں اللہ تعالیٰ کا آخری نبی اور آخری رسول ہوں میرے بعد نہ کوئی نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی رسول آ سکتا ہے۔

Marfat.com

اکابرین اہلسنت کا روشن کردار

(قادیانی غیر مسلم)

ہمارے اکابر نے پاکستان میں تحریک چلائی تو 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ میں قادیانیت کے خلاف قرارداد پیش ہوئی اور دنیا کی یہ واحد پارلیمنٹ تھی کہ جس نے ختم نبوت کے مسئلہ پر اتنا بڑا اقدام کیا۔ اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ہوئے پاکستان کی پارلیمنٹ کو تاریخ میں وہ اعزاز ملا جو صرف ایک پارلیمنٹ کا حصہ ہے۔

اس کی اصل یہ حدیث شریف ہے اور مسلمان کی تعریف میں جو اضافہ کیا گیا کہ میں اللہ تعالیٰ کو ایک مانتا ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول اور آخری نبی ماننے والا ہوں۔

خاندان زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمتیں

جس وقت رسول اکرم ﷺ نے زید کے والد کو دعوت اسلام دی تو زید رضی اللہ عنہ کے اباجی حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھ لیا۔

وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو لینے آئے تھے خود بھی در رسول ﷺ کے اسیر بن گئے اور پھر یہ وہ خاندان ہے کہ بعد میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہ سے اتنا پیار تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کو اپنے کپڑے سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا منہ صاف کرتے دیکھا۔ یعنی لوگ

Marfat.com

غلاموں کے بیٹوں سے پیار نہیں کرتے وہ زید رضی اللہ عنہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ گئے ہیں ان کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو چھوٹی عمر میں لشکر کا قائد بھی بنا دیا اور پھر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا ذکر جس وقت صحابہ کرام کرتے تھے تو کہتے تھے۔

اُسَامَةُ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

(صحیح مسلم کتاب الحدود باب قَطْعِ السَّارِقِ الشَّرِيفِ وَغَيْرِهِ وَالنَّهْيِ عَنِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُوْدِ ج ۲ ص ۶۴ قدیمی کتب خانہ کراچی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب اسامہ رضی اللہ عنہ

تو یہ عظمتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در سے ان کو ملی ہیں۔

کفر قادیانیت

قادیانیت کے کفر وارتداد پر قرآن مجید واحادیث سینکڑوں نصوص ولیل ہیں۔ چونکہ ان لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک جھوٹے انسان کی تصدیق کی اور اس کو بحیثیت نبی تسلیم کیا۔ جس کی وجہ سے اگر وہ پہلے ایماندار تھے تو پھر وہ مرتدین میں شمار ہو گئے اور اگر وہ مومن نہیں تھے یہودی یا عیسائی سے قادیانی بنے تو پھر بھی وہ کفر میں رہے۔

قرآن مجید کی اتنی آیات کا حکم بالکل اٹل حقیقت ہے لہٰذا آج کوئی شخص قادیانیوں کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔ جس کو شک ہو کہ ہو سکتا ہے وہ بھی مومن ہوں تو وہ خود اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ ایک مومن تب مومن رہ سکتا ہے کہ کافروں کو کافر سمجھے اور مومنوں کو مومن مانے اور قادیانیوں کو اسلام سے خارج ماننا اسلام کی شرط ہے۔ یہ شرط جہاں پائی جائے گی وہاں پر دین موجود رہے گا۔

Marfat.com

اس مقام پر کچھ لوگ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ قادیانی نے تو مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا، کوئی کہتے ہیں اس نے مصلح ہونے کا دعویٰ کیا تھا، کوئی کہتے ہیں اس نے ملہم ہونے کا دعویٰ کیا تھا، کوئی کہتے ہیں کہ اس نے ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، یہ سارے خرافات ہیں ان کی وضاحت کرنا مقصود ہے۔

قادیانی نے بتدریج دعویٰ کیا۔

یعنی بتدریج اس نے اپنے آپ کو مصلح، ملہم، مجدد کا دعویٰ کیا اور پھر آخر میں اس نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ لہٰذا اس کے بارے میں کسی غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے۔ اس کیلئے اس نے ایک پوری ٹیم رکھی ہوئی تھی اور دین میں تحریف کر کے پلاننگ اور سازش سے نبوت کا جھوٹا راستہ گھڑنے کی کوشش کی اور ختم نبوت کے معنی میں تبدیلی کی کوشش کرتا رہا اور اسے کچھ حواریوں کی حمایت حاصل تھی۔ جس کی وجہ سے اس نے اپنے اوپر برطانیہ کی وحی نازل کراونے کی کوشش کی اور ایک جھوٹے نبی کے انداز میں سامنے آیا۔

قادیانیوں کی شرارتوں سے پردہ اٹھتا ہے

اس کی کتب سے چند حوالہ جات پیش کرتے ہوئے قادیانیت کی شرارتوں کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔

(حقیقت الوحی) یہ مرزا قادیانی کی کتاب ہے۔

اس کی صفحہ نمبر ۲۷، ۲۸ پر اور ۹۶، ۹۷ پر لکھا ہے۔

اور احمدی کتاب جس کا نام ازالہ اوہام ہے اس کے علاوہ اخبار الفضل اور دیگر کتب میں لکھا ہے۔

Marfat.com

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ ''وہ خاتم الانبیاء ہے''

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہتا ہے کہ ہم بھی مانتے ہیں کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر اس کا معنی کیا ہے۔

قادیانی کے نزدیک ختم نبوت کا من گھڑت معنی

قادیانی کہتا ہے کہ ''وہ خاتم الانبیاء ہے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الھیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہو گا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لیے امتی ہونا لازمی ہے''

(حقیقۃ الوحی ص ۲۷، ۲۸ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

یعنی اللہ سے کلام اور اللہ سے گفتگو کا دروازہ قیامت تک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں بند نہیں ہو گا اور خاتم النبیین کا مطلب قادیانی کے نزدیک یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ میں فیض کی مہر ہے۔ آپ کی طرف سے قیامت تک لوگوں کو فیض ملے گا اور فیض سے مراد کیا ہے؟ نبوت کا فیض،

قادیانی کہتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مہر نبوت ہے جس کو لگا دیں وہ ہی نبی بن جاتا ہے۔ یہ سرکار علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کا معنی ہے۔

قادیانی کہنے لگا بجز اس کے کوئی نبی صاحب ختم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے۔

Marfat.com

امت مسلمہ کا عقیدہ

ہمارا مذہب یہ ہے کہ سرکار ﷺ کی مہربانی ہو جائے تو سرکار ﷺ کی غلامی بہت بڑا منصب ہے۔ سرکار ﷺ کی غلامی کی سند مل جائے اور سرکار ﷺ غلامی پر مہر لگا دیں کہ تم میرے غلام ہو تو یہ ایک امتی کی شان ہے۔

قادیانی کہتا ہے کہ وہ مہر والے نبی ہیں اور جس کو لگا دیں تو اس کو بھی نبی بنا دیتے ہیں۔

اس کے بعد لکھتا ہے۔

"ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کیلئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی سے ملے"

رسول اللہ ﷺ کا متبع رب کا محبوب

ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کا پیروکار بنتا ہے آپ کا پکا امتی ہوتا ہے اور اللہ کا سچا بندہ ہوتا ہے یعنی آپ کی پیروی سے بڑا مرتبہ ملتا ہے کون سا؟

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۱)

اے محبوب آپ ان لوگوں سے کہہ دیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو تم میری پیروی کرو رب تمہیں محبوب بنا لے گا۔

یہ قرآن میں پیروی کرنے کا صلہ ہے کہ جس وقت پیروی کریں گے تو پھر ملے گا کیا؟ کہ اللہ تعالیٰ اسکو اپنا محبوب بنا لے گا۔

قادیانی کا گمراہ کن عقیدہ

جبکہ یہ قادیانی کہتا تھا کہ جو ان کی پیروی کرے گا تو وہ ان کی پیروی کی وجہ سے

Marfat.com

نبی بن جائیگا۔ یعنی اس نے آپ کی پیروی کو نبوت کا ذریعہ بنالیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں ایک شخص کیلئے ممکن ہے کہ وہ نبی بن جائے۔

پھر قادیانی کہتا ہے کہ

جو امتی نہ ہو اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ یعنی جو سرکار علیہ السلام کا امتی نہیں ہے اس پر تو وحی نہیں آئے گی اور جو امتی ہے اس پر معاذ اللہ وحی آئے گی تو اس نے ہر امتی ہونے کو نبی ہونا قرار دیا۔ ہر امتی جو پیروکار ہو گا اس پر وحی کا دروازہ کھلے گا۔ تو معاذ اللہ اس نے اپنے نبی ہونے کا ہی اعلان نہیں کیا بلکہ اس نے تو کروڑوں لوگوں کے نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔

یعنی خاتم الانبیاء کا معنی آخری نبی ہونا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہے مہر والا نبی۔ تو جس وقت آپکی مہر لگتی ہے تو پھر بندے پہ وحی آجاتی ہے اور نبوت مل جاتی ہے۔

یہ جھوٹا انسان قرآن مجید سے اپنا جھوٹ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس نے خاتم الانبیاء کا مطلب بیان کیا۔

قادیانی کہتا ہے ''لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپکی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے''

تو یہ بگڑا ہوا عقیدہ تھا جو اس نے بیان کیا۔

﴿قادیانی کی دین سے غداری﴾

تو یہ اس شخص کی مکاری اور دین کے ساتھ غداری تھی۔ اس نے یہ ظاہر کر کے میں ختم نبوت کا خود حامی ہوں یہ کہہ کر اس نے (معاذ اللہ) ختم نبوت کے کارواں کو لوٹنا چاہا۔

Marfat.com

قادیانی کہتا ہے کہ

نبوت آنحضرت پر ختم ہوگئی مگر ظلی نبوت (جس کے معنی ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا ہے) قیامت تک باقی ہے۔ معاذ اللہ

قادیانی کہتا ہے

قرآن مجید میں جو خاتم النبیین آیا ہے یہ مستقل نبوت کا اختتام تھا۔ مستقل نبوت ختم ہوگئی مگر ظلی نبوت باقی ہے یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سہارے نبی بنانا یہ سلسلہ قیامت تک باقی رہے گا۔ یعنی قادیانی جھوٹا اپنے لئے تو جھوٹی نبوت ثابت کر ہی رہا تھا اور ساتھ قیامت تک کیلئے نبوت کا دروازہ بھی کھول رہا تھا۔

تو قادیانی نے نبوت کی دو قسمیں بنا دیں ایک مستقل نبوت اور دوسری ظلی نبوت اس کے بقول قرآن میں جس نبوت کا ذکر ہے وہ مستقل نبوت کا ذکر ہے۔ مگر ظل یعنی آپ کا سایہ آپ کے ذریعے سے وحی پانے والا اور فیض محمدی سے وحی پانا قیامت تک باقی رہے گا۔

قادیانی اور تحذیر الناس

میں نے قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی سے ایک اقتباس پیش کیا کہ اس نے کس طرح خاتم النبیین کے معنی میں خیانت کی۔

مگر سوچنے کی بات ہے کہ اس خیانت کا دروازہ کس نے کھولا؟

قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس میں ہے۔

سو (۲) عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا

Marfat.com

زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر (۳) اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

(تحذیر الناس ص ۳ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارنپور)

حاشیہ میں کہتا ہے کہ

(۲) یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فقط اس معنی خاتم النبیین ہیں کہ آپ سب سے آخری ہیں یعنی یہ عوام کا خیال ہے جس میں حضور ﷺ کی فضیلت کما حقہ کا اظہار نہیں ہوتا ہے۔

(۳) عوام کے اس خیال کے مطابق یعنی محض تقدم وتاخر زمانی سے آنحضرت ﷺ کیلئے بالذات کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے حالانکہ منطوق قرآن بیان فضیلت کامل کے لیے ہے۔ لہذا خاتم النبیین کے ایسے معنی لینے چاہییں کہ جس سے پوری طور پر کامل ومکمل فضیلت محمدی ﷺ ثابت ہو۔

(حاشیہ تحذیر الناس ص ۳ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارنپور)

پھر کہتا ہے کہ

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص ۲۵ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارنپور)

یعنی اگر کوئی شخص آج یہ اعلان کردے کہ میں نبی ہوں مگر میں اصلی نبی نہیں ہوں تو پھر خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اور کہا خاتم بمعنی آخری نبی نہیں ہے بلکہ خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت ہے۔

یہ بات کرکے اور قسمیں بتا کے قادیانیت کیلئے دروازہ کھولا گیا۔

Marfat.com

تو پھر قادیانی نے یہی کیا اور اس نے ختم نبوت کی یہی قسمیں بتائیں کہ جو مستقل نبوت تھی وہ ختم ہو گئی اور میری نبوت ذاتی نہیں ہے بلکہ ظلی ہے۔

میری نبوت ان کے تابع ہے

میری نبوت ان کے سہارے ہے

میری نبوت انکی پیروی سے ہے

اور ان کے فیض سے مجھ پر وحی آتی ہے

لہٰذا نبوت کا دروازہ کھولنے والے بھی مجرم ہیں اور جو اس دروازے کے اندر آ گیا وہ بھی مجرم ہے اور پھر ان دونوں عبارتوں کو ملا کے دیکھنا چاہیے کہ تحذیر الناس اور حقیقت الوحی کی آپس میں متابقت کتنی ہے۔

توسب سے پہلے جس نے بگاڑ پیدا کیا وہ قاسم نانوتوی ہے۔ جس خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال کہا۔

حالانکہ اس امت کا اتفاق ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لیکر آج کے مومن تک کہ رسول اکرم ﷺ آخری نبی ہیں اور جو یہ کہے کہ زمانے کے لحاظ سے آخری نبی ہونا کوئی فضلیت نہیں اسے اپنی عقل کا علاج کرانا چاہیے۔ آخری نبی ہونا ہی تو بہت بڑی فضلیت ہے۔

آخری نبی ہونا کتنی بڑی شان

اس واسطے کہ انبیاء علیہم السلام آتے رہے مگر نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ انہوں نے اپنے حصے کا پڑھایا اور وہ چلے گئے پھر نئے آ گئے۔ انہوں نے اپنے حصے کا پڑھایا

Marfat.com

وہ چلے گئے جو بھی نبی آیا وہ یہ اعلان نہ کرسکا کہ انسانیت کو جو چاہیے میں دے کے جارہا ہوں۔ بلکہ وہ تو اعلان کرتے رہے۔

وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗ اَحْمَدُ

(پارہ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۶)

اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے

تو اس انداز میں پہلے جتنے بھی آئے عظیم تھے اپنا کام انہوں نے پورا کیا۔ مگر یہ اعلان نہ کر سکے کہ جو کچھ قیامت تک چاہیے میں وہ دے کے جارہا ہوں۔ یہ فضیلت آخری نبی کے حصے میں آئی۔ ختم نبوت اتنی بڑی شان ہے کہ جس پھول کے بعد اور کسی پھول کی گنجائش ہی باقی نہ رہے جس آفتاب کے بعد کسی آفتاب کی گنجائش ہی باقی نہ رہے جس چاند کے چمک جانے کے بعد پھر کسی دیئے کی ضرورت ہی نہ پڑے اس واسطے بریلی کے تاجدار امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالی نے اس مفہوم کو یوں بیان کیا۔

نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

پہلے صحن چمن میں پھول کھلنے کی جگہ بچی ہوئی تھی۔ کیونکہ کوئی ایسا پھول نہیں تھا جس نے سارا صحن بھر دیا ہو۔ اپنی اپنی جگہ کھلتے رہے خوشبو دیتے رہے۔ مگر صحن چمن میں جگہ بچی رہی اور بارہ ربیع الاول کی فجر کو آخری پھول کھلا تو ہمیشہ کیلئے جگہ پر ہوگئی۔ کسی کے کھلنے کی جگہ باقی نہ رہی۔ اب اگر کوئی آئے گا تو وہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کا کانٹا تو ہوسکتا ہے لیکن گلشن نبوت کا گلاب نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

نبی آخرالزماں ﷺ کا ہر شیءکو انتظار

تو یہ شان آخری نبی ہونے کی ہے، آخری نبی وہ ہیں
کہ جن کے بعد نہ کسی کی ضرورت ہے نہ کسی کی حاجت ہے
نہ کسی کو کوئی تکتا ہے نہ کسی کا کوئی انتظار کرتا ہے
یہ وہ ذات تھی
جس کا انتظار رات نے بھی کیا، دن نے بھی کیا،
جس کا انتظار زمین نے بھی کیا، آسمان نے بھی کیا،
جس کا انتظار حور نے بھی کیا، غلمان نے بھی کیا،
جس کا انتظار شمس وقمر نے بھی کیا، شام وسحر نے بھی کیا،
جس کا انتظار برگ وشجر نے بھی کیا، فضا کے جگنو نے بھی کیا،
سمندر کی مچھلی نے بھی کیا، صحرا کے مور نے بھی کیا،
عرش کے میناروں نے بھی کیا، دنیا کی بہاروں نے بھی کیا،

لہٰذا یہ ذات تھی جن کا انتظار ہو رہا تھا۔ بارہویں کی شب نے اس ذات کے سارے انتظار ختم کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی بنایا۔ آخری کا معنی زمانے کے لحاظ سے آخری ہے یعنی جب آپ آ گئے تو اب نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔

کسی کو اب نبی نہیں بنایا جا سکتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ کر آپ ﷺ کے ہی دین کو آگے بڑھائیں گے۔ وہ

Marfat.com

بحیثیت نبی نہیں آئیں گے، تو ہمیشہ کیلئے رب ذوالجلال نے رسول اکرم ﷺ کو بھیج کر نبوت کا دروازہ بند فرما دیا۔

ہمارے اسلاف نے ختم نبوت کا کتنا خوبصورت معنی کیا۔

لیکن قادیانی کہتا تھا کہ ختم نبوت کا معنی ہے (مہر والے نبی) یعنی جس پہ نبوت کی مہر لگائیں وہ نبی بن جائے یہ دین کے اندر غلو ہے۔

لیکن حق پرستو تمہیں مبارک ہو۔ ہم نے غلو کا مقابلہ کیا اور ہم نے تنقیص کا بھی مقابلہ کیا۔ جس نے نقص اور عیب کی بات کی اس کا بھی منہ بند کیا اور جس نے غلو کیا اس کا بھی منہ بند کیا

ہم نے کہا جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں وہ بہت افضل ہیں، بہت اعلیٰ ہیں، بہت بڑی شان کے مالک ہیں۔ ہم قیامت تک سوچیں پھر بھی طائرِ فکر ان کی بلندی تک نہیں پہنچ سکے گا۔ قیامت تک لکھیں پھر بھی شان کا حق ادا نہیں ہوگا۔ قیامت تک لکھتے جائیں سمندروں کی سیاہیاں ختم ہو جائیں۔ ان کی فضیلتوں کے باب ختم نہیں ہوں گے مگر وہ ایسے نہیں ہیں کہ مہر لگائیں اور نبی بنا دیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کی خلاف ورزی کرنیوالے نہیں ہیں وہ ایسے محبوب ﷺ ہیں جن کو رب نے آخری نبی بنا دیا ہے۔

اکابرین اہلسنت کے نزدیک ختم نبوت کا معنی

ہمارے اسلاف نے اس کا معنی کتنا خوبصورت کیا۔

خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے یہ اتفاقی معنی ہے، اجماعی معنی ہے اور ساری امت کے نزدیک یہی معنی ہے اس معنی کے اندر آخری دور میں یہاں تحذیر الناس

Marfat.com

میں تبدیلی کی گئی اور پھر یہ حقیقت الوحی اور اس کی عبارات کے اندر یہ تبدیلی کی گئی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عشق اور ختم نبوت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (اشعة اللمعات) میں ارشاد فرماتے ہیں۔

خاتم کا معنی ہے (مَا یُخْتَمُ بِهٖ) جس کے ساتھ مہر لگائی جاتی ہے۔اس کا معنی کیا بنے گا۔

گفته اند و معنی خاتم النبین آنست که رب العزت نبوت همه انبیاء را جمع کرد در دل مصطفی صلی الله علیه و آله وسلم را معدن او کرد تا هیچ دشمن بموضع نبوت را نیافت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت میرے نبی علیہ السلام کے سینے میں رکھ کر اوپر سے مہر لگا دی۔

رب العزت نبوت همه انبیاء را جمع کرد در دل مصطفی صلی الله علیه و آله وسلم را معدن او کرد

سب کی نبوت کیلئے سرکار ﷺ کے دل کو معدن بنایا۔تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت تو سرکار ﷺ کے سینے میں رکھ کر اوپر سے مہر لگا دی۔

مہر کا ایک معنی سیل بند کرنا۔تو یہ وہ مہر ہے جو سیل بند کرنے والی ہے۔جس وقت سرکار ﷺ کی مہر لگ گئی تو نبوت سیل بند ہو گئی۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اور یہ سب کا اجماعی عقیدہ ہے۔کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو سرکار علیہ السلام کے دل میں رکھ کر اوپر سے رب نے سیل کر دیا ہے۔

Marfat.com

اس کی وجہ کیا تھی۔

تاہیچ دشمن بموضع نبوت را نیافت

تا کہ نبوت کے خزانے کو کوئی لوٹ نہ سکے۔کوئی چوری نہ کر سکے۔

نبوت کو کوئی لوٹ نہ سکے "نہ ہوائے نفس اور نہ وسوسہ شیطان" نہ تو وہاں پر نفس کی خواہش پہنچے اور نہ وہاں تک شیطان کا وسوسہ پہنچے۔

نبوت وہاں رکھو جہاں شیطان کا بس نہیں چلتا۔نبوت وہاں رکھو جہاں وسوسہ نہیں چلتا۔تو وہ میرے محبوب علیہ السلام کا دل ہے۔جو سب سے محفوظ مقام ہے۔نہ شیطان کی رسائی ہے۔ نہ وسوسہ کی رسائی ہے۔تو رب ذوالجلال نے ساری نبوتیں وہاں اکٹھی کر کے اوپر سے مہر لگا کے سیل بند کر دیا

اور فرمایا کہ ہم نے نبوت کو محبوب کے سینے میں محفوظ کر دیا ہے

قادیانی کے شر کا جو سلسلہ ہے اس کا دوسرا بیان اسی کتاب اور اس کے حاشیہ میں اس طرح لکھا ہے۔

خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہربانی نے کتنا بڑا کام کیا۔اس کا معنی یہ ہے کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آ گیا کہ جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے۔اور خدا کی مُہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا۔کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے وہ نبی ہے۔معاذ اللہ

(حقیقۃ الوحی ص ۹۶ طبع احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

قادیانی کی گمراہی میں تدریجاً ترقی

یہ ہے وہ ترقی کہ مجدد کا لفظ بھی اپنے بارے میں استعمال کیا ملہم کا لفظ بھی استعمال کیا پھر ظلی کا لفظ بھی استعمال کیا اب چلتے چلتے نبی کا لفظ بھی استعمال کر دیا۔

Marfat.com

حقیقت الوحی میں لکھتا ہے کہ

آپ کے امتی میں دو شانیں ہیں۔ معاذ اللہ وہ ایک لحاظ سے امتی ہے اور دوسرے لحاظ سے وہ نبی ہے۔

اس طرح کا مخنث جس کو قادیانی نے خود نامزد کر دیا کہتا ہے کہ ایک لحاظ سے امتی ہوں اور ایک لحاظ سے نبی ہوں۔

یہ راہیں اس قادیانی نے اختراع کیں کہ لوگ کچھ برداشت کرتے جائیں کبھی کہوں گا مجدد ہوں تو برداشت کر لیں گے اور مصلح کہوں گا تو برداشت کر لیں گے۔ پھر جا کر کہہ دوں گا کہ میں نبی ہوں۔ پھر اس نے بالآخر اپنے آپ کو نبی کہہ بھی دیا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی نسبت اس انداز میں اٹیچ کر رہا ہے اور جواز یہ پیش کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فیلنگ ہے۔ اب اس وقت زمانہ بڑا فاسد ہو چکا ہے تو ایک مصلح کی ضرورت ہے تو وہ مصلح میں ہوں۔

من وجہ امتی ہوں اور من وجہ ''معاذ اللہ'' نبی بن کے آ گیا ہوں۔

لہٰذا کوئی شخص اس پروپیگنڈہ کا شکار نہ ہو۔ اگر قادیانی کہیں کہ ہمارے نے تو نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا تھا وہ تو مجدد اور مصلح تھا۔ تم نے نبوت کا دعویٰ خواہ مخواہ اس کے گلے میں ڈال دیا۔ تو یہ حقیقت الوحی اس کی کتاب ہے جس سے یہ عبارت میں پیش کر رہا ہوں۔

اس نے باقاعدہ نبوت کا لفظ نبی بول کر یہ اعلان کر دیا کہ

حضرت محمد مصطفی ﷺ کا تو میں امتی ہوں۔ مگر بعد والوں کیلئے مجھے نبی بنا دیا گیا ہے۔ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ ''معاذ اللہ''

Marfat.com

''احمد کتاب'' جس کا مرتب میاں محمد سعید ہے۔ اس نے اس کتاب میں یہ لکھا کہ مجدد دین صرف تجدید دین کا کام کرتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے علاوہ تجدید دین کے تکمیل دین بھی کی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام سے بھی بڑھا کے نبی بنا دیا۔ کہ پہلے تو مجدد بنایا اور پھر یہ کہا کہ ہمارا مرزا صرف مجدد نہیں ہے۔

﴿مجدد کا معنی ومفہوم﴾

مجدد کا معنی یہ ہے کہ جو دین کی تجدید کرے۔ تجدید کا مطلب یہ نہیں کہ وہ نیا دین بنائیں جبکہ تجدید کا معنی یہ ہے کہ دین سے وہ باتیں جنکی ملاوٹ کی گئی ہے ان کو دور کر کے اصلی دین پیش کیا جائے یہ مجدد ہوتا ہے۔

لیکن قادیانی کا حواری کہتا ہے کہ ہم نے قادیانی کو محض مجدد نہیں مانا۔ مرزا قادیانی نے صرف تجدید دین نہیں کی بلکہ تکمیل دین بھی کی ہے۔ استغفر اللہ۔

میرے محبوب علیہ السلام تو دین مکمل کر کے گئے تھے یہ پیچھے سے کون مکمل کرنے آیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (پارہ ۶ سورۃ المائدۃ آیت ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا

یہ ہمارے آقا علیہ السلام کا امتیاز ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی پر یہ آیت نہیں اتری اور انہیں یہ نہیں کہا گیا کہ تم کہہ دو کہ آج ہم نے دین کو مکمل کر دیا۔ اور آج ہم نے نعمت کی انتہا کر دی۔

بڑا نبی ہونے کا دعویٰ

سرکار ﷺ کہیں اور قرآن کہے کہ ہم نے دین کو مکمل کر دیا۔

یہ کہیں کہ قادیانی مکمل کرنے آیا ہے۔ تو معاذ اللہ اس قادیانی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا اور اس کا اقرار کر لیا۔

جبکہ مطلقاً نبوت کا اعلان جس کیلئے پہلے جواز ثابت کیا پھر آہستہ آہستہ الہام، ظل، تجدید، اصلاح اور پھر من وجہ نبی بننے کا دعویٰ کر دیا اور پھر معاذ اللہ نبیوں کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا مرتبہ لینے کی کوشش کی گئی۔ تو یہ سارا سلسلہ گمراہی کا سلسلہ ہے، کفر کا سلسلہ ہے۔

یہ تمام کا تمام A تا Z قادیانیت کا انداز ہے۔ سب کا سب ناری اور جہنمی انداز ہے۔ میرے محبوب علیہ السلام کے ہوتے ہوئے نہ تو کوئی تشریعی نبی ہے، نہ غیر تشریعی ہے، نہ کوئی ظلی ہے، نہ کوئی اصلی ہے، نہ کوئی حقیقی ہے اور نہ کوئی غیر حقیقی ہے۔ کسی لحاظ سے کوئی نبی نبوت کا اعلان نہیں کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آخری نبوت رسول اکرم ﷺ کو عطا فرما دی۔ جس کے ساتھ ہی ہمیشہ کیلئے نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

مسیح موعود کا لقب چھیننے کی کوشش

اخبار فضل قادیان جلد نمبر ۲۹، ص: ۱۲۲، (۳۰) تیس مئی ۱۹۴۱ء میں جو

Marfat.com

خرافات ہیں وہ یہ ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قادیان کے مقام کو جو عزت و رفعت بخشی ہے۔ وہ کسی توضیح وتشریح کی محتاج نہیں ہے۔ یعنی مسیح موعود کی وجہ سے قادیان کی زمین کو عزت بخشی ہے (معاذ اللہ)

اس لعین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لقب ''مسیح موعود'' کو چھیننے کی کوشش کی اور اس نے باقاعدہ اپنی نظموں میں یہ شعر لکھے اپنی کتاب ''درثمین'' میں وہ لکھتا ہے۔

باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا ہے
میرا بستان کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(درثمین ص:۵۲)

﴿قادیانی کی کتابیں کفریات کا مجموعہ﴾

اس نے جو اپنی کتابوں میں کفریات ذکر کی ہیں ان سب کا ذکر مقصود نہیں ہے جس میں اس نے اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیں اور انبیاء و رسل کو گالیاں دیں۔

صدیق و شہید کو گالیاں دیں، ہر امت کو گالیاں دی ہیں۔ اس کی ساری کتابیں جھوٹ کا پلندہ ہیں۔

ہماری بحث اس میں ختم نبوت کے لحاظ سے ہے۔ اس کی تحقیق کے لحاظ سے ہے جو اس نے خرابیاں کی ہیں۔ وہ تمہارے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

ان اشعار میں اس نے واضح کر دیا کہ

مسیح موعود کا لفظ ہر جگہ پر اپنے بارے میں بولتا ہے۔ تو پھر اس واسطے قادیانی

Marfat.com

اخبار نے لکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قادیان کے مقام کو جو عزت و رفعت بخشی ہے۔ وہ کسی توضیح وتشریح کی محتاج نہیں ہے۔ وہ مبارک اور مقدس بستی ہے۔ خدا تعالیٰ نے برکت دی ہے اور اسے اس زمانے کے رسول کا تخت گاہ قرار دیا ہے۔

قادیانی کے بارے میں (الفضل) نے یہ لکھا ہے۔

''اس زمانے کی نبوت کا تخت قادیان میں ہے'' (معاذ اللہ)

یہ وہ لفظ ہیں جس سے رسول اکرم ﷺ کے امتی کا سینہ چھلنی ہوتا ہے۔ مدینہ شریف کے ہوتے ہوئے اور کہاں نبوت کا تخت ہوسکتا ہے۔

سید عالم ﷺ جو مدینہ شریف میں جلوہ گر ہیں اور جس جگہ پر موجود ہیں اور جو آپ کی قبر مبارک کی خاک ہے۔ جس کے بارے میں امت کا اتفاق ہے کہ وہ مٹی جو بدن پاک کو لگی عرش سے بھی افضل ہوگئی۔ اس مدینہ کی عظمت کے ہوتے ہوئے کسی قادیان کا یوں ذکر کرنا اور یہ کہنا کہ اب وہ نبوت کے تخت کی جگہ ہے یہ ساری رسول اکرم ﷺ کی گستاخیاں ہیں۔ اور ایک امتی کیسے یہ برداشت کرسکتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے آپکی حیثیت کے خلاف باتیں کی جائیں۔

دور حاضر میں ایمان کا تقاضا

یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ ایسے گستاخوں اور ایسے خنزیروں سے اپنے آپ کو بچا کے رکھیں۔ نہ ان کیساتھ مشترکہ کاروبار ہو اور نہ ان کے ساتھ لین دین ہو نہ ان کے ساتھ کوئی دعا وسلام ہو اور نہ رشتہ داری ہو۔ نہ ان کے ساتھ کھانا پینا ہو۔ اس واسطے کہ جس وقت تم قادیانی سے ملوگے تو رسول اکرم ﷺ کو روضہ پاک میں تکلیف ہوگی۔

Marfat.com

کہ میری نبوت کے خلاف سازشیں کرنے والے اور میری نبوت کے خلاف جن لوگوں نے محاذ آرائی کی ہے اور جھوٹے دعوے کیے ہیں۔ میرا امتی ان سے جا کر ملتا ہے۔ میرا امتی ان سے باتیں کرتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کو ایک بار بھی جس نے دکھ پہنچایا تو اس پر عرش والے کا غضب آ سکتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اذیت قرار دیا ہے۔ حالانکہ رب کو تو کوئی تکلیف دے ہی نہیں سکتا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے

تو اذیت کے یہ طریقے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو مومن سمجھنا یا ان کے بارے میں نرم رویہ رکھنا۔ یا وہ جو ختم نبوت کے منکرین ہیں۔ ان کے ساتھ مل بیٹھ کر محبتوں کا اظہار کرنا یا کسی ملک کا ویزہ لینے کیلئے اپنے آپ کو قادیانی شو کرنا یہ ساری چیزیں بندے کو سرکار ﷺ کی امت سے خارج کر دیتی ہیں اس واسطے بڑی ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔

یہ قادیانی اور ختم نبوت کے منکر ہیں، دین کے بھی دشمن ہیں اور پاکستان کے بھی دشمن ہیں اور جنہوں نے باقاعدہ نقشے منظور کروا رکھے ہیں کہ یہ شکر گڑھ اور انڈیا کا علاقہ ملا کر اسرائیل جیسی ریاست بنائیں گے۔

Marfat.com

یہ نہ تو ملک کے مخلص، نہ ملت کے مخلص ہیں، نہ دین کے مخلص اور نہ دنیا کے مخلص ہیں یہ قادیانی ناسور ایک ایسا فتنہ ہے کہ جس کیلئے ہمیں ہر وقت بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔

ان دھماکوں کے پیچھے ان کا ہاتھ ہونا بعید نہیں اور یہ مختلف طریقوں سے امت میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور مسلمانوں کو لڑانے کے کئی ضوابط ان لوگوں کے گھڑے ہوئے ہیں۔

اس واسطے ہمیں اپنا فرض ادا کرتے وقت قادیانیت کے خلاف ہر محاذ پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

مسیلمہ کذاب کی سرکوبی

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ کی تو وہ جنگ ختم نبوت کا پہلا محاذ تھا۔ اور اسی جنگ یمامہ میں جو مسیلمہ کذاب کے خلاف ہوئی اس کے شہداء اگر جمع کیے جائیں تو رسول اکرم ﷺ کے غزوات کی مجموعی تعداد سے زیادہ تعداد بنتی ہے۔ بدر، احد، خندق، حنین سارے غزوات کے شہداء اکٹھے کر لو سب میں اتنے صحابہ کرام شہید نہیں ہوئے جتنے جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ہیں۔

تو جنگ یمامہ ختم نبوت والی جنگ تھی۔ چالیس ہزار مسیلمہ کذاب کے حواری تھے۔ اور ادھر رسول اکرم ﷺ کے غلام تھے اور انہوں نے جنگ لڑی ہے اور اس انداز میں کہ بالآخر اس جھوٹے کا سر اتارا ہے اور اس کے حواریوں کے سر اتارے ہیں۔ اور پھر یہ بتایا ہے کہ کل ہی نہیں آج بھی سینوں میں عشق مصطفی ﷺ موجود ہے۔

Marfat.com

ردقادنیت اور اہلسنت

اس کے بعد کچھ لوگوں نے ختم نبوت کے دو معنی کر کے اصلی اور غیر اصلی سے دروازے کھولے اور دوسری طرف ہمارے اسلاف تھے۔

حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

ان میں سب سے پہلے نمبر پر حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالی جنہوں نے متعدد کتابیں اس وقت مرزا کے رد میں لکھیں۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالی گولڑہ شریف والے جنہوں نے مسلسل تصانیف لکھیں اور مرزے کا بھر پور انداز میں مقابلہ کیا اور اس کو میدان مناظرہ اور اس کے علاوہ ہر لحاظ سے شکست فاش سے دوچار کیا۔

مولانا عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ

اور پھر جس وقت تحریک ختم نبوت کا سلسلہ چلتا رہا تو جس شخص نے موت کے پھندے کو چوما اور اپنا کردار پھر بھی ادا کیا وہ مولانا عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ تعالی ہیں جو تحریک ختم نبوت میں ان کو سزائے موت ہوئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو بچالیا۔

علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ

اور پھر اس پوری تحریک میں ایک نمایاں کردار علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالی کا بھی ہے۔ جنہوں نے ہزار ہا میل کا پارلیمنٹ کے باہر سفر کیا اور پھر پارلیمنٹ کے اندر ان لوگوں سے یہ کام کروایا جن کا بظاہر دین سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ ایک لبرل سوچ رکھنے والے وزیر اعظم سے کام وہ کروایا جو مفتیوں کی شوریٰ کا ہوتا

Marfat.com

ہے۔ پارلیمنٹ سے فتویٰ والا کام لے لیا۔

جس وقت بھٹو صاحب نے کہا تھا کہ ''نورانی'' کسی کو کافر کہنا یا مومن کہنا یہ مدرسے کی بات ہے مسجد کی بات ہے جبکہ یہ تو پارلیمنٹ ہے یہ بین الاقوامی ادارہ ہے۔ اس پر پھر بحث ہوگی کہ ایک ملک کی پارلیمنٹ دین کے بارے میں ایسا کام کر رہی ہے۔

تو امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بھٹو یہ ٹھیک ہے اور یہ تم سمجھتے ہو کہ کام دین کا ہے اور تم عیسائیوں کے ووٹ لے کر بھی وزیر اعظم بنے ہو اور تم مرزائیوں کے ووٹ لے کر بھی آئے ہو مگر تم مجھے ایک بات کا جواب دو۔

اگر آج کوئی شخص یہ کہے کہ اس ملک کا وزیر اعظم میں ہوں تو تم اس کو کیا کہو گے۔ میں تم سے حدیث یا آیت کے متعلق نہیں پوچھتا مجھے تم اس بات کا جواب دو۔

اگر کوئی شخص تمہاری کرسی وزارت پہ بیٹھے ہوئے یہ کہتا ہو کہ پاکستان کا وزیر اعظم میں ہوں تو تمہاری اس کے بارے میں کیا رائے ہوگی تو ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ میری رائے صرف یہ ہوگی کہ میں کہوں گا دو ہی صورتیں ہیں یا تو وہ بندہ پاگل ہے یا وہ میرا غدار ہے اور باغی ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

میری وزارت کے ہوتے ہوئے اپنی وزارت عظمیٰ کا اعلان کرے یا تو وہ پاگل ہے یا وہ باغی ہے تو مولانا نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے بھٹو تیری کرسی چھوٹی سی ہے اور میرے محبوب کی کرسی مقام محمود والی ہے۔

اگر تیری چھوٹی سی کرسی کے مقابلے میں کوئی کرسی رکھ لے اور کہے کہ میں وزیر اعظم ہوں تو اس وقت تو یہ فتویٰ دیتا ہے کہ وہ پاگل ہے یا باغی ہے۔

تو میرے رب نے جو کرسی میرے نبی علیہ السلام کو دی ہے اس کے مقابلے میں قادیانی کرسی رکھے تو میں کہوں گا بھٹو بول یہ باغی ہے یا پاگل ہے۔

Marfat.com

اس طرح عقلی طور پر ایسے شخص کو قائل کر لیا اور اس کو مجبوراً کہنا پڑا کہ ٹھیک ہے جب میں اپنے بارے میں یہ کہتا ہوں تو میں اس قادیانی کے بارے میں کہوں گا کہ وہ یا تو پاگل ہے یا باغی ہے۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا تاریخ ساز دن

تو حضرت امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی تو ہم نے تم سے کہلوانا تھا اور یہی فتویٰ ہے۔ اس پر دستخط کرتے ہیں۔ اور پھر وہ سردار بلوچ جو کہتے تھے کہ دین ہم نے سونگھا ہوا ہے ویسے ہمیں پتہ کوئی نہیں۔

حضرت امام شاہ احمد نورانی علیہ الرحمتہ نے ان سے بھی فتویٰ لیا انہیں بھی قائل کیا۔

ساری رات یحییٰ بختیار جیسے لوگوں کو قائل کر کے بالآخر سات ستمبر 1974ء کا وہ دن آیا جب پاکستان کی پارلیمنٹ نے تاریخی فیصلہ صادر کر کے پوری دنیا پر پاکستان کا نام روشن کر دیا۔

لیکن اس کے باوجود بھی ان لوگوں کی سازشیں بدستور جاری ہیں ہر جگہ گھس کر شرارتیں کر رہے ہیں اس واسطے ہمیں حساس رہنے کی ضرورت ہے ایک یہ دین ہمارا ہے، شعبہ ہمارا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کی وجہ سے ہم پر قرض ہے۔ اور پھر ہمارے اسلاف کی اتنی کاوشیں ہیں تو اس میں ہمیں بھرپور کردار ادا کرتے رہنے کی ضرورت ہے تاکہ کوئی غدار یا باغی ہمارے محبوب علیہ السلام کی گستاخی نہ کر پائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا جھنڈا گھر گھر میں ہر طرف لہرا دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ختم نبوت کا مبلغ بنائے آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر 9

شہداء زندہ ہیں

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام عَلٰی اَفْضَلِ الْاَنْبِيَاءِ

وَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰی آلِه وَ صَحْبِه اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ

بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

صَدَقَ اللّٰه الْعَظِيْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَ عَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربار گوہر بار میں ہدیہ درود و سلام عرض کرنے کے بعد

وارثان منبر و محراب ارباب فکر و دانش

نہایت ہی معزز و محتشم حضرات و خواتین

رب ذوالجلال کے فضل اور اس کی توفیق سے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام فہم دین کورس میں آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے

"شہداء زندہ ہیں"

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کا فہم عطا فرمائے۔ اس کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنے قرب کے جو مقامات عطا کیے ہیں۔ ان مقامات میں سے ایک بہت بڑا مقام (مقام شہادت) ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ مقام اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اس سے بڑا مقام شہادت کا مرتبہ کیا ہو سکتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے

لَوَدِدْتُ اَنِّی اُقْتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ

مجھے یہ بات بڑی پسند ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو جاؤں۔

ثُمَّ اُحْیَا

Marfat.com

پھر مجھے دنیاوی زندگی دے دی جائے۔

ثُمَّ أُقْتَل

پھر مجھے شہید کر دیا جائے۔

ثُمَّ أُحْيَا

پھر مجھے زندہ کیا جائے۔

ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ

(صحیح بخاری کتاب الجهاد و السیر باب تمنی الشهادة)

پھر مجھے شہید کر دیا جائے پھر مجھے دنیاوی زندگی دی جائے اور پھر راہ حق میں مجھے شہید کر دیا جائے۔

چار مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے راہ حق میں شہادت کی تمنا فرما کے قیامت تک کیلئے اپنے عاشقوں کو شہادت کا گرویدہ بنا دیا۔

شہداء کی زندگی شعور سے بالاتر

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ

جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید کئے جائیں انکو تم مردہ نہ کہو۔

بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

(پارہ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۴)

بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں ہے۔

Marfat.com

یعنی ان کی زندگی تمہارے شعور میں نہیں آسکتی ہے۔ تمہارے شعور سے بلند و بالا ہے۔ ایک ہوتا ہے علم اور ایک ہوتا ہے شعور۔ علم انسان میں ہوتا ہے اور شعور حیوانوں میں بھی ہوتا ہے یعنی شعور کا مطلب ہے محسوس کرنا۔ بھینس میں علم تو نہیں آتا لیکن شعور اس میں بھی آتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ شہداء کی زندگی کا علم آنا تو بڑی دور کی بات ہے۔ تمہیں اس کا شعور تک بھی نہیں ہوسکتا۔ اور تمہارے شعور کے ترازو پہ اس کو تولا نہیں جا سکتا۔ لیکن جس کی سمجھ تمہیں نہ آئے اس کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔

بلکہ اسے ماننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام پر مرنے والوں کو ہمیشہ کی زندگی عطا فرمائی ہے۔ یہاں پر تو شہداء کے مردہ ہونے کے بارے میں قول کرنے سے منع کیا گیا۔

شہداء کو مردہ گمان بھی نہ کرو

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹)

وہ لوگ جن کو اللہ کے راستے میں شہید کیا گیا ان کو مردہ خیال بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔

قرآن مجید کی ان آیات میں شہداء کی عظمت کو اجاگر کیا گیا اور بعد از شہادت ان کی زندگی کا تذکرہ فرمایا۔ ایک انسان جس کے پاس جان کی دولت تھی راہ حق میں دین کی سربلندی کیلئے اس نے وہ تحفہ رب کے دربار میں پیش کیا اور کوئی احسان کرتے ہوئے نہیں بلکہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہ

Marfat.com

تجھے وہ شاخ سے توڑیں زہے نصیب تیرے
کہ تڑپتے رہ گئے گلزار میں رقیب تیرے

کہ رب نے میری جان کو قبول کیا ہے۔ مجھے پسند کر لیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو نواز تا ہے۔

شہید کہنے کی وجوہات

ویسے تو قرآن مجید میں (قُتِلُوْا) کے الفاظ ہیں کہ جن کو اللہ کے راستے میں قتل کیا جائے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ جس کو شہید کیا جائے۔ اس واسطے کہ جس کو اللہ کے راستے میں قتل کیا جاتا ہے۔ اسے گواہی کا منصب ملتا ہے۔ شہادت کہتے ہیں گواہی دینے کو۔ ایک ہے کہ ہم صبح وشام کہتے ہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

یہ ہماری گواہی ہے اور اس میں بڑا اجر وثواب ہے۔

پہلی وجہ

پہلی وجہ ہے کہ شہید کی گردن پر جب دشمن کا وار ہوتا ہے تو اس کی آنکھوں میں رب کا دیدار ہوتا ہے۔ تو وہ رب کو دیکھ کر کہہ رہا ہوتا ہے وہ گواہ بن چکا ہے۔ اس کی اس گواہی کی وجہ سے پھر اس کو شہید کہا جاتا ہے کہ وہ گواہی دینے والا ہے۔

دوسری وجہ

دوسری وجہ یہ ہے کہ جب وہ شہید ہوتا ہے تو اسے اپنا ثواب نظر آ رہا ہوتا ہے اور وہ اس کا بھی گواہ ہوتا ہے اس واسطے اس کو شہید کہا جاتا ہے

Marfat.com

﴿تیسری وجہ﴾

تیسری وجہ یہ ہے کہ جب وہ شہید ہوتا ہے تو جو جنت میں اسے مقام ملنا ہوتا ہے وہ اس کو بھی دیکھ رہا ہوتا ہے اور اس کا بھی گواہ ہوتا ہے اس وجہ سے اس کو شہید کہتے ہیں

﴿چوتھی وجہ﴾

چوتھی وجہ یہ ہے کہ شہید ہوتے وقت اس کے بدن پر جو خون ہوتا ہے، وہ اس پر گواہ ہوتا ہے کہ اس کو رب ذوالجلال کے دربار میں قبول کر لیا گیا ہے۔ اس واسطے اس کو شہید کہتے ہیں۔

ان وجوہات کی وجہ سے اللہ کے راستے میں قتل کیے جانے والے افراد کو شہید کہا جاتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے منصب شہادت عطا فرمایا ہے۔

ہمارا آج کا موضوع صرف شہداء کی زندگی کے لحاظ سے ہے ان کے فضائل کا صرف ایک پہلو موضوع سخن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حیات دے دیتا ہے۔

اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

بَلْ اَحْيَآءٌ

بلکہ وہ زندہ ہیں

اس سے مراد روحانی زندگی نہیں ہے۔ اگر محض روحانی زندگی ہوتی تو وہ ہر بندے کی روح زندہ ہے۔ یہاں تک کہ کفار کی روح کا بھی بدن کے ساتھ تعلق ہوتا ہے تبھی تو عذاب کا انہیں احساس ہوتا ہے۔ ورنہ قبر میں عذاب کس چیز کو دیا جاتا ہے۔ تو اس واسطے بعد از وصال روح تو سب کی زندہ ہے۔

Marfat.com

شہداء کو (بَلْ اَحْیَاءٌ) کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ایسی زندگی کا اعلان کیا کہ جس روح کا تعلق بدن سے برقرار ہوتا ہے اور پھر کیسے کہ روح اللہ کے دربار میں بھی ہو اور قبر میں بدن کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

یہ ہے کہ جس کا تمہیں شعور نہیں ہے۔ تم عقل کے ترازو پہ اس کو تول نہیں سکتے۔

چونکہ ارواح شہداء کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

شہداء کی روحوں کے رکوع وسجدے

بعض یہ کہتے ہیں

لِاَنَّ اَرْوَاحَهُمْ تَرْكَعُ وَ تَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ

شہدوں کی روحیں عرش کے نیچے رکوع اور سجدے کرتی ہیں

شہداء کی روحیں پرندوں کے جوف میں

بعض نے کہا ہے کہ

اِنَّ اَرْوَاحَهُمْ فِیْ جَوْفِ طَيْرٍ

شہیدوں کی ارواح کو سبز پرندوں کے جوف میں ڈال دیا جاتا ہے۔

وہ جنت میں پرندے اڑتے پھرتے ہیں۔ یا عرش کے نیچے ان کو لٹکا دیا جاتا ہے۔ یہ ساری باتیں صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ روح کو ایسی حیثیت دے دیتا ہے۔ روح ادھر اللہ کے دربار میں حاضر بھی ہے اور ادھر شہید کے بدن کے ساتھ بعد از وصال قبر میں ایک تعلق ہے۔ جس کی وجہ سے اپنے اپنے درجے کے مطابق اللہ

Marfat.com

تعالیٰ ان کے اجسام کو قوتیں عطا فرماتا ہے اور اجساد بھی قبروں میں محفوظ رہتے ہیں۔ جسم تو جسم رہے ان کے کفن بھی میلے نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ ان کو حیات کی ایسی تابندگی دیتا ہے کہ جس کو عقل کی ترازو پہ تولا نہیں جاسکتا۔

شہداء زندہ ہیں چند حوالہ جات

لہذا اس کے بارے میں چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں کہ شہداء کی وہ زندگی جس کا تعلق ان کے بدن کے ساتھ ہے اور دوسرے لوگوں سے امتیاز کرتے ہوئے ان لوگوں کو مزید برزخی شانیں عطا فرمائی ہیں

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ کی بعد از وصال زندگی

اس سلسلہ میں بخاری شریف میں حدیث شریف موجود ہے۔

جنگ احد سے ایک رات قبل حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے ابا جان حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اُحد والی رات مجھے اپنے پاس بلا لیا۔

لَمَّا حَضَرَ أُحُدٌ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ

میدان احد میں صبح لڑائی ہونی تھی تو رات کو میرے ابا جی نے مجھے بلالیا۔

فَقَالَ مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مجھے یہ یقین ہو چکا ہے کہ کل میں نے شہید ہو جانا ہے اور وہ شہادت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سب سے پہلے مجھے ملے گی۔

لوگ ہمارے محبوب علیہ السلام کے علم کے بارے میں شک کرتے رہے اور اب بھی شک کرتے ہیں کہ کل کا پتہ کسی کو نہیں چلتا۔

Marfat.com

جب کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کل کی خبر دے رہے ہیں اور ڈبل خبر دے رہے ہیں کہ کل مجھے شہادت ملے گی اور وہ بھی دوسرے یا چوتھے نمبر پر نہیں بلکہ سب سے پہلے مجھے شہادت ملے گی۔ کل جس وقت احد میں شہادتوں کا گلشن سجے گا تو پہلی شہادت میری ہوگی۔

یہ رات کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے سے بات کر رہے ہیں۔ کہنے لگے میرے بیٹے سن لو

وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میرے نزدیک میرے بعد محبوب علیہ السلام کے علاوہ سب سے پیارے اور سب سے زیادہ عزیز تم ہو۔

یعنی اس اہم وقت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم رکھا کہ اے میرے بیٹے تم مجھے بڑے پیارے ہو مگر تجھ سے زیادہ پیار مجھے میرے محبوب علیہ السلام کے ساتھ ہے۔ جن کیلئے کل جان دوں گا۔ تو میں تجھے پیچھے چھوڑ کے جا رہا ہوں۔

فَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ

مجھ پر قرض ہے وہ تم نے اتارنا ہے

وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا

اور میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ اپنی بہنوں سے اچھا سلوک کرنا

یہ صحابہ کرام کی سنت ہے کہ آخری وقت بالخصوص بیٹوں کو بیٹیوں کے بارے میں وصیت کی جائے۔ چونکہ ان کی کافی بہنیں تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے

Marfat.com

کو یہ وصیت کی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت جنگ شروع ہوئی۔

فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ

پھر جس وقت ہم نے صبح کی تو سب سے پہلے جس نے شہادت کا پیالہ پیا وہ میرے ابا جی تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پڑھنے والوں کا علم دیکھو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ اس کو روایت کر رہے ہیں کہ جس وقت جنگ شروع ہوئی تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے ابا جی کو مقام شہادت عطا فرما دیا۔

یہ چیز بھی سچی ثابت ہوئی کہ مجھے شہادت ملے گی اور دوسری یہ کہ مجھے شہادت سب سے پہلے ملے گی۔ بات کسی شعر یا دیوان کی نہیں ہے۔ بات کتاب اللہ کے بعد سب سے اہم کتاب بخاری شریف کی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

وَدُفِنَ مَعَهُ آخَرُ فِي قَبْرٍ

میرے ابا جی کے ساتھ ایک اور صحابی کو بھی دفن کر دیا گیا

ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِي

روزانہ مجھے خیال آتا تھا کہ میرے ابا جی کی قبر جدا ہونی چاہیے۔ لہذا میرا دل خوش نہیں تھا

أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ الْآخَرِ

کہ میں قبر میں اپنے والد صاحب کو کسی اور کے ساتھ چھوڑوں۔

میں چاہتا تھا کہ ان کو جدا دفن کیا جائے۔

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پہلے مجھے خیال آتا رہا اور میں اپنے خیال کو روکتا رہا بالآخر جب چھ مہینے گزر گئے تو میں نے ارادہ کیا کہ اپنے ابا جی کی قبر کھودوں گا اور انہیں باہر نکال کے علیحدہ دفن کروں گا۔

فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ

چھ مہینے کے بعد میں نے جس وقت قبر کھولی اور اپنے ابا جی کو نکالا

فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ هُنَيَّةً

بالکل ویسے ہی تھے جیسے میں نے دفن کیا تھا۔

جس دن میں نے ان کو سپرد خاک کیا تھا اسی دن کی طرح مجھے وہ نظر آئے۔

غَيْرَ أُذُنِهِ

بس ان کے کان میں ایک چھوٹا سا نشان موجود تھا۔

باقی یوں تھے کہ ابھی دفن کیا ہے۔ یہ صحابی کی صحابی کے بارے میں گواہی ہے۔ ایک بیٹے کی باپ کے بارے میں گواہی ہے۔ جب انہوں نے چھ مہینے کے بعد اپنے والد کی قبر کو کھولا۔ تو ایسے لگتا تھا جیسے ابھی دفن کیا تھا اور ابھی قبر کھول لی ہے۔ تو یہ وہ تازگی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نام پہ شہید ہونے والوں کو بعد از شہادت بھی عطا فرما دیتا ہے۔

حضرت عمرو بن جموح اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(کی زندگیاں)

ایسے ہی حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب (موطا امام مالک) کے کتاب الجہاد میں ذکر کرتے ہیں کہ۔

Marfat.com

حضرت عمرو بن جموح اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما یہ دونوں انصاری صحابہ تھے یہ دونوں ہی احد کے شہداء میں سے تھے ان دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

وَكَانَ قَبْرُهُمَا مِمَّا يَلِي السَّيْلَ

جہاں ان کی قبر تھی سیلاب کا پانی وہاں سے گزرتا تھا۔

یعنی جب بارشیں ہوتیں تو وہ پانی کی گزرگاہ تھی۔ ان دونوں حضرات کی مشترکہ قبر کے پاس سے پانی گزرتا تھا۔ تو سیلاب کی وجہ سے ان حضرات کی قبریں خراب ہو گئیں۔ تو ان کی قبر کو کھودا گیا۔ تاکہ ان کی جگہ تبدیل کی جائے۔

چھیالیس سال بعد بھی جسم سلامت

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَكَانَ بَيْنَ أُحُدٍ وَبَيْنَ يَوْمَ حُفِرَ عَنْهُمَا سِتٌّ وَأَرْبَعُونَ سَنَةً

قبر میں دفن ہوئے ان کو چھیالیس سال گزر چکے تھے۔

یعنی چھیالیس سال کے بعد ان دونوں صحابہ کرام کی قبر کو کھولا گیا تو

فَوُجِدَا لَمْ يَتَغَيَّرَا

اس وقت دونوں کے بدن صحیح سلامت تھے

كَأَنَّهُمَا مَاتَا بِالْأَمْسِ

ایسے لگا کہ یہ حضرات کل فوت ہوئے ہیں۔

وَكَانَ أَحَدُهُمَا قَدْ جُرِحَ

ان میں سے ایک کو جنگ میں جو زخم لگے تھے۔

Marfat.com

فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جُرْحِهِ

تو انہوں نے اپنا ہاتھ زخم پہ رکھا تھا تو اسی طریقے سے ان کو دفن کر دیا گیا۔

دیکھنے والے کہتے ہیں کہ جہاں ان کا زخم تھا وہاں ان کا ہاتھ بھی رکھا ہوا تھا۔

فَدُفِنَ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَأُمِيطَتْ يَدُهُ عَنْ جُرْحِهِ

دفن کے وقت ہاتھ زخم پر تھا چھیالیس سال کے بعد جب نکالا تو ہاتھ وہیں تھا

فَأُمِيطَتْ يَدُهُ عَنْ جُرْحِهِ

پھر اس کے ہاتھ کو اس کے زخم سے ہٹایا گیا

ثُمَّ أُرْسِلَتْ فَرَجَعَتْ كَمَا كَانَتْ

(موطا امام مالک کتاب الجهاد بابباب الدَّفْنِ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ مِنْ ضَرُورَةٍ)

پھر جب چھوڑا گیا تو ہاتھ اس زخم پر لوٹ گیا جس طرح کہ پہلے تھا

یعنی جیسے پہلے رکھا ہوا تھا چھیالیس سال کے بعد قبریں تبدیل کرنے کی خاطر ان کو نکالا گیا اور ایک صحابی زخم نے ہاتھ پیچھے ہٹا کر چھوڑا تو انہوں نے پھر اپنا ہاتھ اس جگہ پر رکھ لیا۔

تو یہ وہ شہداء ہیں جن کی شہادت کا تعلق ابدان کے ساتھ بھی ہے۔

بدن ویسے تو ایک ہفتہ بھی نہیں نکالتے بلکہ اس سے پہلے اس تبدیلی آ جاتی ہے۔

لیکن یہ ان پاک لوگوں کی پاک قبریں ہیں کہ جن کے اندر اس انداز کا احساس ہے۔

ہاتھ اگر پیچھے ہٹایا گیا تو پھر ہاتھ اس جگہ پر پہنچ گیا۔

﴿قبر میں بھی جسمانی زندگی﴾

پھر اسی کو ابن مبارک نے اپنی کتاب (کتاب الجهاد) میں اور امام عبدالرزاق نے (مصنف عبدالرزاق) میں بھی ذکر کیا۔

Marfat.com

وہ کہتے ہیں کہ ان کو جب قبر سے نکالا جا رہا تھا۔

فَأَصَابَتِ الْمَسْحَاةُ رِجْلَ رَجُلٍ مِّنْهُمْ

تو اتفاقاً ان دونوں میں سے ایک کے قدم کو بیلچہ لگ گیا۔

فَانْفَطَرَتْ دَمًا

(مصنف عبد الرزاق کتاب الجهاد باب الصلوة على الشهيد ج ۵ ص ۲۷۷)

تو وہاں سے خون بہنا شروع ہو گیا۔

یعنی خون شہید کے قدم سے بہنا شروع ہو گیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ زمین بند ہے اور کئی سال گزر گئے ہیں لیکن پھر بھی حیات موجود ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ان کے بارے ارشاد فرماتا ہے

وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

اور لیکن تم شعور نہیں رکھتے

یعنی تمہیں ایسی حیات کا کیسے شعور ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نام پہ شہید ہونے والوں کو عطا فرماتا ہے۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پُر بہار زندگی

حضرت عبد الصمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

اَتَيْتُ قَبْرَ عَمِّيْ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

میں اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پہ آیا

وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو سید الشہداء ہیں، احد کے شہداء میں سے ہیں ان کا بہت بڑا مقام ہے۔ شہادت کے وقت انہیں کے تہبند کا کفن دیا گیا۔ وہ تہبند اتنا چھوٹا

Marfat.com

تھا کہ سر پہ ڈالتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور قدموں پر ڈالتے تھے تو سر ننگا ہو جاتا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے چچا کا سر ڈھانپ دو، قدموں پہ اِذْخر گھاس ڈال دو۔ اب بھی وہ اِذْخر گھاس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس فروخت ہوتی ہے اس سے دل کی بیماریوں کا علاج ہوتا ہے۔ حضرت عبدالصمد کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پہ پہنچا

وَقَدْ كَادَ السَّيْلُ يَكْشِفُهُ

کئی سال گزر چکے تھے قریب تھا کہ سیلاب آپ کی قبر کو ننگا کر دے۔

یعنی آپ کا بدن ظاہر ہو جائے۔ جب میں نے دیکھا تو میں نے خیال کیا کہ اگر یہیں قبر تیار کروں گا تو پھر دوبارہ سیلاب آ جائے گا۔

جس وقت میرے سامنے یہ صورتحال آئی تو میں نے کیا کیا۔

فَاسْتَخْرَجْتُهُ مِنْ قَبْرِهِ

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے قبر سے باہر نکالا

وَعَلَيْهِ النَّمِرَةُ الَّتِي كَفَّنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا

آپ پر وہ چادر موجود تھی جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفن دیا تھا

یعنی چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کا بدن تو بدن رہا وہ چادر بھی سلامت تھی جو انہوں نے وقت شہادت باندھی تھی۔

وَالْإِذْخِرَ عَلَى قَدَمَيْهِ

اور ابھی قدموں پر رکھی گئی گھاس بھی بالکل سلامت تھی۔

وہ چیزیں جو تباہ اور فنا ہو جاتی ہیں۔ شہیدوں کی قدموں کی برکت سے انہیں بھی

Marfat.com

بقا ملتی ہے۔ گھاس بھی سلامت ہے اور چادر بھی سلامت ہے،

راوی کہتے ہیں کہ جس وقت چچا جی کو میں نے اٹھایا

فَوَضَعْتُ رَاْسَہٗ فِیْ حُجْرِیْ

میں نے اپنی گود میں ان کا سر رکھا

فَاَمَرْتُ بِالْقَبْرِ

میں نے قبر کے بارے میں حکم دیا اس کا فیصلہ یہ کیا کہ پہلے وہ قبر اتنی گہری نہیں تھی اسی کو زیادہ گہرا کیا جائے تا کہ بعد میں سیلاب والی کوئی صورتحال ہو تو قبر مضبوط رہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اس قبر کو گہرا کیا گیا۔ پھر میں نے اور کفن بھی ساتھ پہنا دیئے اور قبر کھودنے کے بعد دوبارہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا۔

جب میں نے اپنے چچا کا سر اپنی گود میں رکھا تو مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ کسی زندہ انسان کا سر ہے یعنی جو ایک طبعی حرارات بندے میں موجود ہوتی ہے۔ وہ مجھے گود میں محسوس ہونے لگی۔

یہ اللہ تعالیٰ کے نام پہ شہید ہونے والے لوگ ہیں۔ اور یہ ان کی زندگی کا ایک انداز ہے سالہا سال گزر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پھر بھی ان کو اس طرح کی صفات عطا فرماتا ہے۔

حضرت جابر اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زندگیاں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے عہد میں شہید ہوئے تو ان کو اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکٹھا دفن کیا گیا۔

اس وقت مدائن میں ان کے مزارات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار

Marfat.com

کے ساتھ ہیں اور وہاں پر قریب ہی جامع مسجد ہے اور بہت بڑا جامعہ موجود ہے۔

مجھے بھی ان کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

عراق میں پچھلی صدی میں جب فیصل ثانی کا دور گزر رہا تھا تو حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ حاکم وقت کو خواب میں ملے اور کہا کہ ہماری قبروں تک دریا کا پانی پہنچ گیا ہے لہذا ہماری قبروں کو وہاں سے منتقل کیا جائے۔ حاکم وقت نے سمجھا کہ یہ خواب ہے اور خیال ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لہذا وہ دوسرے دن خواب میں ملے اور پھر تیسرے دن بھی خواب میں ملے تو بالآخر بادشاہ نے سوچا کہ دیکھنا تو چاہیے اس کا سبب کیا ہے ؟

اس وقت چونکہ جدید زمانہ تھا۔ زمین کے تحقیقاتی آلے موجود تھے جس سے پانی چیک کیا جاتا ہے کہ نمی کہاں تک ہے۔ تو جس وقت وہ آلات نصب کر کے چیک کیا گیا تو واقعی کفن تک پانی پہنچ چکا تھا لہذا انہیں پتہ چل گیا کہ خواب میں جو روزانہ آ کر ملتے ہیں تو صحیح ملتے ہیں۔

اس حاکم وقت کے حکم پر ان دونوں کی قبروں کو کھولا گیا اور بڑی بڑی سکرینیں نصب کی گئیں۔

پھر سکرینوں سے وہ منظر دکھایا گیا۔ جب ان دو صحابہ رضی اللہ تعالی عنہما کی قبریں کھولیں گئیں تو اس وقت ان کے بدن بالکل صحیح سلامت تھے۔

یعنی عراق میں وہ لوگ جو اس وقت موجود تھے وہ آج بھی گواہی دینے کو تیار ہیں۔ کہ اسی انداز میں ان دو صحابہ رضی اللہ تعالی عنہما کے چہرے روشن تھے، جب ان کو قبروں سے نکالا گیا تو ان کے اجساد بالکل صحیح سلامت تھے۔ کہا جاتا ہے پھر ان کی باقاعدہ فلم بندی بھی کی گئی پھر اس کے بعد ان کے مزارات کو منتقل کیا گیا۔

Marfat.com

اب عراق سے سو کلو میٹر کے فاصلہ پر مدائن شہر میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان صحابہ کرام کے مزارات ہیں۔ ان کے اجساد کا اتنی صدیوں کے بعد چمکنا قرآن مجید کی آیت کی تفسیر کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو زندگی عطا فرمائی ہے۔

حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نرالی زندگی

حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں نے خواب دیکھا اور خواب میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور کہا۔

اَنَّكُمْ قَدْ دَفَنْتُمُوْنِیْ فِیْ مَكَانٍ قَدْ آذَانِیْ فِیْهِ الْمَاءُ

تم نے مجھے وہاں دفن کیا ہے جہاں پانی مجھے اذیت اور تکلیف دے رہا ہے۔

یعنی حضرت طلحہ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو ملے اور کہا کہ تم نے مجھے وہاں دفن کیا ہے جہاں پانی آ کر تنگ کرتا ہے۔

حَوِّلُوْنِیْ مِنْهُ

مجھے کسی اور جگہ پہ دفن کرو۔

اس سے یہ پتہ چلا کہ سارے حوالہ جات جتنے میں نے پیش کیے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں صرف زندگی ہی نہیں بلکہ ان کو ادراک بھی ہوتا ہے اور احساس بھی ہوتا ہے اور ان کو پتہ بھی ہوتا ہے کہ ہم نے بات کرنی کس سے ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے قبر کو جا کر کھول لیا۔

حَوَّلُوْهُ

جب انہوں نے قبر منتقل کرنے کیلئے قبر کو کھولا۔

Marfat.com

فَاَخْرَجُوْهُ

تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو انہوں نے باہر نکالا تو کیا تھا۔

كَاَنَّهٗ سُلْفَةٌ لَمْ يَتَغَيَّرْ مِنْهُ شَيْءٌ اِلَّا شَعَرَاتٌ مِّنْ لِحْيَتِهٖ

ان کا جسم بالکل تروتازہ تھا جسم میں کوئی تبدیلی نہیں تھی بس داڑھی کے چند بالوں پر کوئی چیز لگی ہوئی تھی باقی پورا بدن تروتازہ تھا۔

تو یہ ہیں وہ شہید جن کو اللہ تعالیٰ قبر میں بھی زندگی عطا فرماتا ہے۔

شہداء کی برزخی زندگی کے بارے میں صحابہ کرام کی گواہیاں اور صحابہ کے فیصلے موجود ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اس دین میں جان دینے والوں کیلئے جو انعامات ہیں ان کی وضاحت سالہا سال گزر جانے کے باوجود ان کی روشن قبروں سے ہو رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعد از وصال بھی تابندگی عطا فرمائی گئی تھی۔

اسد الغابہ میں ہے کہ

ایک شخص نے حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا اور کہا کہ مجھے قبر سے منتقل کرو اس موقع پر گھر والوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فتویٰ پوچھا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ خواب میں آ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ میری جگہ بدلو تو کیا اب قبر اکھاڑی جا سکتی ہے، ان کو باہر نکالا جا سکتا ہے۔

تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ذات اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا مقام، اُس کے لحاظ سے اس جواب کو خاص سمجھنا چاہیے۔ یعنی آج کسی کے لئے مناسب نہیں کہ کوئی بندہ کسی کو خواب میں ملے اور کہے کہ میں قبر میں زندہ ہوں آؤ میری قبر اکھاڑو اور دوسری جگہ منتقل کر دو۔ لہذا آج کسی کے خواب میں ملنے کے بعد قبر کو اکھاڑنا جائز نہیں ہے۔

Marfat.com

یہ خاص لوگوں کے خاص احوال کے پیش نظر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ نے اجازت دے دی کہ ٹھیک ہے تم حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی قبر کو اکھاڑو اور انہیں دوسری جگہ منتقل کر دو۔

تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی قبر کو اکھاڑا گیا۔

وَنَظَرُوْا فَإِذَا شِقُّهُ الَّذِيْ يَلِي الْأَرْضَ قَدِ اخْضَرَّ مِنْ نَزِّ الْمَاءِ

جس وقت لوگوں نے دیکھا تو وہ حصہ جو زمین کے ساتھ لگا ہوا تھا اس تک پانی کا اثر پہنچ چکا تھا اور پانی کے اثرات بدن کے اس حصے پر نظر آ رہے تھے۔

لہٰذا وہاں سے جس وقت آپ کو باہر نکالا۔

فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى الْكَافُوْرِ فِيْ عَيْنَيْهِ

آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا نظر آ رہا تھا، آنکھوں میں کافور گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں۔

لَمْ يَتَغَيَّرْ عَقِيْصَتُهُ فَإِنَّهَا مَالَتْ عَنْ مَوْضِعِهَا

صرف سر کی چوٹی کے چند بال پراگندہ تھے۔ باقی پورا بدن صحیح سلامت تھا۔

ان کیلئے باقاعدہ ایک حویلی خریدی گئی اور پھر نئے سرے سے ان کی قبر وہاں بنائی گئی۔ یہ شہداء کی عظیم زندگی ہے کہ بعد از وصال ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی حیثیت دی جاتی ہے کہ جس کی بنیاد پر قبر میں تابندگی ہے، قبر میں زندگی ہے۔

سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا۔

میں قربان انہاں تھیں باہو

قبر جنہاں دی جیوے ہو

یہ قبروں کی زندگی کا عالم ہے۔ یہ کوئی قصہ نہیں، کہانی نہیں صحیح اسناد کے ساتھ پہنچنے والا وہ مضمون ہے جس میں اسلام کی شان و شوکت کو دوبالا کیا جا رہا تھا۔

Marfat.com

جس وقت حضرت ولید بن عبدالملک کا زمانہ تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ مدینہ شریف کے گورنر تھے۔ اور ولید بن عبدالملک اس وقت کا حاکم تھا۔

ایسے زمانہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور کی دیوار گر گئی۔

اَخَذُوْا فِیْ بِنَاءِ ہٖ

تو اس دیوار کو دوبارہ بنانا شروع کیا گیا۔

دیوار کی بنیاد مضبوط کرنے کیلئے اس دیوار کو کھودا گیا تاکہ نیچے سے دیوار کو مضبوط بنا کر اوپر اٹھایا جائے۔ جس وقت دیوار کھودی گئی۔

بَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ

تو ایک قدم ننگا ہو گیا۔

﴿روضہ پاک میں تین عظیم شخصیات کی ترتیب﴾

حجرہ مبارک میں تین عظیم شخصیات موجود ہیں، ان کی ترتیب اس طرح ہے کہ قبلہ والی جانب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے جلوہ گر ہیں پھر جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک ہے وہاں آپکی پشت کے پیچھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چہر مبارک ہے۔ پھر جہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ مبارک ہے وہاں تیسرے نمبر پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ہے۔ یعنی اس طرح حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں یہ شخصیات موجود ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خواب آیا تھا کہ میرے گھر میں تین چاند اترے ہیں تو اس کی تعبیر یہ تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دونوں یار یہ تین چاند وہاں پر موجود ہیں۔

Marfat.com

جس وقت روضہ شریف کی دیوار گری اور پھر جس وقت اس کی تعمیر کرنے کیلئے کچھ مٹی ہٹائی گئی۔ تو ایک قدم صحیح سلامت ظاہر ہو گیا۔

فَفَزِعُوْا

لوگ گھبرا گئے۔

وَظَنُّوْا قَدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

سب نے یہ گمان کیا کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم مبارک ہوگا۔

اور لوگ گھبرا گئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام میں خلل آ گیا ایسی صورتحال میں صحابہ کرام کو گھبراہٹ تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاکیزہ زندگی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بیٹے حضرت سالم رضی اللہ عنہ آئے اور قدم کی زیارت کی اور کہا کہ

اِنَّهَا قَدَمُ جَدِّهٖ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

یہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم نہیں ہے یہ میرے دادا جان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قدم کی شناخت ان کے پوتے حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے کی اور کہا کہ یہ تو میرے دادا جی کا قدم ہے۔

حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ

یہاں تک کہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے اور انہوں نے آکر دیکھا تو کہنے لگے

Marfat.com

لَا وَاللّٰهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ مَا هِيَ اِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی ﷺ ج ۱ ص ۱۸۶ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نہیں خدا کی قسم یہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم نہیں ہے۔ بلکہ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم کی گواہی حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بھی دی گئی۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ یار ہیں جن کے قدم اور بدن آپکی برکت سے سلامت ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تو شہید ہوئے تھے اور ان کا قدم بھی بالکل سلامت تھا۔

دربار مصطفیٰ ﷺ ایک بہت بڑا سہارا

اصل میں بخاری کے اس مقام کو سامنے رکھ کر آج اس فیصلے کی ضرورت ہے کہ ہم جس وقت در رسول علیہ السلام پر حاضری کیلئے جاتے ہیں تو وہ لوگ کتنے عجیب ہیں جو کہتے ہیں کہ ادھر کیوں دیکھتے ہو اس میں کیا ہے؟ کیوں روتے ہو؟ کیوں چیختے ہو؟ یہ تو خالی جگہ ہے۔ وہاں پر مبلغ کھڑے ہوتے ہیں جو یہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں یہاں کچھ نہیں معاذ اللہ حالانکہ جس جگہ میں سالہا سال کے بعد محبوب ﷺ کے غلاموں کا بدن سلامت ہو تو خود سید المرسلین ﷺ کے بدن مبارک کی کیا شان ہوگی۔

بخاری شریف کی اس حدیث کے مطابق کسی مومن کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہاں پر درود و سلام پڑھنے والوں کو منع کرے اور دعا مانگنے والوں کے ہاتھ پیچھے ہٹائے۔ انہیں پتہ نہیں کہ کعبہ کا کعبہ تو یہی ہے۔

Marfat.com

حاضری کے وقت چہرہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

اس واسطے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو جعفر منصور کی طرف سے پوچھا گیا کہ۔ اے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نبی علیہ السلام کے دربار پہ حاضری دوں تو چہرہ قبلہ شریف کی طرف کروں یا نبی علیہ السلام کی طرف کروں تو حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ان کی طرف منہ کرو جو تمہارے ابا جی حضرت آدم علیہ السلام کا بھی قبلہ ہیں۔

سامعین جن سے سفارش کروانی ہو ان کی طرف پیٹھ نہیں کرنی اس واسطے کہ یہ ہمارے شفیع ہیں ان کی طرف منہ کرو۔ اگرچہ قبلہ حسی تو وہ ہے لیکن کعبہ کا کعبہ تو یہ ہیں۔

ادھر تم نے منہ کرنا ہے اور اس کی طرف منہ کر کے دعا مانگنی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں پہ مسلط طبقے کو ہدایت دے جو عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدتوں کو چھلنی کر رہے ہیں۔ اور ایسے جملے بولتے ہیں اور پھر جان بوجھ کے اس طرف پشت کر کے کھڑے ہوتے ہیں جدھر کائنات کی ہر چیز چہرہ کرنے والی ہے۔

تو وہاں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک ننگا ہوا تو وہ معاذ اللہ کپڑوں سے کھایا ہوا نہیں تھا بلکہ وہ زندہ انسان کا قدم نظر آ رہا تھا۔ اور اس لائق تھا کہ پوتا پہچان سکے کہ وہ دادے کا قدم ہے۔ جو جل جائے، راکھ ہو جائے، مٹی بن جائے، اس کی شناخت کیسے ہو گی تو اس سے پتہ چلا کہ میرے محبوب کا دربار خاص نور کی کہکشاں ہے۔

محبوب رب پاک ہیں اس قبہ میں
پہلو میں جلوہ گر جگہ عتیق و عمر کی ہے

Marfat.com

وہ دونوں اصحاب حضرت صدیق وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپکے پہلو میں موجود ہیں اور قیامت تک اعلان ہو رہا ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں جن کو امت میں سب سے بڑا مقام دیا گیا ہے۔

حضرت امام العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک شیخین کا مرتبہ

حضرت امام العابدین رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہکا مرتبہ تمہارے نزدیک کیا ہے؟ تو فرمانے لگے مجھ سے کیا پوچھتے ہو ان کی قبریں جا کر دیکھ لو وہ قبریں بتا رہی ہیں کہ مرتبہ کیا ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو جس انداز میں دین کی عظمتیں عطا فرمائیں اور جس انداز میں آگے وہ دین پھیلا اور وہ نور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہمیں جلوہ گر ہوا وہاں سے لے کر آج کے شہیدوں تک یہ سلسلہ نکہت و نور کا جاری ہے۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ادب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

جس وقت جنگ یمامہ میں حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تھے یہ وہ صحابی ہیں جن کی آواز فطری طور پر بلند تھی۔

جب یہ آیت اتری

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

(پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۲)

Marfat.com

اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو

تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے گھر بیٹھ گئے اور رونا شروع کر دیا۔ کئی دن تک دربار رسالت میں حاضری نہ ہو سکی۔ آخر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا ثابت بن قیس نظر نہیں آ رہا تو پڑوسی نے کہا کہ جب سے یہ آیت اتری ہے تو وہ گھر میں بیٹھ کر روتے رہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ آواز بلند ہو گئی تو زندگی ساری خراب ہو جائے گی اس سے اچھا ہے کہ گھر میں بیٹھا رہوں لیکن ادھر گھر رہ کر فراق برداشت نہیں ہوتا وہ رو رہے ہیں۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے ثابت کو بلا کے لے آؤ۔ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ تو انہوں نے عرض کر دیا کہ مجھے خطرہ ہے میں اونچا بول بیٹھوں گا کیونکہ فطری طور پر میری آواز بلند ہے لہذا بلند آواز ہونے کی وجہ میرے عمل رائیگاں ہو جائیں گے۔

ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تین بشارتیں

میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

أما ترضى أن تعيش حميدًا، وتقتل شهيدًا، وتدخل الجنة؟

(تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۲۲ مکتبہ حقانیہ پشاور)

Marfat.com

کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تم جب تک زندہ رہو گے تو خوش رہو گے اور وقت آئے گا موت کا تو شہادت پاؤ گے اور پھر سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے۔

تمہیں کیا خطرہ ہے میں جو تمہیں بتا رہا ہوں۔ تجھ پر وہ لمحہ نہیں آئے گا کہ عمل رائیگاں ہو جائیں، وہ کوئی اور ہو سکتا ہے۔ تم خوش رہو، آزاد رہو، تم آیا کرو اور میرے پاس بیٹھا کرو۔ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم حمید زندہ رہو یعنی کوئی لمحہ ایسا نہیں ہو گا کہ تم اللہ کے دربار کے مغضوب ہو جاؤ، نہیں تمہیں میں گارنٹی دیتا ہوں کہ تم حمید رہو گے تمہیں خراج تحسین پیش کیا جائے گا۔

وَتُقْتَلَ شَهِيدًا

مرنا تو سب نے ہے لیکن تمہیں شہادت کی موت ملے گی۔

وَتَدْخُلَ الْجَنَّةَ

اور تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

کیا علم ہے ہمارے رسول علیہ السلام کا کہ آپ نے ساری خبریں دے دیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ کل کا پتہ نہیں تھا، پرسوں کا نہیں تھا لیکن میرے محبوب علیہ السلام نے پوری زندگی کی ان کو گارنٹی دی کہ کوئی گڑبڑ نہیں ہو گی۔ لہٰذا تم آیا کرو تمہارا ایک اپنا انداز ہے اگر آواز اونچی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ تمہاری گرفت نہیں کرے گا۔

میں نے کہہ جو دیا ہے۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں شہادت بھی ملے گی یہ بھی غیب کی خبر تھی اور پھر فرمایا کہ تم جنت میں بھی جاؤ گے۔

ان لوگوں کو اپنی فکر کا علاج کروانا چاہیے جو یہ کہیں کہ (معاذ اللہ) ہمارے نبی

Marfat.com

علیہ السلام کو پتہ نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا۔ وہ تو صبح وشام جنتیں بانٹ رہے تھے۔

فرمایا اے ثابت تم خوش رہو تم ایسی زندگی بسر کرو گے کہ تمہاری تعریف کی جائے گی لیکن جس وقت موت آئے گی تو شہادت کی صورت میں چلے جاؤ گے۔

حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اسی طرح زندگی بسر کرتے رہے۔ جنگ یمامہ یعنی ختم نبوت کی جنگ جو مسیلمہ کذاب کے خلاف شروع ہوئی تھی۔ مسیلمہ کذاب کا لشکر 40 ہزار پر مشتمل تھا اور پھر یہ جنگ بڑی سخت تھی جو کئی ہفتوں تک جاری رہی۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی دین کے ساتھ وفا شعاری

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اور سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود ہیں اور دونوں ہی اپنی بہادری کے ساتھ جنگ میں حاضری لگوا رہے ہیں۔ ایسے میں جب ایک دو مرتبہ غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیسی کے تحت پیچھے ہٹنا پڑا اور پھر حملہ کیا۔

تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

مَا هٰكَذَا كُنَّا نُقَاتِلُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صدارت میں ایسی جنگیں تو نہیں لڑتے تھے۔ اب جو کچھ ہو جائے ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام چند ہزار تھے۔ بالآخر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے زمین میں گڑھا کھود لیا اور فرمایا کہ یہاں اپنے آپ کو گاڑھیں گے اور تیر ماریں گے جو کچھ ہو جائے گا قدم تو پیچھے نہیں ہٹے گا۔

Marfat.com

یہ اسلام میں وفا شعاری کا تصور ہے، خودکشی کا نہیں ہے کہ اس انداز میں اپنے آپ کو لڑنے کیلئے پیش کر دینا کہ بھاگنے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

مگر لڑنا ہے اور پھر لڑ کے ہم نے شہادت بھی پانی ہے لہذا اپنے آپ کو گاڑھا ہوا ہے کہ ہم بھاگیں گے نہیں یہ دونوں اس انداز میں لڑ رہے ہیں اور ساتھ یہ دونوں ہم جماعت بھی ہیں۔ یہ دونوں حضرات لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اسی جگہ یہ شہادت عطا فرمادی۔

جب ان کو شہادت مل گئی تو حضرت سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ شہید ہونے والے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ ایک شخص کو خواب میں ملے اور کہنے لگے۔

فَقَالَ لَهٗ اُوْصِيْكَ بِوَصِيَّةٍ

میں تمہیں ایک وصیت کرنے آیا ہوں

فَاِيَّاكَ اَنْ تَقُوْلَ هٰذَا حُلْمٌ فَتُضِيْعَهٗ

اس کو خواب سمجھ کے ضائع نہ کر دینا۔ یعنی انہیں معلوم ہے کہ میں خواب میں مل رہا ہوں اور لوگ خواب کو خواب کہہ دیتے ہیں۔ فرمانے لگے میں تمہیں ملنے آیا ہوں اور ایک وصیت کر رہا ہوں اس کو تم خواب نہ سمجھنا میرا پیغام آگے جا کر ضرور دینا فرمانے لگے۔

اِنِّیْ لَمَّا قُتِلْتُ اَمْسِ

کل جس وقت مجھے شہید کیا گیا

مَرَّ بِیْ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ

ایک مسلمان میرے پاس سے گزرا

اب شہید کو پتہ ہے کہ گزرنے والے کے دل میں کفر ہے یا ایمان ہے۔

Marfat.com

میرے پاس سے ایک مسلمان جب گزرا

فَاَخَذَ دِرْعِیْ

اس نے میری زرہ اتار لی ہے

میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں رہتا ہے

وَمَنْزِلُهٗ فِیْ أَقْصَی النَّاسِ

یمامہ کی چھاؤنی میں اس کا گھر سب سے آخر میں ہے۔

وَعِنْدَ خِبَاءِهٖ فَرَسٌ

خیمے کے پاس گھوڑا باندھا ہوا ہے۔

خیمے کے اندر ایک کونے میں میری زرہ رکھی ہے

وَقَدْ كَفَأَ عَلَی الدِّرْعِ بُرْمَةً وَفَوْقَ الْبُرْمَةِ رَحْلٌ

(المعجم الکبیر ج ۲ ص ۷۰ دار الاحیاء والتراث)

اور اس نے زرہ کے اوپر دیگچہ رکھا ہے اور پھر اس دیگچہ کے اوپر کجاوا رکھا ہوا ہے۔

سب سے نیچے زرہ ہے اس کے اوپر دیگچا ہے پھر اس کے اوپر اونٹ کا کجاوا ہے۔لوگ کہتے ہیں کسی کو پتہ نہیں ہوتا ہاں انہیں پتہ نہیں ہوتا جو دنیا میں ہی مرا ہوا ہو۔ لیکن جو دنیا میں جیتے ہیں ان کی زندگی قبر میں بھی موجود رہتی ہے۔

﴿علامہ محمد اقبال کا سُنی عقیدہ﴾

اقبال کہا کرتے تھے۔

تخم گل کی آنکھ زیر خاک بھی بے خواب ہے

کس قدر نشو و نما کے واسطے بے تاب ہے

Marfat.com

سردی مرقد سے بھی افسردہ ہو سکتا نہیں
خاک میں دب کر بھی اپنا سوز کھو سکتا نہیں
پھول بن کے اپنی تربت سے نکل آتا ہے یہ
موت سے گویا قباء زندگی پاتا ہے یہ
ہے لحد اس قوت آشفتہ کی شیرازہ بند
ڈالتی ہے گردن گردوں میں یہ اپنی کمند
موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا ایک پیغام ہے

یہ برصغیر کے شاعر کا مزاج ہے کیونکہ برصغیر کا مزاج ہی سنی ہے۔ اس لئے جو بڑے سے بڑا شاعر ہوتا ہے اس نے حقیقت میں سُنّی ہی ہونا ہے۔

علامہ اقبال نے اسی کی وضاحت کر دی جو قرآن وسنت میں آیا ہے۔

پھر اس ماحول میں ایک پورا طبقہ ہے جو قبروں کی دشمنی میں مشہور ہے۔ زندہ جو کچھ کرتے رہیں کچھ نہیں بولیں گے۔ لیکن قبروں کے ساتھ دشمنی پوری کریں گے۔

لیکن ادھر دیکھیں کہ ایک صحابی شہید ہو گئے ہیں۔

ان کو اپنی قبر میں پتہ ہے کہ ایک مسلمان میرے پاس آیا تھا اس کے دل میں کیا تھا جب وہ گزرا ہے تو کیا کر کے گزرا ہے اور وہ گیا ہے تو کہاں گیا ہے۔ اور پھر میری زرہ رکھی ہے تو کہاں رکھی ہے، فاصلہ بھی ہے، پھر ڈیے کا پردہ بھی ہے، پھر کجاوے کا پردہ ہے اور پھر دیگچے کا پردہ ہے پھر اس کے نیچے زرہ ہے۔ مگر وہ سب کچھ قبر والے کی آنکھ کے سامنے ہے۔

Marfat.com

غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں

تو جس محبوب کے غلام کی نگاہ بعد از وصال اتنی تیز ہو تو اس کے آقا علیہ السلام کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا۔ اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں جو روضہ پہ آیا ہے اس کے دل میں کیا ہے۔ سلام کہہ کے گیا ہے تو کدھر گیا ہے اور پھر رہتا کہاں ہے، کرتا کیا ہے۔

ادھر یہ انداز حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ جیسے جن محبوب علیہ السلام کے غلام ہوں۔ ان محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے علم کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورا سروے کر کے بتا دیا کہ یہ میرا خواب ہے یہ نشانیاں ہیں لیکن اب تم نے کیا کرنا ہے۔

اِئْتِ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ

اس وقت ہمارے کمانڈر حضرت خالد رضی اللہ عنہ ہیں۔ لہٰذا تم صبح اُٹھ کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے جانا۔

فَمُرْهُ

اور انہیں حکم دو

أَنْ يَّبْعَثَ إِلَى دِرْعِيْ

کوئی بندہ بھیج کر میری زرہ منگوالیں۔

فَيَأْخُذَهَا

اور پھر اس کو پکڑ لیں۔

زرہ کیوں لینا ضروری ہے۔ فرمانے لگے اصل میں بات یہ ہے کہ میں نے

Marfat.com

لوگوں کا قرضہ دینا ہے۔ اور یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ زرہ چور لے جائے اور قرض خواہ دیکھتے رہیں پھر میرا دوسرا پیغام یہ ہے۔

وَإِذَا قَدِمْتَ الْمَدِينَةَ عَلٰى خَلِيفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

اور جب تم مدینہ شریف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ کے پاس جاؤ

فَقُلْ لَهٗ إِنَّ عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ كَذَا وَكَذَا

تو پھر تم ان سے کہو کہ مجھ پر اتنا قرضہ ہے۔

دوسرے مقام پر ہے کہ میں نے فلاں سے اتنے لینے ہیں،

تو امیر المومنین سے جا کر کہو جن سے میں نے قرضہ لینا ہے ان سے جا کر قرضہ لیں اور جن کو میں قرض دینا ہے میری زرہ بیچ کر میرا قرضہ اتار دیں۔

صبح کے وقت جب وہ صحابی اٹھے اور انہیں یقین تھا کہ میں نے خواب کو خواب نہیں سمجھنا ہے رڈر سمجھنا ہے۔

فَأَتَى الرَّجُلُ خَالِدًا فَأَخْبَرَهٗ

وہ صحابی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور انھیں جا کر اس کی خبر دی

فَبَعَثَ إِلَى الدِّرْعِ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک صحابی کو زرہ لینے کے لئے بھیجا تو وہ صحابی نشانیوں کے مطابق چلتے گئے تو چھاؤنی کے آخر میں ایک خیمہ دیکھا اس کے باہر گھوڑا باندھا ہوا تھا اس خیمے کے اندر گئے تو دیکھا ایک کونے میں کجاوا پڑا ہے۔ جب وہ کجاوا اٹھایا تو اس کے نیچے دیگچہ تھا پھر اس کے نیچے دیکھا تو زرہ موجود تھی۔

Marfat.com

یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک آنکھ ہے۔ شہید کا ادراک اتنا تیز ہے۔

وَأَتٰی بِهَا

لہذا وہ صحابی زرہ لے کر آ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ لے لی۔

پھر جب وہ قافلہ فتح کے بعد مدینہ شریف پہنچا تو اس صحابی نے جسے خواب میں حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے تھے

وَحَدَّثَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِرُؤْيَاهُ

انھوں نے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جا کر سارا خواب کا واقعہ سنا دیا کہ انھوں نے فلاں فلاں سے قرض لینا ہے اور فلاں فلاں کو دینا ہے۔

صحابہ کرام کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو یہ نہیں کہا کہ وصیتیں تو مرنے سے پہلے ہوتی ہیں۔ مرنے کے بعد کی وصیت اسلام میں نافذ نہیں ہوتی وصیت وہ موثر ہے جو مرنے سے پہلے کوئی کر کے گیا ہو۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کہتے ہیں۔ ہم قربان جائیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر کہ دوسرے لوگوں کی وصیتیں بعد از وصال غیر نافذ ہوتی ہیں مگر حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کو نافذ کیا جائے گا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس وصیت کو نافذ کر دیا، جن سے قرض لینا تھا ان سے قرض لیا اور جن کو قرض دینا تھا ان کو قرض واپس کر دیا تو بحیثیت امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ نے صرف وصیت ہی نافذ نہیں کی بلکہ سنی عقیدہ بھی نافذ کر دیا۔

اس فیصلے میں تصدیق اس انداز کی بھی آ گئی کہ قبر والے کی حیات کا اعتبار کرنا یہ کوئی پندرھویں صدی میں جا کر عقیدہ نہیں بنا بلکہ یہ تو صُفّہ والوں کا بنایا ہوا ہے۔ وہاں

Marfat.com

سے چل کے آیا ہے انداز ہر ایک کا اپنا ہے کہ اس کا درجہ اور گریڈ کیا ہوگا۔

اس میں جو سنٹرل روح ہے وہ یہ ہے کہ قبر میں جانے کے بعد اگر کوئی جان لے تو شرک نہیں ہے، بدعت نہیں ہے بلکہ اللہ کا فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسا نور عطا فرما دیتا ہے۔

﴿ایک شہید کی دنیا میں والدین سے ملاقات﴾

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا اس زمانہ پاک میں ایک شخص شام میں کھیتی باڑی کرتا تھا۔ ایک دن وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ اپنے خرمن میں موجود تھا۔

وَكَانَ لَهٗ ابْنٌ اُسْتُشْهِدَ قَبْلَ ذَالِكَ

کئی سال قبل اس کا ایک بیٹا شہید ہو چکا تھا

اِذْ رَاٰى الرَّجُلَ

انہوں نے دور سے ایک انسان کو ڈیرے کی طرف آتے ہوئے دیکھا جو گھوڑے پہ سوار ہو کر آ رہا تھا۔

قَدْ اَقْبَلَ يَافُلَانَةَ اِبْنِىْ وَابْنُكِ

(مشارع الاشواق الی مصارع العشاق ص ۸۰۷ دار البشائر الاسلامیہ)

وہ قریب آ گیا اور کہا کہ خدا کی بندی تیرا اور میرا بیٹا آ گیا ہے جو کئی سال پہلے شہید ہو چکا تھا۔

قَالَتْ لَهٗ

اس کی زوجہ نے کہا کہ نہیں تجھے شیطانی خیال ہے۔

اِبْنُكَ قَدِ اسْتُشْهِدَ

کئی سال پہلے تو تیرا بیٹا شہید ہو گیا تھا اب وہ کیسے آ سکتا ہے۔

Marfat.com

وَاَنْتَ مَفْتُوْنٌ

تو فتنے میں پڑ گیا ہے وہ ہمارا بیٹا نہیں ہو سکتا۔

اتنے میں وہ سوار مزید قریب آ گیا جب وہ مزید قریب آیا اور باپ نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو کہنے لگا۔

اِبْنُكِ وَابْنِىْ

یہ تو واقعی تیرا اور میرا بیٹا ہے

وَاللّٰهِ يَا فُلَانَةَ

خدا کی قسم یہ تو ہمارا بیٹا ہے جو سوار بن کے آ گیا ہے

وَنَظَرَتْ فَقَالَتْ

اس کی زوجہ نے بھی دیکھا اور کہنے لگی۔

هُوَ وَاللّٰهِ

خدا کی قسم وہی ہے وہی ہے۔

یہ تو ہمارا بیٹا آ گیا اتنے سال پہلے شہید ہوا تھا۔

اتنے میں وہ قریب آ گیا۔

فَوَقَفَ عَلَيْهَا

وہ آ کر کھڑا ہو گیا

اس کے ابا جی نے کہا۔

اَلَيْسَ قَدِ اسْتُشْهِدْتَ يَا بُنَيَّ

اے میرے پیارے بیٹے تم تو شہید ہو گئے تھے۔ تو پھر آج کیسے یہ سواریاں کرتے پھر رہے ہو؟

Marfat.com

قَالَ بَلٰی

تو اس نے کہا ہاں اس میں کوئی شک نہیں میں شہید ہوا تھا۔

شہیدوں کی شرکت جنازے میں

لیکن آج ایک خصوصی دن ہے۔

لٰکِنْ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْز رضی اللہ تعالی عنہ تُوُفِّیَ فِیْ ھٰذِہِ السَّاعَةِ مِنْ ھٰذَا الْیَوْمِ

آج اس گھڑی حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ فوت ہوئے ہیں،

جن کو عدل کی وجہ سے پانچواں خلیفہ راشد بھی کہا جاتا ہے۔ نیک سیرت انسان کا وصال ہو گیا ہے۔

اس وقت حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ مدینہ شریف کے گورنر تھے۔ لیکن یہ بات شام کی ہے ادھر وہ مدینہ شریف میں فوت ہوئے ہیں اور ابھی تک شام کے لوگوں کو کوئی خبر نہیں وہ یہی سمجھتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ابھی زندہ ہیں۔ مگر ایک منٹ میں ان کی وفات کے فوراً بعد یہ نوجوان اپنے والدین کے پاس پہنچا ہے تو اس نے یہ خبر دی۔

کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ آج اس وقت فوت ہوئے ہیں۔

جس وقت ان کا وصال ہوا ہے تو

وَاسْتَاْذَنَ الشُّھَدَاءُ رَبَّھُمْ فِیْ شُھُوْدِہٖ

شہیدوں نے رب کے سامنے اپنی عرضی پیش کی ہے کہ ہم نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھنا ہے۔ شہیدوں نے اللہ تعالیٰ سے اذن مانگا کہ ہم نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ کا جنازہ پڑھنا ہے

Marfat.com

فَكُنْتُ فِيهِمْ

میں اذن مانگنے والوں میں تھا کہ میں نے بھی جانا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی۔لہٰذا ہم نے اصل تو جنازہ میں جانا ہے لیکن میں نے رب سے ایک اور بھی اجازت مانگ لی تھی۔

فَاسْتَأذَنْتُ

میں نے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی کہ میں نے آج اپنے ابو اور امی کو سلام بھی کرنا ہے۔ میں نے کہا یا اللہ مجھے کئی سال شہید ہوئے گذر گئے۔ میرے ابا جی اور امی جی میرے فراق میں ہر وقت روتے رہے اور پھر تیرا شکر کیا کہ تو نے مجھے شہادت دی ہے۔

کئی سال گزر گئے ہیں میں انہیں سلام کرنا چاہتا ہوں۔

اب سلام کرنے والے کو پتہ ہے کہ اب میرے والدین ڈیرے پہ آئے ہوئے ہیں اور اس وقت وہ اپنے خرمن میں ہیں لہذا سلام کرنے کیلئے پہنچے ہیں تو اپنے ابا جی سے کہنے لگے ٹھیک ہے مجھے یاد ہے کہ میں شہید ہوں اور میری امی مجھے پتہ ہے کہ میں شہید ہوں۔مگر میرا رب تو لکڑیوں میں بھی جان ڈال دیتا ہے میں اس کی اجازت سے یہاں آیا ہوں تا کہ جا کر سلام کہہ آؤں۔

ثُمَّ دَعَا لَهُمَا فَانْصَرَفَ

پھر اپنے والدین کیلئے دعا مانگی اور واپس چلے گئے۔

یہ مقام شہید ہے اور ان کی زندگی کہ اللہ تعالیٰ جن سے اپنے بندوں کو سرفراز فرماتا ہے۔

وہ شہدا جو تلوار سے شہید نہ بھی ہوئے مگر انہوں نے نفس کشی کی اور شیطان کے

Marfat.com

خلاف جہاد کیا اور پھر جہاد اکبر میں مصروف رہے یہ اللہ کے ولی، اگر کوئی واقعی ولی ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اسے قبر میں اس کی حیثیت کے مطابق زندگی عطا فرما دیتا ہے۔

تو پھر کیا بعید ہے اگر حضرت ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کو پتہ ہو کہ زرہ کون اتار رہا ہے تو کیا بعید ہے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چل جائے کہ فاتحہ کون پڑھ رہا ہے یہ کمال تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہے اور یہ عطا تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔

پہرہ اور پابندی کون لگا سکتا ہے اگر یہ شرک ہے تو پھر حضرت ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کیلئے بھی ہونا چاہیے اگر وہاں توحید ہے تو پھر یہاں بھی توحید ہے۔

مزارات پہ غیر شرعی حرکات ایک سازش

ہاں مزارات پہ کوئی خرافات نہیں ہونی چاہیں جو ملنگوں، بدھوؤں اور جاہلوں نے بنالی ہیں ہم اپنے مسلک سے اپنے لوگوں کی اصلاح کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

جو کہ اصل میں کہیں اور سے آ کر جڑی بوٹیاں بن گئے ہیں۔

ہمارے ماحول میں اصل جن کا چہرہ کوئی اور ہے تشیع کی گود میں پل کے وہ ملنگ ہمارے مزارات پر آ کر بھنگیں پینے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے خلاف بھی جہاد کی ضرورت ہے۔ مگر ایسے لوگوں کو تو سمجھانے کی ضرورت ہے جو چڑھے چاند کا انکار کریں۔ یا چمکنے والے چاند کی طرف تھوکنے کی کوشش کریں یا نصف النہار کے وقت آنکھیں بند کر کے روشنی سے مکر جائیں۔

جبکہ ولایت ایسی چیز نہیں کہ جس کیلئے ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جیسے آج کچھ نام نہاد مبلغین نے گھڑ لئے۔

Marfat.com

کہتے ہیں جو تمہارے سامنے اکڑ گیا، سکڑ گیا، آنکھیں پتھرا گئیں، زمین پر گر گیا وہ قبر میں جا کر زندہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایسے بے لگام مبلغ حجاز میں مسلط کر دیئے گئے ہیں جبکہ ادھر یہ صحابہ کے وقائع ہیں جو بخاری سے پیش کر رہا ہوں۔

کیا ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جان نہیں نکلی تھی، تلواریں نہیں چلیں تھیں۔ ان کا خون بہہ گیا تھا مگر قبروں میں جا کر جو کچھ ہے وہ بتا رہے تھے اور یہ اعلان کر رہے تھے کہ مرنے والے اور ہوتے ہیں، مر کے جینے والے اور ہوتے ہیں۔

نجدیوں کی ہرزہ سرائی

گذشتہ حج کے موقع پر جب مدینہ شریف حاضری دینے کیلئے گئے تو دو تین "شُطرِے" کھڑے تھے اور لوگوں کو درس دے رہے تھے۔ ارے تم تو اردو بولتے ہو یہ تو عربی والے ہیں تو تمہاری اردو کا ان کو پتہ کیسے چلے گا۔ ان کا بہانہ دیکھو۔ اردو کا انہیں پتہ کیسے چلے گا تو پھر تمہارے مذہب کے مطابق عربی والے کو تو اپنی حاجت پیش کر لینی چاہیے عربی تو کم از کم وہ جانتے ہی ہیں۔

افسوس ہے ایسی فکر اور ایسی سوچ پر کہ شہید تو ہزاروں بولیاں جانتا ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عربی کے علاوہ ایک بولی بھی نہ جانتے ہوں حالانکہ وہاں عربی، اردو، انگلش کی حیثیت کیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس میں جان رکھتا ہے کیا ان میں زمان کا علم نہیں رکھتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے یہ کوئی بعید نہیں ہے۔

اور پھر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خیرات کے صدقے یہ ساری چیزیں ان کے سامنے ہوتی ہیں اور وہ ان کو جاننے والے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

تفسیر مظہری کا ایک حوالہ بطور خاص پیش اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بزرگ تو ہمارے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی ہیں جنہوں نے عربی میں بہت بڑی تفسیر لکھی ہے لیکن ان پر کچھ لوگوں نے قبضہ کرنے کیلئے اپنے علماء میں ان کا نام لکھا۔

تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں اپنی علمی شان بڑھانے کیلئے جن کو تم اپنا کہتے ہو ان کا عقیدہ بھی مان لو۔

''ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات'' کے نام کی ایک کتاب میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کو اپنا عالم شمار کیا اور کہا کہ یہ ہمارا عالم تھا جنہوں نے اتنی بڑی تفسیر لکھی۔ چلو اپنا کہہ کے پھر مزہ بھی چکھو۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نظریہ

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر لکھی۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

(پارہ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۴)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں

شہداء کی حیات کا معنیٰ و مفہوم

اس کے تحت لکھتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعْطِىْ لِاَرْوَاحِهِمْ قُوَّةَ الْاَجْسَادِ فَيَذْهَبُوْنَ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْجَنَّةِ حَيْثُ يَشَاءُوْنَ وَيَنْصُرُوْنَ اَوْلِيَائَهُمْ وَيُدَمِّرُوْنَ اَعْدَءَهُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمِنْ اَجَلِ ذٰلِكَ الْحَيٰوةِ لَا تَاكُلُ الْاَرْضُ اَجْسَادَهُمْ وَلَا اَكْفَانَهُمْ

(تفسیر مظہری ج ۱ ص ۱۵۲)

Marfat.com

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا (بل احیاء) اس کا مطلب کیا ہے۔ فرماتے ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو جسموں والی طاقت دے دیتا ہے۔ پھر ان کی روحیں ساری زمین پر جاتی ہیں اور آسمانوں پر اور جنت میں بھی کس کس جگہ۔

حَیْثُ یَشَاؤُوْنَ

جہاں جانا چاہیں وہاں چلی جاتی ہیں۔

زمین و آسمان اور جنت میں جہاں جائیں وہاں روح جسم بن کے چلی جاتی ہے

﴿بعد از وصال مشکل کشائی﴾

پھر وہ کرتے کیا ہیں۔

وَیَنْصُرُوْنَ اَوْلِیَائَھُمْ

اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں۔

وَیُدَمِّرُوْنَ اَعْدَائَھُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع رہ کے کرتے ہیں۔

اگر رب چاہے تو یہ شہید دشمنوں کیلئے ایٹم بم ہیں۔

ان شھداء کو یہ شان حاصل ہے۔

وَمِنْ اَجَلِ ذٰلِکَ الْحَیٰوۃِ

اس زندگی کی وجہ سے جو ان کو حاصل ہے کیا ہوتا ہے

Marfat.com

لَا تَاکُلُ الْاَرْضُ اَجْسَادَھُمْ

زمین ان کے جسم نہیں کھاتی

وَلَا اَکْفَانَھُمْ

اور ان کے کفن بھی نہیں کھاتی۔

یعنی جسم تو جسم رہا کفن بھی نہیں کھاتی۔

انبیاء کی برزخی زندگی سب سے قوی تر

اس مقام پر پہنچ کر قاضی صاحب کا قلم تڑپا اور فرمانے لگے۔

بَلْ حَیَاۃُ الْاَنْبِیَاءِ اَقْوٰی مِنْھُمْ

بلکہ انبیاء کی زندگی شہداء کی زندگی سے کہیں زیادہ قوی ہے

یہ تو شہیدوں کی حیاۃ تھی جن کا کلمہ پڑھ کر شہید ہوئے ان کی اپنی زندگی کیسی ہو گی اللہ تعالیٰ کے نبیوں کی زندگی انوکھی ہے شہیدوں کی زندگی سے اور پھر ان انبیاء کی زندگی شہداء کی زندگی سے کہیں زیادہ قوی ہے کیونکہ شہید جب دنیا سے چلا جائے تو اس کا ترکہ بٹ جاتا ہے۔ اور اس کی بیوہ سے شادی جائز ہے۔

انبیاء کی زندگی کے اقوی ہونے کی وجوہات

اللہ تعالیٰ کے انبیاء جب دنیا سے چلے جاتے ہیں تو ان کا ترکہ نہیں بٹتا کیونکہ جو زندہ ہو اس کا ترکہ بٹے کیسے ؟ ان کا ترکہ اور ورثہ تو ان کا علم ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی بیوہ کیساتھ کسی کی شادی جائز نہیں تھی۔ کیوں کہ جن کے شوہر زندہ ہوں ان سے شادی کیسے جائز ہو؟ مگر شہید کے زندہ ہونے کے باوجود شہید کا ترکہ بھی بٹ گیا شہید کی بیوی سے آگے شادی بھی ہو گئی۔

Marfat.com

تو اس سے پتہ یہ چلا کہ اللہ کے پیغمبروں کی زندگی ان کی زندگی سے کتنی زیادہ اونچی ہے۔

اس واسطے یہ دین متین کا مزاج اور اس کا درس ہے۔ اس سلسلے میں آپ کو اس امت میں ایسی گواہیاں ملیں گیں۔

محمد شریف کوٹلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ساٹھ سال بعد بدن سلامت

جس وقت ہمارے مرشد گرامی پیر جلال الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بریلی شریف میں پڑھنے گئے تھے۔ دورہ حدیث شریف پڑھ رہے تھے ان دنوں میں بطور مقرر مولانا بشیر احمد کوٹلی رحمہ اللہ تعالیٰ بریلی شریف میں خطاب کرنے گئے تھے۔ حضرت بشیر احمد کوٹلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زندگی بھر عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دیا۔ ان کی تدفین کے وقت جو مناظر تھے، نور کی برسات تھی وہ بھی لوگوں نے دیکھی۔ لیکن جس وقت ان کو اپنے اباجی حضرت مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پہلو میں دفن کرنے کیلئے جب قبر کھودی گئی تو ساٹھ سال کے بعد بھی ان کا بدن بالکل صحیح سلامت نظر آیا۔

یہ مسلک اہلسنت و جماعت کی حقانیت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی آیات کو ظاہر فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلک کی خوشبو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر
10

اعتکاف یادِ الٰہی میں انہماک

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

رب ذوالجلال کے فضل اور اسکی توفیق سے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام فہم دین کورس کے چودھویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

''اعتکاف یاد الٰہی میں انہماک''

میری دعا ہے رب ذوالجلال ہمیں قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور اسکے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ماہ رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو مختلف انواع کی عبادات کا سرور عطا فرمایا ہے۔ ان عبادات میں سے ایک نہایت ہی منفرد اور لذیذ عبادت رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف ہے۔

☆ اعتکاف مخلوق سے رابطہ منقطع کر کے خالق کی طرف بھرپور انداز میں متوجہ ہونے کا نام ہے۔

☆ اعتکاف خلوت میں رب ذوالجلال کی یاد سے مانوس ہونے کا نام ہے

☆ اعتکاف اپنے عادی اور مالوف ماحول سے نکل کر اور وہ چیزیں جو عادی طور پر انسان کا دل معاشرے میں لگاتی ہیں ان سے قطع تعلق ہو کر محض رب کی محبت میں مسرور ہونے کا نام ہے۔

☆ اعتکاف ماحول کی آلودگی سے یکسر محفوظ ہو کر رحمت حق کے شبنم کے حصول کا نام ہے۔

☆ اعتکاف اپنے معاشرے اور سوسائٹی میں موجود کجروی اور اپنے ماحول کی گندگی سے بچ کر رب ذوالجلال کی اطاعت اور اسکی بندگی کے گلشن میں ڈیرہ لگانے کا نام ہے۔

Marfat.com

☆ اعتکاف دل کے تمام محلوں کو ذکر الٰہی سے آباد کرنے کا نام ہے۔

☆ اعتکاف اپنی سوچ کو بحر ریاضت میں غسل دینے کا نام ہے۔

☆ اعتکاف اپنے کردار کو سنت نبوی کے سانچے میں ڈھالنے کا نام ہے۔

☆ اعتکاف دنیا کی لذتوں سے منہ موڑ کر آخرت کی چاشنی محسوس کرنے کا نام ہے۔

☆ اعتکاف لذت ہے۔

☆ اعتکاف چاہت ہے

☆ اعتکاف الفت ہے۔

☆ اعتکاف زندگی ہے بلکہ اعتکاف بندگی اور تابندگی ہے۔

☆ اعتکاف سے ظاہر بھی منور ہوتا ہے باطن بھی منور ہوتا ہے۔

☆ اعتکاف سے دربار رسالت کے ذریعے سے دربار الٰہی میں انسان کو رسائی کا شرف ملتا ہے۔

آیئے اس عظیم عبادت کے خدوخال کو سمجھنے کیلئے قرآن وسنت کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے اسکی چاشنی اسکی عظمت اسکی فضیلت اور اسکے احکام کو سمجھیں۔

قرآن مجید میں سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ

(پارہ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۷)

اور تم اپنی بیویوں کو ہاتھ نہ لگاؤ اس حال میں کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کر رہے ہو۔

﴿اعتکاف کا معنی ومفہوم﴾

اعتکاف کا لفظ عکوف سے مشتق ہے۔ عکوف کہتے ہیں۔

Marfat.com

اَلْاِقْبَالُ عَلَی الشَّیْءِ

کسی کی طرف متوجہ ہونا اور اپنے آپ کو کسی چیز کے ساتھ منسلک کر کے پابند کر دینا اور روک لینا یہ لفظِ اعتکاف کا لغوی معنٰی ہے۔

ع، ک، ف جہاں اکٹھے اس ترتیب سے آئیں گے وہاں حبس، منع اور روکنے والا معنٰی ضرور پایا جائے گا۔

لغوی معنٰی کے لحاظ سے قرآن مجید میں اعتکاف کا استعمال

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر لفظ عکوف کو استعمال کیا گیا ہے۔

پہلا مقام

اللہ تعالیٰ نے سورۃ حج میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت ۲۵)

بیشک وہ جنہوں نے کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ کی راہ اور اس ادب والی مسجد سے جسے ہم نے سب لوگوں کے لئے مقرر کیا کہ اس میں ایک سا حق ہے وہاں کے رہنے والے اور پردیسی کا اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے

مسجد حرام کونسی مسجد ہے؟

اَلَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ

جسے ہم نے سب لوگوں کے لئے مقرر کیا کہ اس میں ایک سا حق ہے وہاں کے

Marfat.com

رہنے والے اور پردیسی کا۔ یعنی جتنا حق وہاں کے مقیم لوگوں کا ہے۔ اتنا ہی حق باہر سے دوسرے ممالک سے جانے والے لوگوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے اس کو ان لوگوں کیلئے معین نہیں کیا بلکہ عاکف یعنی مقیم اور باد یعنی باہر سے آنے والے (Out Sider) دونوں برابر ہیں تو اس میں عکوف والا معنی موجود ہے کہ جو مسجد حرام کے قرب و جوار میں رہنے والے ہیں۔ مکہ شریف کے لوگ اور باہر سے جانے والے لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول میں اور بندگی میں برابر ہیں۔

دوسرا مقام

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا۔

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ (پارہ ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۲۵)

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکا تم کو مسجد حرام سے اور ھدی کو

یعنی قربانی کے جانور کو اور جس وقت صحابہ کرام کو روکا گیا تو ساتھ ہی جانوروں کو بھی وہاں روک دیا گیا اسکی حالت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ

وہ ھدی جس کو روک لیا گیا کہ وہ اپنی جگہ کو پہنچے۔

عکوف والا لفظ یہاں پر بھی موجود ہے۔ یعنی روکنے والا اور منع والا معنی موجود ہے۔

تیسرا مقام

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم اور آزر سے یہ کہا تھا جو بتوں کی

Marfat.com

پرستش میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا

مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ

(پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۵۲)

یہ کیا مورتیاں ہیں کہ جنکے اردگرد تم نے اپنے آپ کو روک کے بٹھایا ہوا ہے۔

تو وہ بتوں کے پجاری، بتوں کی پرستش کرنے والے بتوں کے پاس اپنے آپ کو بٹھائے رکھتے تھے۔

تو یہاں پر بھی عکوف والا معنیٰ موجود ہے۔ اگرچہ شرعی طور پر اُن کا عمل ناپسندیدہ تھا اور شرک تھا۔

ان آیات کے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ لفظ اعتکاف قرآن مجید میں اپنے اصل لغوی معنیٰ کے لحاظ سے متعدد مقامات پر موجود ہے جسکا معنیٰ ہے روکنا، بند کرنا، پابند کرنا کسی کو کسی جگہ کے ساتھ لازم کر دینا۔

امام راغب اصفہانی کے نزدیک اعتکاف کا معنیٰ

امام راغب اصفہانی اپنی کتاب (مفردات الفاظ القرآن) میں اعتکاف کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ بیان کرتے ہیں۔

لغوی معنیٰ:

اَلْاِقْبَالُ عَلَى الشَّيْءِ وَمُلَازَمَتُهٗ عَلٰى سَبِيْلِ التَّعْظِيْمِ

عکوف یہ ہے کہ تعظیم کے طریقہ پر کسی چیز کی طرف متوجہ ہونا اور کسی چیز کے ساتھ ہمیشگی اختیار کرنا۔

Marfat.com

شرعی معنٰی

هُوَ الْإِحْتِبَاسُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى سَبِيْلِ الْقُرْبَةِ

(مفردات الفاظ القرآن فی غریب القرآن ص ۳۴۳)

اعتکاف یہ ہے کہ اپنے آپ کو مسجد میں بندگی کی خاطر روک لینا

مطلب یہ بنا کہ مطلقاً کسی جگہ پہ اپنے آپ کو روک لینا شریعت میں اسکو اعتکاف نہیں کہا جائے گا۔ شریعت میں مشروط طریقے سے اور مکمل ارکان کی روشنی میں اپنے آپ کو مسجد میں وقت معین سے لیکر وقت معین تک روکے رکھنے کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔

غنیۃ الطالبین اور اعتکاف کا مفہوم

غنیۃ الطالبین جو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اس میں اعتکاف کی تعریف یوں کی گئی۔

اَلْإِعْتِكَافُ هُوَ حَبْسُ النَّفْسِ فِيْ مَكَانٍ مَّخْصُوْصٍ وَلُزُوْمُ الشَّيْءِ وَالْمُدَاوَمَةُ عَلَيْهِ

(غنیۃ الطالبین ص ۲۷)

اعتکاف یہ ہے کہ مخصوص جگہ میں اپنے آپ کو روک کے رکھنا۔

(مخصوص جگہ سے مراد مسجد ہے) اور کسی شی کے ساتھ لازم ہو جانا (یعنی مسجد میں اپنے آپ کو رکھنے کا پابند کرنا) اور اس پر دس دنوں تک مداومت اور ہمیشگی اختیار کرنا۔

ابن رجب حنبلی کے نزدیک اعتکاف کی تعریف

ابن رجب حنبلی نے اعتکاف کی بڑی جامع اور منفرد تعریف یوں کی۔

Marfat.com

قَطۡعُ الۡعَلَائِقِ عَنِ الۡخَلَائِقِ

اعتکاف یہ ہے کہ مخلوقات سے اپنے تعلقات منقطع کر لینا۔

علائق کا معنیٰ ہے تعلقات اور خلائق کا معنی ہے مخلوقات

لِلۡاِتِّصَالِ بِخِدۡمَةِ الۡخَالِقِ

خدمتِ خالق کیساتھ ملنے کیلئے

یعنی مخلوق سے اپنے نظریں پھیر لینا اور اپنے رابطے منقطع کر لینا، مخلوق سے اپنے آپ کو الگ تھلگ کر کے جدا کر کے توجہ الی الخالق کا پابند بنا کے بٹھا دینا۔

کہ اب تم نے نہ کہیں اور جانا ہے اور نہ کچھ اور سوچنا ہے۔

وَكُلَّمَا قَوِيَتِ الۡمَعۡرِفَةُ بِاللّٰهِ وَالۡمُحَبَّةُ لَهٗ وَالۡاُنۡسُ بِهٖ اَوۡرَثَتۡ صَاحِبَهَا الۡاِنۡقِطَاعَ اِلَى اللّٰهِ

''جوں جوں بندے کی معرفت قوی ہوتی ہے اور اسکی اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھتی جاتی ہے اس سے انس زیادہ ہو جاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے،،

جس وقت وہ بندہ اعتکاف سے باہر تھا تو اس کا دل تب لگتا تھا۔ جب لوگوں کی باتیں سنے یا اپنے اہل وعیال سے ملاقات کرے۔ یا جب دوستوں سے گپیں لگائے۔

لیکن اعتکاف میں ایسے بندے کو چین تب ملتا ہے جب وہ زیادہ سے زیادہ بندگی کرے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ متوجہ ہو جائے اور جو فطرت میں عادی انس کی چیزیں تھیں یعنی دوستوں رشتہ داروں سے ملاقات جس سے انس محسوس ہوتا تھا ملاقات نہ ہونے کی صورت میں وحشت محسوس ہوتی تھی۔

اب تنہا اس خیمہ میں رہنے کے ساتھ اعتکاف نے اس میں یہ انقلاب برپا

Marfat.com

کردیا۔ کہ اب عادت کی مصروف چیزیں طبیعت سے نکل گئی ہیں اس وقت اسکوانس تب محسوس ہوتا ہے۔ جب رب کو زیادہ یاد کرتا ہے۔ تو یہ اعتکاف میں بندے کو حیثیت ملتی ہے اور پھر جب وہ متعدد بار اعتکاف کے مرحلے سے گذرتا ہے۔ تو پھر گھر میں بیٹھے ہوئے بھی آگے پیچھے اس کی ظاہری دل لگانے کی چیزوں کی بانسبت اللہ تعالیٰ کی یاد سے دل زیادہ متلذذ ہوتا ہے۔ اسکا دل اللہ تعالیٰ کی یاد کی وجہ سے وحشت سے نکل کرانس کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔

﴿تنہائی بھی کبھی ہم نے تنہا نہ گذاری﴾

کسی نے اللہ تعالیٰ کے ایک ولی سے پوچھا تھا کہ تم گھر میں تنہا بیٹھتے ہو۔ نہ دوستوں کی مجلس میں آتے ہو اور نہ ہی تم اتنی زیادہ انجمن آرائی کرتے ہو، نماز پڑھتے ہی گھر میں تنہائی کے ساتھ بیٹھے رہتے ہو، تمہارا دل علیحدہ کمرے میں کیسے لگتا ہے۔ جبکہ انسان کو تمدن پسند ہے۔ ماحول، رونق کی وجہ سے دل کو سرور ملتا ہے اور تم تنہائی پسند ہو تمہارا دل کیسے لگتا ہے۔

اَمَا تَسْتَوْحِشُ

کیا تمہیں وحشت محسوس نہیں ہوتی تو وہ کہنے لگے۔

کَیْفَ اَسْتَوْحِشُ

مجھے وحشت تنہائی میں کیسے محسوس ہو۔

وَهُوَ يَقُوْلُ اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ

(لطائف المعارف ص ۱۹۱)

Marfat.com

حالانکہ میرا رب فرماتا ہے جو مجھے یاد کرے میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں۔

جلیس کا لغوی معنی ہے (بیٹھنے والا) مطلب یہ ہے کہ جو مجھے یاد کرے وہ تنہا نہیں ہوتا میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں۔ کسی نے سچ کہا کہ،

تنہائی بھی کبھی ہم نے تنہا نہ گزاری

اس انداز سے ان لوگوں کا مقام اعتکاف کی وجہ سے ہو جاتا ہے۔ اعتکاف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف اتنا متوجہ ہوتے ہیں۔ پہلے کی عادتیں ہی بدل جاتی ہیں پہلے جن ذریعوں سے انس ملتا تھا اب اس کا انداز بدل گیا ہے اب تنہائی میں بھی اسکو اللہ تعالیٰ کی یاد سے لذت آتی ہے۔

تو وہ شخص کہنے لگا کہ مجھے تنہائی میں وحشت کس طرح ہو سکتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ

جو میرا ذکر کرے میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ

صحیح بخاری کتاب التوحید باب قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی (وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ حدیث نمبر ۷۴۰۵)

میں اپنے بارے میں بندے کے گمان کے مطابق ہوں

میرا بندہ مجھے اپنے جتنا قریب سمجھے میں اتنا ہی قریب ہوں تو جس وقت ایک انسان کا تصور پختہ ہو جاتا ہے اور دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر رچ بس جاتا ہے اسکے بعد دل میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے یہ انقلاب برپا کرنا بھی اعتکاف کا حقیقی مقصد ہے۔

Marfat.com

اعتکاف کی حقیقی لذت اور چاشنی

اعتکاف میں بندہ کو اس نیت سے زیادہ لطف میسر آتا ہے کہ جب وہ یہ نیت کرتا ہے کہ میرے محبوب علیہ السلام فرضیت رمضان سے لیکر ظاہری حیات کے انقطاع ہونے تک ہر سال رمضان میں اعتکاف کا عمل دھراتے رہے۔ ایک سال رمضان میں چند وجوہات کی بناپر اعتکاف نہ ہوسکا تو پھر آپ نے اسکی قضا کی یعنی یہ اتنی بڑی سنت موکدہ ہے۔ جسکو رسول اللہ ﷺ نے اتنا موکد بنادیا۔

تو امت کیلئے چاشنی کا منبع یہ ہے کہ میں وہ کام کررہا ہوجو میں نے ریا کیلئے نہیں، کسی ساتھی کے ساتھ رفاقت کیلئے نہیں کررہا، میں اعتکاف صرف اس لیے کررہا ہوں کہ یہ کام ہمارے محبوب علیہ السلام نے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو بڑا پسند فرمایا اور محبوب علیہ السلام کی سنت سے ہمارے لئے ثابت ہوگیا۔

اس نیت سے جو بندہ اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی عظمتوں کو دوبالا فرمادیتا ہے۔

آخری عشرہ کا اعتکاف سنت حبیب کبریا ﷺ

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کا آخری عشرہ اعتکاف فرماتے تھے۔

حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہ

یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے آپکو اپنے ہاں بُلا لیا۔

ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ

(صحیح بخاری کتاب الاعتکاف باب اِلاِعْتِکَافِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالاِعْتِکَافِ فِی الْمَسَاجِدِ کُلِّھَا حدیث نمبر ۲۰۲۶)

Marfat.com

پھر رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی ازواج بھی اعتکاف فرماتی رہیں۔

رمضان میں قرآن کا دور

ایسے ہی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنُ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً

(صحیح بخاری کتاب فضائل قرآن باب كَانَ جِبْرِيلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ج ۲ ص ۷۴۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر سال ایک بار قرآن پیش کیا جاتا تھا

یعنی حضرت جبریل علیہ السلام آتے تھے قرآن مجید کا دور کرنے کیلئے آتے تھے،

یہ دور ہر رمضان میں رات کے وقت ہوتا تھا۔

رسول اکرم ﷺ کے وصال با کمال کے قرائن

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں

فَعُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ

جس سال آپ ﷺ کا وصال ہونا تھا اس سال رمضان میں دو مرتبہ آپ پر قرآن پیش کیا گیا۔

وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا

رسول اکرم ﷺ ہر سال رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف فرماتے تھے۔

فَاعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ

(صحیح بخاری کتاب فضائل قرآن باب كَانَ جِبْرِيلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ج ۲ ص ۷۴۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

جس سال آپ علیہ السلام کا وصال ہونا تھا اس سال رمضان میں آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

Marfat.com

یہ دنیا سے تشریف لے جانے کے قرائن تھے۔ اسکے لحاظ سے عمل میں اضافہ تھا۔ اس سے مزید اپنی امت کو بندگی کی طرف مائل کرنا اور انکو اخلاص اور تقوی کے میدان میں آگے بڑھانے کیلئے ایک جذبہ پیدا کرنا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا فَلَمَّا كَانَ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ

(سنن الترمذی کتاب الصوم بَاب مَا جَاءَ فِي الِاعْتِكَافِ إِذَا خَرَجَ منه ج ا ص ۲۸۶ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

رسول اکرم ﷺ ہر سال رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے ایک سال آپ نے اعتکاف نہ کیا تو اگلے سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

اس طرح ان احادیث کو بیان کرنے کا مقصد اس بنیاد کو واضح کرنا ہے کہ یہ رسول اکرم ﷺ کی نہایت ہی موکد سنت ہے۔ پھر محلے والوں کیلئے سنت موکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر محلے کی مسجد میں کوئی شخص بھی اعتکاف کیلئے نہیں بیٹھے گا تو تمام محلے والوں کا سنت موکدہ کے فوت ہونے کی وجہ سے مواخذہ ہوسکتا ہے۔ اگر ایک شخص بھی اعتکاف کرے گا تو محلے والوں کی طرف سنت علی الکفایہ کی ادائیگی ہو جائے گی۔ وہ شخص جس نے اعتکاف کیا اسکو اللہ تعالیٰ اجر عظیم سے مالا مال فرمائے گا۔

رمضان میں اعتکاف کرنے پہ دو حج اور دو عمرے کا ثواب

اعتکاف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اس کے راوی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

ہمارے آقا علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔

مَنِ اعْتَكَفَ عَشْرًا فِيْ رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمْرَتَيْنِ

(المعجم الکبیر ج ۳ ص ۲۳۹)

جس شخص نے رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف کیا اسکو دو حج اور دو عمرے ادا کرنے کا ثواب مل جائے گا۔

یعنی اسلام میں انسان کو بندگی کے لحاظ سے آگے پہنچانے کیلئے جو سہارا دیا گیا کہیں نادار یہ نہ سمجھیں کہ امراء تو جا کر حج بھی کر آتے ہیں، عمرہ بھی کر آتے ہیں ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں ہم اس لحاظ سے پیچھے رہ جائیں گے۔ تو اسلام نے بتایا جو محلے کے اندر مسجد میں دس دنوں کا اعتکاف کرنے بیٹھ جاتا ہے اسکو دو حج اور دو عمرے کا ثواب مل جائے گا۔

اگر اس نے تقاضے پورے کیے، آداب پورے کیے۔ اعتکاف کو شریعت کے مطابق پورا کیا۔ اسکو اتنا بڑا ثواب ملتا ہے۔

اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ مفت میں دو حج اور مفت میں دو عمرے کا ثواب نہ سفر نہ خرچ اور نہ ہی تھکاوٹ اپنے ماحول میں اپنے محلے میں رہ کر اپنے گھر کے پاس اپنی مسجد میں جب یہ کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو دو حجوں اور دو عمروں کا ثواب عطا فرما دیتا ہے۔

اسکے ساتھ ساتھ کچھ پابندیاں ایسی ہیں جن سے آج صرف نظر کیا جا رہا ہے (معاذ اللہ) اعتکاف کو ایک رواج اور فارمیلیٹی کے طور پر اپنایا جانے لگا ہے جو عبادت بیک وقت دس دنوں میں دو حج اور دو عمرے ادا کرنیکا ثواب دے آخر اسکے کچھ تقاضے

Marfat.com

بھی ہونگے، اسکی کچھ شرائط بھی ہونگی اور اس کو مکمل کرنے کیلئے شریعت نے کچھ ضابطے بھی رکھے ہونگے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے نانا جی سے سنا ہے کہ میرے محبوب علیہ السلام فرمارہے تھے کہ جس نے رمضان المبارک کے آخری دنوں کا اعتکاف کیا اللہ تعالیٰ اسکو دو حج اور دو عمرے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

پھر ایک مقام پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَنِ اعْتَكَفَ مَابَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ فِيْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ اِلَّا بِصَلٰوةٍ وَقُرْآنٍ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّبْنِيَ لَهٗ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ

(المعجم الکبیر ج ۳ ص ۱۳۸)

جس نے مغرب سے عشاء کے درمیان مسجد جماعت میں اعتکاف کیا سوائے نماز اور قرآن کے اس نے کوئی گفتگو نہیں کی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں محل بنائے۔

اعتکاف کی متعدد صورتیں

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اعتکاف کی کئی صورتیں ہیں ایک ہے اعتکاف دس دن کا اور ایک ہے اعتکاف ایک دن کا اور ایک ہے اعتکاف گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کا لیکن اصل موکد اعتکاف دس دنوں کا ہے۔ اسکے علاوہ نفلی اعتکاف شمار ہوگا۔ مگر کوئی جتنا بھی اعتکاف کرے گا اسکو محرومی نہیں ہوگی کچھ نہ کچھ اسکو اجر مل جائے گا۔ بلکہ بہت کچھ اسکو مل جائے گا۔

Marfat.com

﴿ایک دن کے اعتکاف کا ثواب﴾

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اعْتَكَفَ يَوْماً

جس نے ایک دن اعتکاف کیا

اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے

جَعَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ كُلُّ خَنْدَقٍ اَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنَ

(المعجم الکبیر ج۳ ص ۱۳۸)

تو اللہ تعالیٰ اسکے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ بنادے گا۔

ایک خندق اتنی چوڑی ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان کا فاصلہ ہے۔

تو جس نے ایک دن اعتکاف کیا وہ جہنم سے تین بار اتنا دور ہو جائے گا۔ جتنا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیان ہے۔

مطلب یہ بنا کہ وہ جنتی بن جائے گا جہنم اور اسکی حرارت سے محفوظ ہو جائیگا اس عمل کی وجہ سے اسکو جہنم سے اتنا دور کر دیا گیا لیکن اس میں روح یہ ہے۔

اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ

وہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے اور اس رضا کے حصول کیلئے اس نے اعتکاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو اتنا عظیم اجر دینے کا وعدہ کیا۔ جسکا اعلان ہمارے آقا ﷺ نے خود فرما دیا ہے۔

Marfat.com

اسکے علاوہ مختصر وقت کا اعتکاف بھی ہے۔

مغرب سے عشاء تک اعتکاف کرنے کا ثواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اعْتَكَفَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

جس نے صرف مغرب اور عشاء کے درمیان اعتکاف کیا

فِيْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ

جماعت والی مسجد میں

یعنی اس چھوٹے سے اعتکاف میں بھی شرط یہ ہے کہ وہ مسجدِ جماعت میں بیٹھے مغرب بھی جماعت کے ساتھ ہو اور عشاء بھی جماعت کے ساتھ ہو۔ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت مسجد میں بیٹھا رہا

لَمْ يَتَكَلَّمْ اِلَّا بِصَلٰوةٍ وَقُرْاٰنٍ

مغرب اور عشاء کے درمیان اس نے کوئی کلام نہیں کیا اس نے نفل ادا کیے اور قرآن پڑھتا رہا اسکا یہ معمول رہا

كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّبْنِيَ لَهٗ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ

(المعجم الکبیر ج ۳ ص ۱۳۸)

یہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت میں محل تعمیر کروائے گا۔

اتنے چھوٹے اور مختصر سے اعتکاف پر اسکو اجر ملے گا۔ وہ محروم نہیں رہے گا۔ یہ ہمارے محبوب علیہ السلام نے بار بار امت کو بتایا کہ ایک شخص جس وقت ایک نماز پڑھ لیتا ہے۔

Marfat.com

اِنْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ

ایک نماز کے ادا کرنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار مسجد کے باہر دوکان میں جا کر بھی کیا اور دل مسجد کی طرف متوجہ رہا تو وہ وقت بھی بندگی میں شمار ہوگا۔

(السنن الکبری للبیہقی)

اگر مسجد میں بیٹھ کر وہ انتظار صلوۃ کر رہا ہے ظہر کے بعد عصر کی نماز کے انتظار میں عصر کے بعد مغرب کے انتظار میں بیٹھ گیا تو اس انتظار کو بھی اعتکاف کا رنگ دے دیا جائیگا۔

رسول اکرم ﷺ نے اعتکاف کی جن عظمتوں کو بیان کیا اس اعتکاف کی اصل روح کو پہچاننے کیلئے ہمیں چند باتیں پیش نظر رکھنی چاہیں۔

☆ اعتکاف کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہیں ☆

(۱) واجب اعتکاف

کسی نے نذر مانی جب نذر پوری ہوگئی تو وہ اعتکاف اس پر واجب ہوگیا۔

(۲) سنت اعتکاف

یہ وہ ہے جو رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں کیا جاتا ہے۔

(۳) نفلی اعتکاف

یہ وہ ہے جو دس دن کے علاوہ کیا جائے۔

اعتکاف کا حکم

اسکا حکم یہ ہے کہ یہ سنت موکدہ ہے وہ سنت موکدہ کہ جس پر رسول اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری زندگی میں مکمل ہمیشگی اور مداومت فرمائی

Marfat.com

☆اعتکاف کی شرائط☆

اعتکاف کی چار شرطیں ہیں

﴿پہلی شرط﴾ اسکی پہلی شرط اسلام ہے۔اعتکاف کرنے والا مسلمان ہو، اگر مسلمان نہیں تو اسکا اعتکاف نہیں۔

﴿دوسری شرط﴾ تمیز وہ اعتکاف کرنے والا بالغ ہو یا قریب البلوغ ہو۔ وہ چھوٹا بچہ جسکو کوئی امتیاز حاصل نہیں، احکام شریعت کو نہیں جانتا وہ بیٹھ جائے تو اسکو اعتکاف نہیں کہا جائے گا۔

﴿تیسری شرط﴾ اسکے لئے تیسری شرط حدث اکبر سے طہارت ہے۔ یعنی جنابت، حیض اور نفاس سے انسان کو طہارت حاصل ہوگی تو پھر وہ مرد وزن اعتکاف کرسکتے ہیں۔ورنہ اعتکاف نہیں ہوگا۔

اگر عورت حالت حیض میں یا حالت نفاس میں ہوگی تو اعتکاف نہیں ہوگا۔

ایسے ہی مرد وزن پر جنابت کی حالت ہو تو پھر بھی اعتکاف نہیں ہوسکتا۔اعتکاف بیٹھنے سے پہلے حدث اکبر سے نکلنا ضروری ہے۔

﴿چوتھی شرط﴾ اسکی چوتھی شرط مسجد کا ہونا ہے۔

اگر مسجد نہیں تو پھر اعتکاف نہیں، یعنی اعتکاف کی جو سب سے اہم شرط ہے وہ مسجد ہے۔پھر مسجد کے انتخاب میں کئی حکمتیں ہیں۔

﴿مسجد پسندیدہ جگہ ہونے کے ساتھ ایک روحانی قلعہ بھی﴾

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کا فرمان صحیح مسلم شریف میں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا

(صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوة بَاب فَضْلِ الْجُلُوسِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ الصُّبْحِ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ ج ۱ ص ۲۳۶ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں میں سے جو جگہ زیادہ پسند ہے وہ مسجد ہے۔ اور رب کی ناپسندیدہ جگہ شہر کے بازار ہیں۔

یعنی ہر شہر کی مسجد پسندیدہ جگہ ہے اور پھر معتکف چاہتا ہے کہ رب مجھے پسند کرے تو اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر وہاں جا کر بیٹھ جا جو جگہ رب کو پسند آتی ہے۔

یہ مسجد میں اعتکاف کرنے کی حکمت ہے کہ مسجد ایک روحانی قلعہ ہے۔ اگر کہیں بیٹھ جائے تو اسے وہ قلعہ میسر نہیں آئے گا۔ مسجد اسکے گرد شیطان کو روکنے کا ایک حصار ہے۔ شیطان کی ایک پوری فوج مسجد مین داخل ہونے سے ہچکچاہٹ محسوس کرتی ہے۔ انھیں گھٹن محسوس ہوتی ہے۔ تو ایسے شیطانوں سے بچنے کا ایک بہت بڑا سہارا ہے۔ اگرچہ جو زیادہ باغی سرکش ہیں وہ مسجد کے اندر بھی وسوسے ڈالتے ہیں مگر ایسے شیطانوں سے جو اس سے نچلے درجے کے ہیں۔ اس سے انسان کو بچاؤ ملتا ہے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ کی وہ پسندیدہ جگہ ہے اسواسطے اعتکاف نبوی ﷺ میں مسجد کو شرط قرار دیا گیا۔ لہٰذا مسجد میں اعتکاف ہوسکتا ہے مسجد سے باہر نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی شخص مسجد کے باہر صرف دس نہیں پورا مہینہ ٹھہرا رہے اسکو شرعی اعتکاف نہیں کہا جائے

Marfat.com

گا۔ اعتکاف کی بنیادی شرط مسجد ہے اور اتنی پکی شرط ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام خلفاء راشدین، تابعین تبع تابعین اور پوری امت آج تک متفق رہی ہے کہ اعتکاف مسجد کے سوا نہیں ہے۔

مسجد کے گرد جو باغیچہ ہو، لان ہو، باغات ہوں جو مسجد کے دروازے کے ساتھ متصل جگہ ہے وہ مسجد نہیں، مسجد وہ ہے جہاں پر سے جوتے اتار کر داخل ہوتے ہوں اسکو فقہی مسجد کہا جاتا ہے اور جس مسجد پہ شرعی احکام مرتب ہوتے ہیں وہ مسجد اس میں شرط ہے۔ اس میں انسان دس دن مسلسل موجود رہے۔

اگر چند لمحے کے لیے بھی بغیر شرعی اجازت کے نکل گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ اتنی پکی شرط ہے کہ پورے دس دنوں میں کسی وقت اگر وہ مسجد سے نکل گیا اذن شریعت کے بغیر تو سارا اعتکاف ختم ہو جائیگا۔

مسجد میں اعتکاف لازم ہے لیکن جو آدمی بیٹھا ہی مسجد کے باہر رہے پھر اسے اعتکاف بھی کہے تو یہ اسکی خود فریبی ہوگی لیکن اعتکاف نہیں ہوسکتا کیونکہ اعتکاف کیلئے مسجد کا ہونا ضروری ہے۔

پھر اس مسجد کی بھی شرائط ہیں کہ وہ کونسی مسجد ہو وہ ایسی مسجد نہ ہو کہ جس میں جماعت ہی نہ ہوتی ہو، وہ ایسی مسجد ہو جس میں امام ہو جو جماعت کراتا ہو اور موذن ہو جو اذان پڑھنے والا ہو، تو پھر اس جگہ پر اعتکاف کی اجازت ہوگی۔ اعتکاف والی مسجد میں جمعہ شرط نہیں ہے۔

اگر اس مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو تو معتکف کا یہ شرعی عذر ہے کہ وہ دوسری جگہ جا کر جمعہ پڑھے لیکن وہ اپنی مسجد میں سنتیں پڑھ کر جائے خطبہ کے وقت پہنچے خطبہ سن کر فرض نماز ادا

Marfat.com

کر کے بقیہ نماز اپنی مسجد میں آکر پڑھے پھر راستے میں کسی سے باتیں نہ کرے۔ کسی کے پاس کھڑا نہ ہو۔ ان شرائط کے ساتھ اسکے لئے یہ جائز ہوگا کہ وہ دوسری جگہ میں جا کر جمعہ ادا کر سکتا ہے۔ مگر اس اعتکاف والی مسجد میں جماعت ضروری ہے۔

پھر مسجد کے لحاظ جو حکمتیں تھیں وہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کیلئے بیان فرمادی ہیں۔

اعتکاف اور تعمیر سیرت

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ

اِئْذَنْ لَنَا فِیْ الاِخْتِصَاءِ

صحابہ کرام جس وقت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوتے تو تقویٰ، پرہیزگاری، خوف خدا اور دنیا کے سارے خیالات نکل جاتے تھے۔ دنیا کی کوئی لذت نہ رہتی تھی۔ انوار نبوت کا اتنا اثر دماغوں پر پڑتا تھا کہ ہر چیز ذہل جاتی تھی۔

اسی شوق میں آکر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا علیہ السلام سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِئْذَنْ لَنَا فِیْ الاِخْتِصَاءِ

آپ ہمیں اجازت دے دیں کہ ہم اپنی مردانہ قوت ختم کر دیں۔

اختصاء یعنی خصی ہونیکی اجازت دے دو۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ پوچھا تو میرے محبوب علیہ السلام نے فرمایا

لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَصٰی وَلَا اخْتَصٰی

(مشکوۃ المصابیح ص ۶۹ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

جس نے اس طرح اپنی مردانہ قوت کو ختم کر دیا وہ میرا نہیں ہے۔

Marfat.com

میں کیسے تم کو اجازت دوں۔ مزہ تو تب ہے کہ مردانہ قوت انسان میں ہو اور پھر وہ فرشتہ بن جائے۔ میں اپنی امت کو یوں نہیں کرنے دوں گا۔ میری امت اس طرح اپنے آپ کو خصی بنالے اور پھر وہ پرہیز گار ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جو فرشتے پر انسان کو شان دی ہے تو اس لئے دی ہے کہ اسے عقل بھی دی ہے اور شہوت بھی دی ہے۔ جو عقل کو شہوت پر غالب کرے وہ فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے۔

یہ تو انسان کے اندر ایک پاور ہے اصل مقصد اسکو کنٹرول کرنے کا ہے اور اسکو یوں خصی ہو کر ختم کرنا یہ اسلام کو پسند نہیں ہے پھر تو کوئی مقابلہ نہیں رہے گا پھر کامیابی کیسے ملے گی۔ مقابلے میں اپوزیشن ہو اور پھر کامیابی مل جائے تو اسکو کامیابی کہا جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت تک کیلئے شیطان کو تمہاری اپوزیشن بنایا گیا اور تم نے اسکا مقابلہ کرنا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا میرے فرشتو دیکھو تمہارے اندر ایسی قوت نہیں تھی۔ میرے بندے کے اندر ایسی قوت تھی۔ مگر پھر بھی اس نے اس شہوت پہ کنٹرول کر کے زندگی تمہارے جیسی گذاری ہے۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جواب سنا تو سرکار علیہ السلام کے الفاظ یہ تھے کہ۔

لَيْسَ مِنَّا

وہ ہمارا نہیں وہ میرا امتی نہیں جو یہ کام کرے گا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عثمان اس کام کی ضرورت کیا ہے جو تم

Marfat.com

نے سوچا ہے۔ میری شریعت میں اسکا علاج ہے۔ سرکار علیہ السلام نے فرمایا۔

اِنَّ خِصَاءَ اُمَّتِیْ الصِّیَامُ

روزہ میری امت کی شہوت کوتوڑنے والا ہے۔

اور اگر فرضی روزے مکمل ہو گئے تو سارا سال نفلی روزوں کیلئے پڑا ہے۔

وہ روزے رکھتے جاؤ، نور پاتے جاؤ، شہوت ختم ہوتی جائے گی خصی ہونے کی کوئی ضرورت نہیں روزہ کس لئے ہے۔ روزہ تمہارے پاس موجود ہے۔ جس سے شہوتیں ختم ہونگی اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا چلا جائے گا۔

امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے

حضرت عثمان کا ذہن ادھر سے بدل گیا دوسرا سوال کر دیا۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اِئْذَنْ لَنَا فِیْ السِّیَاحَۃِ

پھر آپ ہمیں سیاحت کی اجازت دے دیں۔

اپنے ماحول سے نکلنا چاہتے ہیں، یعنی اپنے دوستوں کے ماحول کے لحاظ سے ہمیں سیاحت کی اجازت دے دو۔

تو رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے۔

اوروں کی سیاحتیں اور ہیں اوروں کی تفریحات اور ہیں اوروں کے فنکشن اور ہیں اور اوروں کے ٹوور اور ہے۔ آپ نے فرمایا۔

میری امت کو بھی اللہ نے ایک سیاحت دی ہے۔

Marfat.com

اَلسِّیَاحَۃُ اُمَّتِیْ اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

جب تم راہ حق میں نکلتے ہو تو یہی سیاحت ہے۔

اور جس وقت تم تبوک کی راہوں میں نکلتے ہو اور بدر کی راہوں میں نکلتے ہو اور نکلتے ہو حنین کی راہوں میں تو یہ تمہاری سیاحت ہے۔

اسکے سوا کوئی سیاحت نہیں ہے۔ لہٰذا سیاحت کرنی ہے تو یہ پہلے ہی موجود ہے اور کسی سیاحت کی میں اجازت نہیں دوں گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کی بات سن کر مطمئن ہوئے جا رہے تھے۔

مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار امت کا ترھب

پھر تیسرا سوال کر دیا یا رسول اللہ ﷺ

- اِئْذَنْ لَنَا فِی التَّرَھُّبِ

اگر ہمیں ماحول سے نکل کر سیاحت کرنے کی اجازت نہیں ہے تو پھر ہمیں چلے میں پڑ جانے دو، ہمیں رہبان بن جانے دو، ہمیں رہبانیت کی اجازت دے دو۔

اپنی بیوی بچوں سے اپنے ماحول سے جدا ہو جائیں اور پھر ترھب کی وجہ سے رہبان بن جائیں۔ معاشرے اور سوسائٹی سے کٹ جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے جب یہ سنا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بھی میری امت کے مزاج کا حصہ نہیں ہے۔ تم مجھ سے اور کیا چاہتے ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ تَرَھُّبَ اُمَّتِیْ اَلْجُلُوْسُ فِی الْمَسَاجِدِ اِنْتِظَارَ الصَّلٰوۃِ

(مشکوۃ المصابیح ص ۶۹ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

Marfat.com

میری امت کا چلّہ یہ ہے کہ ایک نماز پڑھ کے دوسرے نماز کا انتظار کرنے کیلئے مسجد میں بیٹھ جائے۔

یہ چلّہ ہے، یہ درویشی ہے، یہ میری امت کا ترہب ہے۔ نہ جنگل میں جانا پڑے گا، نہ کسی ندی کے کنارے ڈیرہ لگانا پڑے گا، نہ کسی میلے میں جانا پڑے گا، نہ کسی پہاڑ میں بیٹھنا پڑے گا۔

یہ میری امت کا ترہب ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ امت سوسائٹی میں کتنی مضبوط جڑیں رکھتی ہے اور اسکا سوسائٹی کے ساتھ کتنا گہرا تعلق ہے اور سویلائزیشن (Civilization) اسکا مین (Main) ہدف ہے اور کمیونٹی (Community) کے مسائل سے واقف رہنا اور انھیں حل کرنا اسکے بنیادی فرائض میں سے ہے۔

مطلب یہ تھا اگر میں تمہیں چلّوں کی اجازت دے دوں تو پھر (State) سٹیٹ کا کام کون کرے گا۔ اور یہ دین اس کائنات میں دنیا کو دین کا رنگ دینے آیا ہے اور دنیا کو بتانے آیا ہے کہ دنیا دین کیسے بنتی ہے اگر تم چلّوں میں چلے جاؤ گے تو قاضی کون ہونگے، جج کون ہونگے، سماجی کارکن کون ہونگے۔ لوگوں کے دکھ سکھ میں شریک کون ہونگے۔

مراد یہ تھی ہم نے سارا اہتمام کر دیا ہے محلے میں مسجد بھی ہوگی۔ اس میں بیٹھ جاؤ گے تو تمہیں ترہب مل جائے گا۔ باہر نکلو گے بیمار کا حال پوچھ لوگے۔ ہم نے اس انداز میں معاشرے کو خدوخال دیئے ہیں۔ ہم سوسائٹی میں تمہیں رکھ کر سوسائٹی کا نور بنانا چاہتے ہیں تمہارے اندر اتنا حوصلہ ہو بدی کا مقابلہ کرنے کیلئے کہ انسان چھپ کے کہیں بیٹھ جائے اسکے مقابلے میں وہ دلیر ہے۔ جو گندگی کے ماحول میں گندگی دور کرنے میں لگا ہوا ہے۔

Marfat.com

مفہوم یہ ہے اگر آج میرے عثمان میں نے تمہیں اجازت دے دی تو کل میرے دین کے وفاشعاروں پر کیا بیتے گی اور کل اصلاح کا کام سوسائٹی میں کون کرے گا، جسکے دل میں نیکی ہوگی وہ یقیناً بدی سے متنفر ہوگا۔ اگر بدی سے نفرت یوں کرے کہ گھر چھوڑ کے نکل جائے محلّہ، چھوڑ کے نکل جائے، شہر چھوڑ کے نکل جائے اور ملک چھوڑ کے نکل جائے۔ وہ چھپ جائے جنگلوں میں اور چھپ جائے دریاؤں کے کناروں میں، پھر میری امت کی اصلاح کا کام کون کرے گا۔ اگر انسان کو تنہائی چاہیے تو مسجد میں بیٹھنے کی صورت میں تمہیں ترھب دے دیا ہے تاکہ محلے کی مسجد میں ترھب والا رنگ بھی پورا ہو جائے گا۔ باہر نکلو گے تو معاشرے کی اصلاح کا کام بھی پورا ہو جائے گا۔

اعتکاف میں مسجد کی شرط کیوں لگائی گئی کہ اعتکاف مسجد میں ہو۔ مسجد کی ایک خاص عظمت ہے۔ ایک مسجد کا اپنا سرور ہے اور پھر رمضان کا سرور اور پھر نیت اعتکاف کا سرور اور اسکے ساتھ تنہائی یہ ساری اسی سے میسر آتی ہے اس کو اعتکاف میں بنیادی طور پر پیش نظر رکھا گیا کہ کوئی کسی گراؤنڈ میں نہ بیٹھے کوئی کسی پلاٹ میں نہ بیٹھے کوئی کسی گلی میں نہ بیٹھے کوئی اپنے گھر میں نہ بیٹھے۔

بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے جس وقت اس بات کو بیان کیا اسکی وضاحت فرمائی کہ جو شخص مسجد کے سوا اعتکاف کرے گا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو بدعت قرار دیا اور فرمایا کہ اسکا اعتکاف کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

Marfat.com

کون سا اعتکاف بدعت؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمانے لگے

مِنَ الْبِدَعِ الاِعْتِكَافُ فِي الْمَسَاجِدِ الَّتِي فِي الدُّوْرِ

گھریلو مساجد میں اعتکاف بدعت ہے۔

(کشف الغمۃ: ج ۱ ص ۲۵۶)

جو لوگوں نے پرسنل چھوٹی چھوٹی مسجدیں گھروں میں بنائی ہوتی ہیں۔
ڈیروں پر بنائی ہوتی ہیں اور عام لوگوں کو جہاں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔
اگر کوئی شخص ان مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے گا تو یہ بدعت ہے۔

اس نے سنت ادا نہیں کی اس نے بدعت کا ارتکاب کیا اس حدیث میں جس اعتکاف کو بدعت کہا گیا وہ اعتکاف والی جگہ پلاٹ نہیں، گراونڈ نہیں بلکہ یہ مسجد ہے۔ مگر یہ گھر کی مسجد ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے۔ اگر اس مقام پر کسی نے اعتکاف کیا تو وہ اعتکاف نہیں ہے۔

یہ جو وجود کے اعتبار سے اعتکاف کیلئے ابتدائی شرط ہے کہ مسجد ہو گی تو پھر خیمہ ہو گا پھر تنہائی اور باتوں سے اجتناب اور پھر مسجد میں رہنے کی پابندیاں اور اگر مسجد ہی نہیں تو پھر اعتکاف کا آغاز ہی نہیں ہو گا اور پھر نہ اس پر ثمرہ مرتب ہو گا۔ اسکو صرف ٹریننگ سنٹر ہی کہا جا سکتا ہے اسے اعتکاف نہیں کہا جائیگا۔

اسکو تربیتی کورس کہا جائے اور تربیتی کیمپ کہا جائے۔

لفظ اعتکاف کا جو تقدس ہے اور اسکی شرائط آج تک امت میں بالاجماع موجود رہیں۔ اُن کو پورا کرنا معتکف کیلئے ضروری ہے۔

Marfat.com

معتکف کے لئے حالت اعتکاف میں شرطیں

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں۔

السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُودَ مَرِيضًا

معتکف پر سنت یہ ہے کہ وہ مریض کی عیادت نہ کرے۔

وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً

جامع اور جنازہ پڑھنے بھی نہ جائے۔

وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً

اور وہ عورت کو بھی نہ چھوئے۔

وَلَا يُبَاشِرَهَا

اور اُس سے مباشرت بھی نہ کرے۔

وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ

کسی حاجت کیلئے باہر نہ نکلے سوائے ایسی حاجت کے جس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب الاعتکاف الفصل الثانی ص ۱۸۳ اسعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

صرف اُس کام کیلئے مسجد سے باہر نکل سکتا جو مسجد میں نہیں کر سکتا۔

جیسے قضائے حاجت اور بول و براز۔

وہ حاجت طبعی ہو جیسے پیشاب یا خانہ کرنا۔ یا وہ حاجت شرعی ہو جیسے جنبی ہو جائے تو غسل کرنا۔ معتکف صرف اسکے لئے نکل سکتا ہے۔ اگر اس مسجد میں جمعہ نہیں پڑھا جاتا تو دوسری مسجد میں جا کر جمعہ پڑھنا ہے تو یہ ایک شرعی حاجت ہے۔

Marfat.com

صرف تازگی کے حصول کیلئے غسل کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسے غسل کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ ایسے ہی گرمی کو دور کرنے کیلئے غسل کرنا نہ حاجت طبعی ہے اور نہ ہی حاجت شرعی ہے۔

حاجت طبعی وہ ہے کہ جس کے بغیر اسکا گذارہ نہیں ہوسکتا۔ جیسے پیشاب پاخانہ کے بغیر اسکا گذارہ نہیں ہے۔

حاجت شرعی یہ ہے کہ جمعہ پڑھنے کیلئے دوسری مسجد میں جانا ہو تو پھر اس مسجد سے نکل سکتا ہے اور غسل فرض ہو جائے تو پھر وہ غسل کرسکتا ہے۔

لہٰذا اب سوچنے کی باتیں ہیں کہ اس پر دو حج اور دو عمرے کا ثواب ایسے تو نہیں ملے گا۔ جس میں نہ احرام نہ سعی اور نہ طواف نہ سفر نہ تھکن لیکن جو یہاں کی حالت ہے اُسے تو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ہر چیز میں تبدیلی آگئی اور ہر چیز میں روشن خیالی آگئی اور ہر چیز میں انقلاب آتا جا رہا ہے۔ پہلے پورے اسلامی لٹریچر میں دیکھو تو تمہیں لفظ ملیں گے مسجدِ اعتکاف لیکن اب ہے شہرِ اعتکاف۔

اعتکاف کیلئے مسجد شرط ہے اسکے علاوہ اعتکاف نہیں ہوگا ہاں کورس ہوسکتا ہے۔

اس کو بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمانے لگیں کہ وہ معتکف مسجد سے نہیں نکل سکتا کوئی مر جائے تو جنازہ نہیں پڑھ سکتا۔ بیمار کی عیادت نہیں کرسکتا کیونکہ اعتکاف مسجد میں ہے۔ گرمی زائل کرنے کیلئے غسل نہیں کرسکتا کیونکہ اعتکاف مسجد میں ہے۔

بخاری شریف میں ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر دھلوانا تھا۔ خود مسجد میں بیٹھے اپنا سر مبارک مسجد کی کھڑکی سے گھر کی طرف کیا تو میں نے گھر میں بیٹھ کے سر دھویا کیونکہ سر دھونے کیلئے مسجد سے نکلنا جائز نہ تھا۔

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنکی ایک ایک سانس سے شریعت بنتی ہے۔ آپکا اختصاص بھی ہو سکتا تھا کہ محبوب تم جہاں چلے جاؤ اعتکاف اعتکاف رہے گا۔ اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔ مگر امت کیلئے سنت نہ بنتی۔

محبوب علیہ السلام نے مسجد میں بیٹھ کر اپنا سر انور باہر جھکایا ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کنگھی کی ایک روایت یہ ہے میں نے سر پہ پانی ڈالا۔ میرے محبوب علیہ السلام اتنی مشکل برداشت کی کہ بندہ بیٹھا اندر ہو سر باہر نکالے اور کافی دیر جھکا رہے۔ آخر اس میں مشکل تو ہے۔ لیکن آقا علیہ السلام نے شریعت واضح کرنا تھی کہ اعتکاف کو کوئی مذاق نہ سمجھے کہ وہ جب چاہے باہر نکل جائے اور کوئی سگریٹ پی رہا ہو کوئی کچھ کر رہا ہو۔ یہ ساری چیزیں اعتکاف کو توڑ دیتی ہیں۔ مسجد میں سگریٹ پینا ویسے ناجائز ہے۔ کوئی مسجد سے باہر سگریٹ نوشی کیلئے نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

ٹوٹیوں والی جگہ اور جہاں جوتے اتارے جاتے ہیں انکے بارے میں وہ یہ نہ سمجھے کہ مسجد کی دیوار کے اندر جو کچھ ہے وہ ساری مسجد ہی ہے۔ لیٹرینوں کی جگہ ٹوٹیوں کی جگہ اور جوتوں کی جگہ فقہی مسجد سے خارج ہے۔ اگر کسی نے وہاں بیٹھ کر بھی سگریٹ نوشی کی تو اسکا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

Marfat.com

مسجدِ جماعت اور روزے کے بغیر اعتکاف جائز نہیں

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ

روزے کے بغیر اعتکاف نہیں۔

وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ

مسجد جامع کے علاوہ کسی مسجد میں اعتکاف جائز نہیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب الْمُعْتَكِفِ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ ج ۱ ص ۳۵۷ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

جامع میں جماعت کے معنیٰ ہے۔

یعنی مسجد بھی ہو اور پھر مسجد میں جماعت بھی ہو پھر اس میں اعتکاف جائز ہے۔

یہ فتویٰ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے اعتکاف کا ڈھانچہ یعنی ایک ہے اعتکاف کی بلڈنگ کو رنگ و روغن کرنا، بناؤ سنگھار آرائش و زیبائش وہ تب ہوگی جب کوئی دیوار ہوگی۔ جسکا گھر کوئی نہ ہو وہ چونا کیا کرے۔ اور جسکا کاشانہ کوئی نہ ہو تو وہ رنگ کس چیز کو کرے۔

تو ڈھانچہ اعتکاف کا تب ہوگا۔ جب مسجد میں بیٹھے گا اور پھر اس میں رنگ بھرے گا اور پھر اسکو خوبصورت بنائے گا اور پھر اسکے سارے فوائد میسر آئیں گے جب تک مسجد میں نیت اعتکاف کے ساتھ بیسویں روزے کو عصر کے بعد مغرب سے پہلے داخل نہ ہو جائے اس وقت تک اعتکاف شروع نہیں ہوگا اور پھر اس وقت سے لیکر عید الفطر کا چاند طلوع ہونے تک مسلسل مسجد میں رہنا ضروری ہے۔ ایسا عمل اگر ہوگا تو وہ سنت موکدہ بھی ہوگا اور اسکو مسنون اعتکاف بھی کہا جائے گا۔

Marfat.com

یہ وہ حقائق ہیں جنکو واضح کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔

ہمارا مقصد حق کا اظہار ہے اسکی رنج میں کوئی اپنا آئے یا کوئی غیر آئے۔ جب ہر وقت پوری امت کا اس پر اتفاق رہا۔ کہ اعتکاف کیلئے مسجد ضروری ہے اور مسجد بھی وہ جو ٹوٹیوں کی جگہ کے علاوہ ہے اُس جگہ پر بیٹھے گا تو رحمت کا حصار ملے گا۔ تو پھر اس کی خلاف ورزی کیوں ہے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا تھا۔

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهٗ

سات قسم کے انسان وہ ہیں جنکو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا۔ اُن میں ایک آدمی یہ ہے۔

وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ وفضل المساجد ج ا ص ۹۱ قدیمی کتب خانہ کراچی)

وہ بندہ جسکا دل مساجد میں لٹکا رہتا ہے۔

مطلب یہ تھا کہ وہ دنیا کے کام کاج کرتا ہے، دکان پہ جاتا ہے، کھیت میں جاتا ہے، گھر میں جاتا ہے، لیکن دل مسجد میں رہتا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ اعتکاف کی اصل روح یہ ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معتکف کا نصاب

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول اتنا سخت ہے آپ فرمانے لگے کہ میرے نزدیک سوائے ذکر خداوندی اور تلاوت قرآن مجید کے اگر کوئی شخص کسی کو قرآن پڑھانا چاہے وہ بھی جائز نہیں جبکہ دیگر اسلاف کے ہاں پڑھانے کی اجازت ہے۔

Marfat.com

اعتکاف یاد الٰہی میں مستغرق رہنے کا نام

اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں بند کرنا ہے۔ دنیا سے رابطے توڑنے ہیں مخلوق سے اپنے آپ کو جدا کرنا ہے۔ خیمہ میں بیٹھنا ہے۔ نبی علیہ السلام نے اپنا خیمہ بنایا ہے اور خیمہ میں بیٹھے ہیں۔

اسکا سرکار علیہ السلام نے حکم دیا کیوں؟ اس لیے کہ جب تم اس خیمہ والے گھر میں آ کر بیٹھو گے تو پھر اگلے گھر کی یاد آئے گی۔

ماحول سے کٹ کے، جدا ہو کے جس وقت دن رات کی پہلی باتیں چھوڑو گے تنہائی آئے گی تو پھر تمہیں سوچ آئے گی پھر اندر سے تقوی ابھرے گا اور پھر جا کر تم پہ ابر کرم برسے گا لہذا یہ بھی اہتمام کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔

آج نوجوان مسجدوں میں اعتکاف کیلئے آ تو جاتے ہیں انھیں روکنا نہیں چاہیے لیکن انھیں خیال کرنا چاہیے کہ اعتکاف کوئی میلہ نہیں۔ اعتکاف کوئی گپ شپ لگانے کا ماحول نہیں۔ اعتکاف کوئی دس دن مسجد میں بیٹھ کر انجمن آرائی کرنے والا منظر نہیں۔ اعتکاف تو سب کچھ بھول کر رب کو یاد کرنے کا نام ہے۔

اعتکاف کی حالت میں موبائل فون کا ناجائز استعمال

پھر مسجد میں بیٹھنا موبائل جیب میں رکھنا اور پھر کچھ حضرات اتنا تکلف کرتے ہیں کہ وہ خبریں وغیرہ بھی سن لیتے ہیں۔ ریڈیو مسجد میں اور پھر گھنٹیاں بج رہی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اونٹ میرے کارواں سے نکل جائے جس کے گلے میں گھنٹی باندھی ہوئی ہے۔ میرے قافلے میں وہ چلے جو گھنٹی اتار

Marfat.com

کے چلے لیکن ادھر صورتحال یہ ہے کہ مسجد میں ٹیون اور پھر مسجد میں گانے جیسی ٹیون، جبکہ اعتکاف تو تھا دنیا سے رابطے ختم کرنے کیلئے کہ کسی سے رابطہ نہیں۔ اب صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے اللہ کی طرف رابطہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا ہے۔

اسواسطے ایسی صورتحال دیکھ کر رونا آتا ہے۔

دن بدن دین میں یہ چیزیں داخل ہوتی جارہی ہیں۔ یہ وہ نام نہاد روشن خیالی ہے جو دین میں آرہی ہے ایک تو دنیا میں ہے اُس نام نہاد روشن خیالی کے کچھ لوگ عملبر دار ہیں۔ لیکن یہ روشن خیالی ہے دین میں سہولت والی کہ دین میں آسانی ڈھونڈو اور کچھ علماء چاہتے ہیں کہ لوگ آسانی پسند ہیں تو ہم آسانی کا رستہ دکھائیں۔ تاکہ ہماری پاپولیریٹی (Popularity) میں اضافہ ہوجائے۔

جبکہ یہ شریعت ہے کسی کے گھر کا گھڑا ہوا کھلونا نہیں ہے۔

عالم دین اللہ تعالیٰ کے دین کا ترجمان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک بندہ مسئلہ پوچھنے آگیا۔ ابن عباس رستہ نکالو رستہ نکالو میں تین طلاقیں دے بیٹھا ہوں تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جواب دیا گیا ابن عباس نے رستے گھر میں رکھے ہوئے ہیں۔ ابن عباس اللہ تعالیٰ کے دین کا وکیل ہے۔ جو رب کے نبی علیہ السلام اجازت دیں گے وہ ابن عباس بول سکتا ہے۔ اپنی طرف سے راہیں نہیں نکال سکتا۔ تو جس وقت تین طلاقیں دے رہا تھا اس وقت تو نے نہیں سوچا کہ تو رب کی

Marfat.com

حدوں کو پھلانگ رہا ہے۔ اب پوچھتا ہے تیرے لئے ابن عباس کے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔ اسواسطے تیرے رب نے تیرے راستے بند کر دیئے ہیں۔

علماء کی ذمہ داریاں

یہ عالم دین کی صورتحال ہونی چاہیے کہ وہ مسئلہ بتاتے وقت یہ نہ دیکھے کہ اس مسئلہ سے راضی کون کون ہوگا، فلاں بندہ بھی راضی ہو جائے گا، فلاں بھی راضی ہوگا، وہ بولتے وقت یہ نہ دیکھے بلکہ وہ یہ دیکھے کہ میرا رب راضی ہونا چاہیے۔ ماحول ناراض ہو جائے تو کیا بات ہے یہ ناراضگی معمولی ناراضگی ہے۔ رب کی ناراضگی بڑی ناراضگی ہے اگر بندوں کی چاہت، بندوں کی پسند اور بندوں کے دل کی باتیں اور بے عملی کی باتیں کر کے لوگوں سے داد وصول کی جائے اس سے بڑا اور کوئی جرم کیا ہو سکتا ہے۔ اسواسطے یہ خطرناک مقام ہے۔ یہ دنیا میں پل صراط ہے۔ تلوار سے تیز اور بال سے باریک منبر پہ بیٹھنا، فتویٰ دینا، اور اسلام کی ترجمانی کرنا بال سے باریک ہے اور تلوار سے تیز ہے۔ اگر تھوڑی سی بے احتیاطی ہو جائیگی تو مفتی کٹ جائے گا مٹ جائے گا۔ لٹ جائے گا۔

اسواسطے ایک شخص جو حلال و حرام بیان کرنے والا ہو، اسکے لئے احتیاط ہے کہ وہ اپنا میٹر لوگوں کی چاہت نہ بنائے وہ یہ کہے۔

اثر ہو نہ ہو سن لو میری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندہ آزاد

کوئی واہ واہ کہے یا ہائے ہائے کہے اسکے نزدیک برابر ہو، اسکی سوچ کی سوئی اللہ تعالیٰ کی طرف ہونی چاہیے۔

Marfat.com

اس مقصد کے پیش نظر تمہارے سامنے اعتکاف کے ان چند مسائل کو رکھا ہے۔

اور پھر اس میں جو میلے کا انداز ہے وہ بھی افسوسناک ہے حالانکہ اعتکاف کی وضع تھی تنہائی کیلئے، اعتکاف کی وضع تھی خوف خدا کے حصول کیلئے، بندہ مجلس میں بیٹھا ہوتو ایسا ماحول نہیں بنتا بلکہ خیال دوسروں کی طرف رہتا ہے۔

سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ مسجد میں پردہ لگالو تاکہ مسجد میں رہتے ہوئے بھی نظر نہ آؤ اس پردے میں، خیمے میں بیٹھ جاؤ تاکہ وہاں دل بیدار ہو اور اسکی ساری توجہ رب کی طرف ہو اور رب سے باتیں ہوں۔

اعتکاف کا حقیقی مقصد

یہ اعتکاف کا اصل مقصد تھا کہ انسان چلتے چلتے عادی بن جائے۔ خاص طور پر آخری راتوں میں اسلیئے تھا کہ قدر کی رات تلاش کرنی ہے۔ باہر انسان کو اسکی تلاش مشکل ہے لہٰذا اعتکاف بیٹھ جاؤ تاکہ وہ قدر کی رات کو تلاش کرتا رہے۔ اس قدر کی تلاش میں ہر رات بندگی میں گذر جائے۔ پھر اپنے گناہوں کی معافی کا اہتمام کرے۔

عورتوں کے اعتکاف کا شرعی طریقہ

ایک خصوصی مسئلہ عورتوں کیلئے بھی ہے

عورتوں کیلئے مسجد میں اعتکاف کرنا جائز نہیں ہے عورتوں کیلئے اعتکاف گھر کی مسجد میں ہے۔ یعنی گھر میں جو جگہ معین کرلی جائے۔ مسجد میں عورتوں کے اعتکاف کا رواج نکلا ہے اور اب اس رواج کو بڑھایا جارہا ہے۔

جس اسلام کو دس منٹ کیلئے عورت کا مسجد میں آنا اتنا پسند نہیں جتنا گھر کے اگلے

Marfat.com

اندر نماز پڑھنا پسند ہے۔ وہ اسلام دس دن جوان عورت کو مسجد میں کیسے بیٹھنے دے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ

عورت کی افضل نماز حجرے میں پھر اگلے اندر ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہو اور اس وقت کی بات جب خیر القرون کا زمانہ ہو، نبی علیہ السلام خود مسجد نبوی میں تشریف فرما ہوں اس سے بھی کوئی زیادہ اچھا موسم ہو سکتا ہے۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قیامت کے حالات تھے۔

﴿ازواج مطہرات کا مسجد میں اعتکاف ناراضگی کا سبب﴾

اسواسطے عورت کیلئے جو اعتکاف ہے اسکی فضیلت ہے مگر اس کیلئے مسجد نہیں بلکہ گھر کا مقام ہے۔ گھر کے ایک کونے کو معین کر لے اس میں بیٹھ کر اعتکاف کرے۔

اَللُّبَابُ فِی الْجَمْعِ بَیْنَ السُّنَّةِ وَالْکِتَابِ

یہ علی بن محمد زکریا کی کتاب ہے۔ ۶۸۶ھ میں انکا وصال ہوا صفحہ ۱/۴۳۴

اس میں عورت کے اعتکاف کے بارے ایک مفصل باب باندھا۔

بَابُ الْمَرْأَةِ تَعْتَكِفُ فِیْ بَیْتِهَا

عورت کے بارے میں باب کہ عورت اعتکاف اپنے گھر میں کرے۔

بخاری و مسلم کی حدیث نقل کی کہنے لگے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ یَعْتَكِفَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ فرمایا۔

Marfat.com

فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اس جگہ پہ آئے جہاں اعتکاف کرنا تھا۔

یعنی خیمہ پہلے لگ چکا تھا اب اعتکاف کی نیت سے وہاں آئے

إِذَا أَخْبِيَةٌ

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا اور بھی وہاں خیمے لگے ہوئے ہیں۔

تو وہ سرکار علیہ السلام کے خیمہ کے ساتھ کونسے خیمے تھے۔

خِبَاءُ عَائِشَةَ

ایک خیمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔

وَخِبَاءُ حَفْصَةَ

دوسرا خیمہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا۔

وَخِبَاءُ زَيْنَبَ

تیسرا خیمہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خیمہ کیساتھ مسجد میں اپنی ہی ازواج کے خیمے دیکھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصہ آ گیا۔

آلْبِرَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ؟

یہ کوئی تم نے نیکی کا ارادہ کیا؟ یہ کوئی نیکی ہے؟

اس سے خود اندازہ کریں کہ مسجد نبوی شریف ہے۔ میرے آقا علیہ السلام کی اپنی ازواج ہیں مسجد میں اعتکاف کرنا چاہتی ہیں جب انکے خیمے دیکھے تو غصے میں آ گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا غصہ کیا۔

Marfat.com

ثُمَّ انْصَرَفَ

پھر آپ باہر تشریف لے گئے۔

فَلَمْ يَعْتَكِفْ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی اعتکاف نہ کیا۔

اس غصے میں کہ تم نے خیمے کیوں لگالیے۔

حَتَّى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب الْأَخْبِيَةِ فِي الْمَسْجِدِ ج ۱ ص ۲۷۲ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوال میں جا کر دس دنوں کا اعتکاف کیا۔

یہ حدیث پیش کرتے ہوئے اس امام نے یہ واضح کیا کہ بخاری کی حدیث کا یہ مطلب ہے اور سارا سیاق وسباق اسکو واضح کر رہا ہے۔

اسواسطے خواتین اسلام کو مسجد بیت یعنی گھر میں جگہ معین کر کے اعتکاف کرنا چاہیے۔ بالخصوص ایسے نازیبا واقعات ہر سال مساجد میں ہو جاتے ہیں جو جوان عورتوں کو اتنے دنوں کیلئے مسجد میں لے آتے ہیں۔ فتنہ وفساد اور موجودہ بھڑکتا ہوا شہوتوں کا ماحول ہے اس سے عقلاً بھی کوئی جواز محسوس نہیں ہوتا۔

سنت اعتکاف کا اجر وثواب

میں اپنی بات اعتکاف کے اجر پر ختم کرتا ہوں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کے راوی ہیں۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي

Marfat.com

اَلْمُعْتَکِفُ هُوَ یَعْکِفُ الذُّنُوبَ وَیُجْرَی لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّهَا (ابن ماجہ شریف کتاب الصوم باب فی ثواب الاعتکاف ص ۱۲۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)

معتکف کے کتنے وارے نیارے ہیں شرائط بھی بیان کیں اور شان بھی بیان کی معتکف سوچے اسے ملے گا کیا اور اس ملنے کیلئے وہ رہے گا کیسے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

هُوَ یَعْکِفُ الذُّنُوبَ

مسجد میں اپنے آپ کو بند کر کے مسجد کے باہر کے سارے گناہوں سے بچ گیا ایک تو یہ فائدہ ہوا کہ وہ مسجد میں رہے گا باہر نہیں نکلے گا اور باہر جو عریانی فحاشی ہے اور باہر کے جو گناہ ہیں اُن سب سے بچ جائے گا۔

پھر سوال پیدا ہوتا تھا کہ باہر نیکی بھی تو کر سکتا ہے۔ باہر عبادت کرے۔ جنازہ پڑھے سماجی خدمت کرے۔ غریبوں میں کپڑے بانٹے، باہر سارے اچھے کام کرے۔ مظلوم کی مدد کرے یہ سارے کام مسجد میں بند رہنے کی وجہ سے نہیں کر سکے گا۔

محبوب علیہ السلام یہ مسجد کی شرط لگا دی کہ مسجد کے اندر رہے اب باہر والے گناہوں سے تو بچ گیا مگر جو نیکیاں کرتا تھا اسکی تو اجازت ہونی چاہیے کہ وہ باہر نکل کے کرلے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں یہ رہے گا مسجد میں۔

وَیُجْرَی لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّهَا

جتنی نیکیاں پہلے کرتا تھا اسے کیے بغیر ان کا ثواب مل جائے گا۔

ہمیں یہ پسند نہیں کہ اعتکاف مسجد میں کرے اور پھر مسجد سے باہر پھرے اور تو اور

Marfat.com

رہا وہ نیکی کرنے کیلئے بھی باہر نہ نکلے اس نیکی سے مراد جو نفلی نیکی ہے جمعہ والی فرضیت کی بات نہیں۔ اس صورتحال میں وہ باہر نہیں نکلے گا لیکن اعتکاف سے قبل جو اس کا معمول تھا جتنی نیکیاں کرتا تھا خواہ وہ معاشرے کے فرائض میں داخل تھیں یا جس طرح کی بھی صورتحال تھی میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں ہر ہر نیکی کیے بغیر دس دن اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جائے گی۔

اسواسطے میرے بھائیو!

وہ محبوب علیہ السلام ہمارے لئے ضامن ہیں اور مسجد میں اعتکاف کرنے کی حکمت اس طرح بیان کی کہ باہر والے گناہوں سے بچے گا پہلے والی نیکیاں پھر بھی مل جائیں گی۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں یہ عظمتیں حاصل کرنی کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

Marfat.com

فہم دین

مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

کا اہم اور اچھوتے
موضوعات پر لٹریچر

جلد اوّل

1. فہم دین اور ہماری ذمہ داریاں
2. محبت الٰہی اور اس کی چاشنی
3. منصب نبوت اور عقیدہ مومن
4. محاسبہ نفس اور اس کا طریق کار
5. فہم زکوٰۃ
6. رسول اللہ ﷺ کی نماز
7. گھر کا اسلامی ماحول
8. آداب زبان
9. تعارف آئمہ اربعہ
10. قادیانیت کا محاسبہ
11. صراط مستقیم کی روشنی
12. نظام مصطفےٰ ﷺ کی بالادستی
13. حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ رضی اللہ عنہم

جلد دوم

1. اسلام میں دوستی کا معیار اور طریق کار
2. سود اور اسکی اقسام
3. ہم اور ہمارے عقائد
4. اسوہ حسنہ اور فیشن پرستی
5. مسئلہ حیات النبی ﷺ
6. ترک تقلید کی تباہ کاریاں
7. مومن کا مقصد حیات
8. جہاد اور دہشت گردی میں فرق
9. تصوف اور اسلام
10. حواس نبوی ﷺ
11. اوقات اور مصروفیات کا شرعی توازن
12. جنتی آنکھ
13. اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور ان کا حل

جلد سوئم

1. مفاہیم اسم اللہ تعالیٰ
2. مفاہیم اسم محمد ﷺ
3. روزہ کے اسرار و رموز
4. امتیازات نماز
5. شان رسالت ﷺ سمجھنے کا ایمانی طریق
6. زندگی اور اس کی اقسام
7. خلفائے راشدین سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عقیدت
8. ماں کی شان اور امتحان
9. بدعت کا معنی و مفہوم

جلد چہارم

1. احادیث ختم نبوت ﷺ
2. سماجی خدمت کا اسلامی فلسفہ
3. ہاں ہم سنی ہیں
4. ورع و پرہیزگاری کے ماڈل
5. طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم
6. نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہے
7. دختران اسلام کیلئے آئیڈیل کردار
8. عہد شباب کا اسلامی نصاب
9. کاروباری شراکت کے اسلامی اصول
10. تحفظ ناموس رسالت ﷺ ایک فرض اور قرض

جلد پنجم

1. تربیت اولاد
2. تقلید سے متعلق شبہات کا ازالہ
3. اسلام بمقابلہ یہودیت و عیسائیت
4. اور دل نور ایمان سے جگمگا اٹھا
5. جنہیں دیکھ کر رب مسکرائے
6. قرآن اور تفکر کائنات
7. تصوف عقیدہ توحید کی معرفت
8. رنج والم سے نجات کا راستہ
9. مسئلہ حاضر و ناظر
10. اے غریب الوطن اسلام کے ہم وطنو!

جلد ششم

1. میرے رب سے مجھے محبت ہے
2. رسول اللہ ﷺ کی جسمانی نفاست
3. شان رسالت ﷺ کی یکتائی
4. زکوٰۃ کے اسرار و رموز
5. پردہ دختران اسلام کا وقار
6. عزت اور اسکے حصول کا طریقہ
7. قیمتی اوقات اور زرخیز لمحے
8. میوزک خرمن ایمان کے لئے چنگاری
9. حق چار یار
10. جب سچائی خود بولے

جلد ہفتم

1. پاکستان اور اہلسنت کا باہمی رشتہ
2. مائیں جب فرمائیں
3. یہود و نصاریٰ اور ہمارا جداگانہ تشخص
4. باپ کی شان اور امتحان
5. دین میں رائے اور تقلید کی گنجائش
6. ختم نبوت اور قادیانی کفر
7. شہداء زندہ ہیں
8. اعتکاف یاد الٰہی میں انہماک
9. ناموس رسالت ﷺ کے پہرے دار و جاگتے رہو
10. آئمہ محدثین اور اہل قبور سے استمداد

جلد ہشتم

1. خانقاہیں اور لذت اسرار
2. میرے لئے اللہ کافی ہے
3. آرڈر پر اشیاء تیار کروانے کے شرعی احکام
4. رگ ملت اور نشتر تعلیم جدید
5. جب رسالت خود نعرہ زن ہو
6. حرمت شراب
7. انسانی حواس کا صحیح استعمال
8. نظام مصطفےٰ ﷺ ایک مثالی انداز حکمرانی
9. اسلام ہم تیرے ہیں

جلد نہم

1. وصیت کے شرعی احکام
2. والدین مصطفےٰ کی دنیا میں دعوت
3. ناموس رسالت ﷺ کے نگہبان ولولے
4. رسول اللہ ﷺ کی شجاعت
5. اسلام کی اپنی بیٹیوں سے گفتگو
6. رہن گروی کے مسائل
7. ایک عروجی زندگی
8. حج کے اسرار و رموز
9. معرفت الٰہی اسباب و علامات
10. قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان!
11. تبلیغ دین کے فوائد
12. یہ شان رسالت ﷺ ہے ذرا ہوش سے بول!

جلد دہم

1. تحفظ ختم نبوت ﷺ میں علماء اہلسنت کا کردار
2. یہ ایک سجدہ ہے جسے تو گراں سمجھتا ہے
3. دو قومی نظریہ ملکی سالمیت کا راز
4. جادو کی مذمت
5. روح کی طہارت
6. عظمت اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم
7. ایاک نعبدو ایاک نستعین کی تفسیر
8. تصوف ایک خاموش ایمانی تحریک
9. وسیلہ قرآن و سنت کی روشنی میں

صراط مستقیم پبلیکیشنز
5,6- مرکز الاولیس داتا دربار مارکیٹ، شیخ ہندی سٹریٹ، لاہور
042-37115771-2, 0321/0315-9407699